سلطان باھوؒ



تصنیفِ لطیف

خادم سلطان الفقر

حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن

مدظلہ الاقدس

سلطان باھوؒ

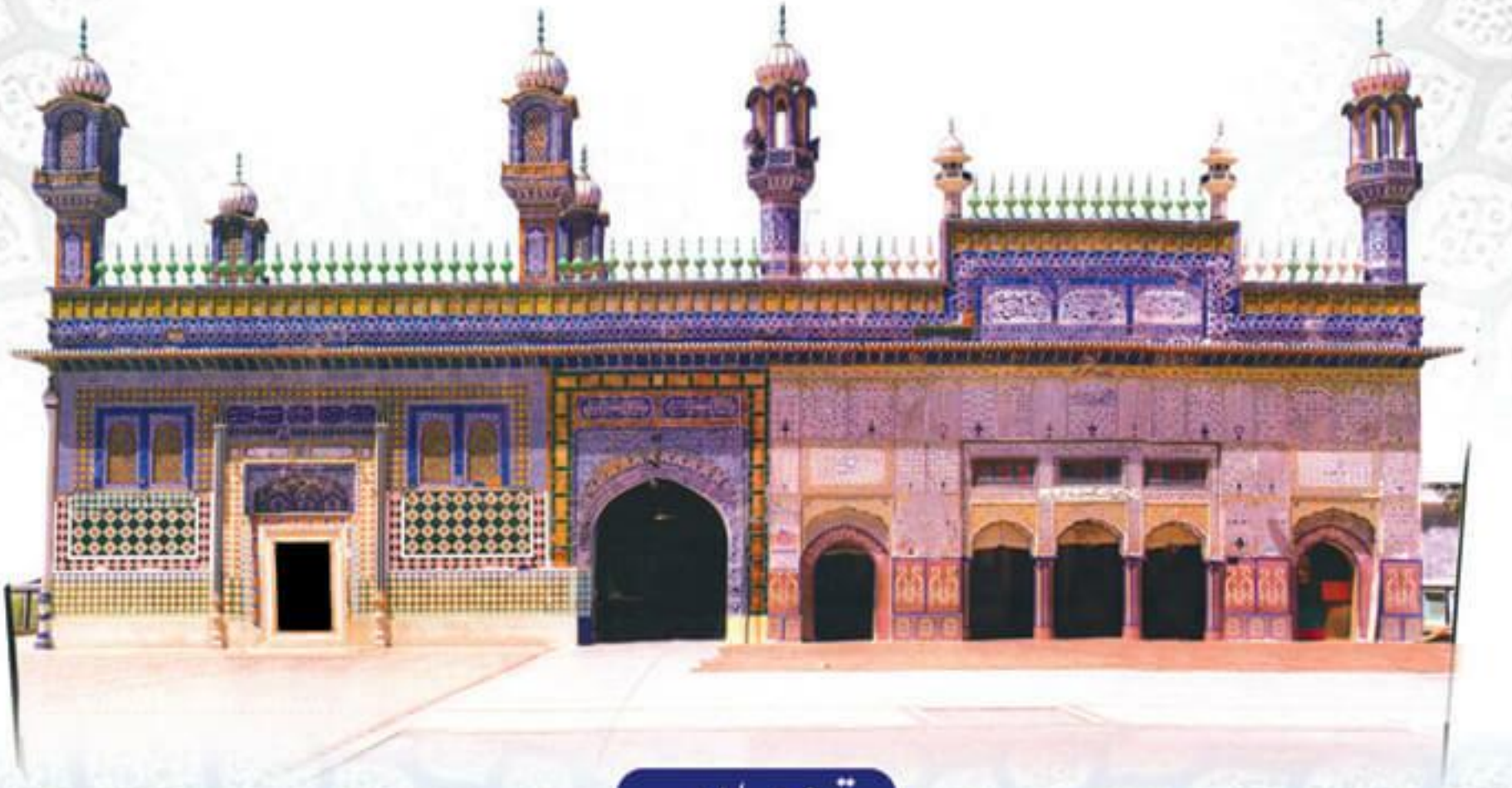
تصنیفِ لطیف

خادم سلطان الفقر

حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن

مدظلہ الاقدس

سلطان باھُوؒ



تصنیفِ لطیف

خادم سلطان الفقر

حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن

مدظلہ الاقدس

© All Copy Rights reserved with
SULTAN-UL-FAQR PUBLICATIONS (Regd.)
Lahore-Pakistan

نام کتاب: سلطان باھوؒ

تصنیفِ لطیف: خادم سلطان الفقر
حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

ناشر: سُلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

بارِاوّل: مارچ 2016ء

تعداد: 500

ISBN: 978-969-9795-32-9

سُلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

سُلطان الفقر ہاؤس

4-5/A۔ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

Ph: 042-35436600, 0322-4722766
www.sultan-bahoo.com
www.sultan-ul-arifeen.com
www.sultan-ul-faqr-publications.com
E-mail: sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com

www.sultan-ul-faqr-publications.com

فہرس

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ	7
2	سلسلہ نسب سلطان باھُوؒ	9
3	میر قطب شاہ	11
4	حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد	20
5	والدین	20
6	ولادت باسعادت	29
7	آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض بچپن سے جاری ہوگیا	30
8	حصولِ علمِ ظاہری	32
9	تلاشِ حق - بیعت	33
10	اورنگ زیب عالمگیر سے ملاقاتیں	41
11	سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحِ حیات پر تحقیق	42
12	ہندوستانی کتب میں سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ	47
13	سوانحِ حیات سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	51
14	سلسلہ نسب	51
15	ولادت سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	52
16	تلقین وارشاد	53
17	حسن وجمال	54
18	ازواج واولاد	54
19	آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر	54

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
20	خلفاء	55
21	وصال مبارک	55
22	عرس مبارک	55
23	مزار مبارک	56
24	سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کے بارے میں اختلاف	59
25	تعلیم و تلقین	72
26	سلطان باھُوؒ کا لقب ''سلطان العارفین'' اور مرتبہ ''سلطان الفقر''	74
27	لقب ''سلطان العارفین'' کے دعویدار	74
28	فقر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام و مرتبہ	74
29	حقیقتِ سلطان الفقر	77
30	سلطان الفقر کی عظمت	78
31	ایک غلط فہمی کا ازالہ	82
32	فقر اور شیخین رضی اللہ عنہم	84
33	فقر اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم	86
34	فقر اور صحابہ رضی اللہ عنہم	88
35	مصطفیٰ ثانی مجتبیٰ آخر زمانی	92
36	تصانیف	95
37	تعلیمات	99

www.sultan-ul-faqr-publi

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
38	فقہی مسلک اور سلسلہ فقر سلطان باھُوؒ	100
39	فقہی مسلک	100
40	سلسلہ فقر	100
41	پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ	106
42	سلسلہ سروری قادری	113
43	ازواج اور اولاد	119
44	ازواج	119
45	اولاد	120
46	کرامات	122
47	منتقلی امانتِ الٰہیہ اور سلسلہ سروری قادری	132
48	امانتِ الٰہیہ	132
49	منتقلی امانتِ الٰہیہ اور سلسلہ سروری قادری	138
50	سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	140
51	لقب	143
52	حلیہ اور لباس	144
53	فقہی مسلک	145
54	آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر	145
55	اولاد	145
56	وصال	146
57	مزار مبارک	146
58	خلافت	147

www.sultan-ul-faqr-publications.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
59	حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے چند مشہور خلفاء	149
60	حضرت سلطان نورنگ کھیتران رحمۃ اللہ علیہ	149
61	حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ	150
62	حضرت سلطان طیب رحمۃ اللہ علیہ	151
63	حضرت سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ	152
64	سیّد موسیٰ شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	154
65	سیّد احمد و سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہم	155
66	خلیفہ مُلّا معالی رحمۃ اللہ علیہ	155
67	عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ	156
68	مُلّا مصری رحمۃ اللہ علیہ	156
69	شیخ جنید قریشی رحمۃ اللہ علیہ	156
70	شیخ کالو رحمۃ اللہ علیہ	157
71	حضرت لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	157
72	وصال	158
73	وصال	158
74	چند متفق امور	158
75	سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف سوانح نگاروں کی تحقیق	159
76	مزارِ انور	161
77	سجادہ نشین دربارِ عالیہ حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ	165
78	عرس	167
79	استفادہ کتب	168

www.sultan-ul-faqr-publications.com

سلطان العارفین
حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

سلطان الفقر، سیّد الکونین، سلطان العارفین، برہان الواصلین، حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فقیر مالک الملکی اور مرشد کامل اکمل جامع نورالہدیٰ ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں کامل ومکمل واکمل ونورالہدیٰ جامع مرشد ہوں اور مالک الملکی مرتبے کا جامع فقیر ہوں۔'' (نورالہدیٰ کلاں)

فقرا میں ''فقیر مالک الملکی'' سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے اور صاحبانِ تلقین وارشاد میں مرشد کامل اکمل جامع نورالہدیٰ سب سے آخری مرتبہ ہے اور انسانِ کامل کا یہ اعلیٰ ترین مرتبہ ہے اور یہ مرتبہ سب مراتب کا جامع ہے اس کے بعد کوئی مرتبہ نہیں ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ عارفین کے سلطان ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ قادری کو سلسلہ سروری قادری کے نام سے منظّم کیا اور اس کے لیے تاقیامت اپنی کتب کی صورت میں فکری اثاثہ مہیا کیا اور یوں حق تعالیٰ کے متلاشی طالبانِ مولیٰ کے لیے راہِ حق کو آسان سے آسان تر بنادیا۔

فقیرِ کامل کی زندگی اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر حجت ہوتی ہے۔ فقیر جہاں بھی زندگی گزارتا ہے جامع صفاتِ الٰہی ہونے کی وجہ سے نورِ حق سے معاشرے کو منور کرتا ہے۔ اسی طرح فقیر کامل کی خانقاہ حیات بخش مرکز ہوا کرتی ہے جہاں سے لوگوں کا تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب ہوتا ہے۔ اور علم و

www.sultan-ul-faqr-publications.com

عرفان کی ندیاں معاشرے کو سیراب کرتی ہیں۔ انسان دنیا اور حُبِّ دنیا میں مبتلا ہو کر سینکڑوں حجابات میں غرق ہو کر حق تعالیٰ کے نور سے محروم ہو جاتا ہے۔ فقیرِ کامل کی خانقاہ اور حلقہ اُن کے زنگ آلودہ قلوب کو نورِ حق سے منور کرتا ہے اور اس طرح تزکیۂ نفس سے قربِ الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ طالب اور سالک کی روح کی غذا فقیرِ کامل کی صحبت اور قرب ہوا کرتی ہے۔

انسانیت کے لیے فقیر مالک الملکی اور مرشد کامل اکمل جامع نور الہدیٰ حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات بے مثل اور بے مثال ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام زندگی سفر اور سیاحت میں رہ کر لوگوں کے دِلوں کو معرفتِ حق تعالیٰ اور عشقِ الٰہی سے زندگی بخشتے رہے سفر کے دوران آپ نے جہاں بھی قیام فرمایا وہاں رشد و ہدایت کا مرکز قائم ہو گیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کا سلسلہ وصال کے بعد بھی جاری چلا آ رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دربار مرکز تجلیاتِ الٰہی ہے۔ کتب، شاعری اور سلسلہ سروری قادری کی صورت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عظیم ورثہ چھوڑا ہے جو قیامت تک طالبانِ حق کے لیے راہنمائی کا کام کرتا رہے گا۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

سلسلہ نسب سلطان باھُوؒ

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اعوان قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اعوانوں کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے۔ اعوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی غیر فاطمی اولاد ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے دوسرے مصنفین کی طرح یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنی تصانیف کے شروع میں پیش لفظ کے طور پر اپنے متعلق صرف تعارفی سطور تحریر فرماتے ہیں اور پھر کتاب یا رسالے کی غرضِ تصنیف پر روشنی ڈالتے ہیں۔ انہوں نے جہاں کہیں بھی کسی تصنیف کے پیش لفظ میں اپنا ذکر فرمایا ہے وہاں اپنے نام کے ساتھ اعوان ضرور لکھا ہے۔ جیسے نور الہدیٰ کلاں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''سچ کہتا ہے مصنفِ تصنیف سروری قادری فقیر باھُو، فنا فی ھُو ولد بازیدؒ محمد عرف اعوان ساکن قلعہ شور (اللہ تعالیٰ اسے ہر قسم کے فتنوں اور ظلم وستم سے محفوظ رکھے)۔''

اسی طرح کی عبارت تھوڑی سی ردّ وبدل کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر تصنیف کے آغاز میں ملتی ہے جس سے یہ بات پایہ تکمیل تک پہنچتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اعوان قبیلہ ہی سے تھا۔ اعوان

www.sultan-ul-faqr-publications.com

کون ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں؟ اس سلسلہ میں سلطان حامد علی مصنف 'مناقبِ سلطانی' رقم طراز ہیں کہ اعوان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسلِ پاک سے ہیں۔ جب ساداتِ عظام نے مختلف مصیبتوں اور پریشانیوں کی وجہ سے وطن چھوڑا اور ایران اور ترکستان کے مختلف حصوں میں بودوباش اختیار کی' قبیلہ اعوان چونکہ سادات کرام کا قریبی اور نسبتی تھا اس لیے اس مصیبت اور کٹھن دور میں وہ سادات کے رفیق ومعاون بنے اس وجہ سے ان کی نسبت اعوان میں تبدیل ہوگئی یعنی سادات بنی فاطمہ کی مدد کرنے والے۔ علویت اور ہاشمیت کا لقب بدل کر اعوان بن گیا۔ سادات عجم میں آ کر بدستور یادِ الٰہی میں مشغول رہے لیکن قبیلہ اعوان نے جنگ وجدل اور معرکہ آرائی جاری رکھی اور ہرات پر قبضہ کرلیا اور قطب شاہ نے ہرات کے تخت پر ہی وفات پائی۔ شاہ کا لقب سادات اور قریش کے ناموں کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے لیکن اعوان بھی اپنے نام کے ساتھ شاہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جب سادات خراسان سے بسبب تفرقہ' مصیبت اور پریشانی' ہجرت کر کے ہندوستان میں داخل ہوئے تو قبیلہ اعوان اس سفر اور ہجرت میں ان کے رفیقِ سفر بنے اور کالاباغ کے پہاڑوں' دریائے اٹک یا دریائے سندھ کے راستے پنجاب میں داخل ہوئے۔ سادات کرام حسبِ معمول دنیاوی جاہ وحشمت کو چھوڑ کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوگئے اور گوشہ نشینی اختیار کی چنانچہ اوچ شریف میں بخاری' بھوٹ مبارک میں گیلانی' چوآسیدن شاہ میں شیرازی' دنداشاہ بلاول میں ہمدانی سادات خلقِ خدا کی رہبری اور فیض رسانی کا ذریعہ بنے۔ لیکن اعوان قبیلہ نے کالاباغ پر قبضہ کر کے دریائے اٹک کے مشرقی کنارہ کے راستہ سے جلد ہی ہندوؤں کے مضبوط قلعوں' ملک دھنی و پوٹھوہار' کوہ پکھڑ و' وادی سون سکیسر' کوہ پتاؤ' کوہ تاواہ' کوہ کھون وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور ان علاقوں میں آباد ہوگئے۔ یہاں کے ہندوؤں نے اعوان قبیلہ کے غلبہ اور اسلام کے زور کی وجہ سے اسلام قبول کرلیا۔ آج اعوان ان علاقوں میں کثرت سے آباد ہیں۔

❁ پروفیسر احمد سعید ہمدانی لکھتے ہیں:

www.sultan-ul-faqr-publications.com

''سلطان محمود غزنوی جب سومنات پر حملہ کرنے کے لیے ہندوستان روانہ ہوا تو اس کے ساتھ علویوں کے ایک دستے نے ہمراہی کی اجازت چاہی جس کی قیادت میر قطب شاہ یا میر قطب حیدر کر رہے تھے۔ سلطان محمود غزنوی نے بخوشی اجازت دے دی اور اس دستے کو ''اعوان'' کا خطاب دیا بعدازاں اس قبیلے کے لوگ اسی لقب سے موسوم ہوئے۔''

''اعوانوں نے سومنات کی لڑائی میں بہادری کے جوہر دکھائے اور سلطان محمود غزنوی ان سے بہت خوش ہوا۔ جب لشکر واپس ہونے لگا تو میر قطب شاہ یا میر قطب حیدر نے سلطان سے درخواست کی کہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو ملک کے دوسرے علاقوں میں حکمران راجپوت سرداروں اور جاگیرداروں کی سرکوبی کے لیے مامور کیا جائے۔ سلطان نے یہ درخواست قبول کی۔ چنانچہ میر قطب حیدر اعوانوں کے لشکر کو لے کر موجودہ پوٹھوہار کے گردونواح اور کوہستان نمک کے علاقوں میں برسرِ اقتدار جنجوعہ اور چوہان راجپوتوں پر حملہ آور ہوئے اور ان کو پسپا کر کے انہیں پہاڑوں سے نیچے دھکیل دیا اور اعوان قبائل ان پہاڑوں کی خوبصورت وادیوں پر قابض ہو کر ان میں آباد ہو گئے۔ اب یہ قطب شاہی اعوان کہلائے۔'' (احوال و مقاماتِ سلطان باھُو)

اردو دائرہ المعارف اسلامیہ کا مقالہ نگار لکھتا ہے ''سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہٗ کی شہادت کے بعد عرب سے ہندوستان تشریف لائے۔ پہلے یہ بزرگ پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں آباد ہوئے اور وہاں کے ہندوؤں کو مشرف بہ اسلام کیا بعدازاں شورکوٹ ضلع جھنگ میں منتقل ہو گئے۔''

میر قطب شاہ

یہ وہی ہستی ہیں جن کی سرپرستی میں اعوان سلطان محمود غزنوی کی فوج میں شامل ہوئے اور وادی سون سکیسر اور پوٹھوہار میں قیام پذیر ہوئے۔ پروفیسر احمد سعید ہمدانی لکھتے ہیں میر قطب شاہ کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے حضرت امام محمد بن حنفیہؓ سے ملتا ہے۔ ان

کے آباؤ اجداد ساداتِ فاطمی کی حمایت میں حکمرانوں سے لڑتے ہوئے اور سادات کو اپنی حفاظت میں لیے ہوئے افغانستان چلے آئے تھے اور ہرات میں آباد ہوئے بعدازاں سلطان محمود غزنوی کے زمانے میں اس کے لشکر میں شامل ہوگئے۔ پوٹھوہار کے علاقے میں میر قطب شاہ کی اولاد خوب پھلی پھولی اور انہوں نے شکست خوردہ راجاؤں کی بیٹیوں سے شادیاں بھی کیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ان سے اولادیں بھی ہوئیں۔ میر قطب شاہ کے ساتھ آنے والے قبائل اور نو مسلم باشندوں کے درمیان ددھیال' ننھیال کے لحاظ سے مناکحت اور اولاد کا باہمی سلسلہ شروع ہوا تو بالآخر چونکہ ان کی معروف نسبی پہچان کے لیے میر قطب شاہ ہی مقتدر اور مشہور شخصیت تھے لہٰذا انہی سے منسوب ہوئے۔ اب بھی یہ لوگ کہیں بھی ہوں خود کو قطب شاہی اعوان ہی کہتے ہیں۔ لیکن یہ بات قابلِ غور ہے کہ جناب قطب شاہ وادی سون (انگہ[1]) میں اقامت پذیر رہے البتہ جائے قیام اور عرصہ قیام' وفات' آمد کا سن' وفات کا سن اور مزار یا قبر کے بارے میں تذکرہ نویس خاموش ہیں۔

سلطان حامد علی رحمۃ اللہ علیہ نے مناقبِ سلطانی میں کالا باغ کے اعوان رئیسوں کے کتب خانہ میں کسی کتاب سے حاصل کردہ حوالہ کی رو سے حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا شجرہ نسب نقل کیا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت بازید محمدؒ بن شیخ سلطان فتح محمدؒ بن شیخ اللہ دتہ بن شیخ محمد تمیم بن شیخ محمد منان بن شیخ محمد موغلا بن شیخ محمد پیدا بن شیخ محمد سگھرا بن شیخ محمد انون بن شیخ محمد سَلا بن شیخ محمد بہاری بن شیخ محمد جیمون بن شیخ محمد ہرگن بن شیخ انور شاہ بن شیخ امیر شاہ بن شیخ قطب شاہ بن حضرت امان شاہ بن حضرت سلطان حسین شاہ بن حضرت فیروز شاہ بن حضرت محمود شاہ بن حضرت شیخ فرطک شاہ بن حضرت شیخ نواب شاہ بن حضرت شیخ دراب شاہ بن حضرت ادھم شاہ بن حضرت شیخ عبیق شاہ بن حضرت شیخ سکندر شاہ بن حضرت شیخ احمدؒ شاہ بن

---

[1] وادی سون سکیسر تحصیل نوشہرہ ضلع خوشاب صوبہ پنجاب

www.sultan-ul-faqr-publications.com

حضرت حجرؒ شاہ بن حضرت امیر زبیرؓ بن اسد اللہ الغالب امام امیر المومنین حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم بن ابی طالبؓ۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب میر قطب شاہ تک بالکل درست اور صحیح ہے میر قطب شاہ یا میر قطب حیدر کے بعد اعوانوں کے نسب نامہ میں اختلاف شروع ہوتے ہیں جیسا کہ قبیلہ اعوان کا ایک نسب نامہ اور بھی دستیاب ہے جو کہ کالا باغ خاندان کے ہی ایک فرد ملک شیر محمد نے اپنی کتاب ''تاریخ الاعوان'' میں درج کیا ہے۔ مناقبِ سلطانی کے بیان کردہ نسب نامے اور تاریخ الاعوان کے مصنف ملک شیر محمد کے بیان کردہ نسب نامے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ سلطان حامد کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک نسب کا سلسلہ ان کے بیٹے امیر زبیرؓ کے ذریعے پہنچتا ہے جبکہ ملک شیر محمد کے نزدیک سلسلہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک ان کے بیٹے محمد بن حنفیہؓ کے ذریعے پہنچتا ہے۔ ملک شیر محمد' تاریخ الاعوان کا شجرہ نسب ملاحظہ ہو:

میر قطب شاہ بن شاہ عطاء اللہ غازی بن شاہ طاہر بن شاہ طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن شاہ عمر غازی بن شاہ ملک آصف غازی بن شاہ بطل غازی بن عبدالمنان غازی بن محمد بن حنفیہؓ بن علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ بن ابی طالبؓ۔

''مناقبِ سلطانی'' کے مصنف سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے جو شجرہ نسب دیا ہے اس میں لکھا ہے کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اٹھائیس واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرزند امیر زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے اور امیر زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام میمنہ درج کیا ہے جو رستم پہلوان کی اولاد سے تھیں۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زبیر نام کے کسی بیٹے کا ذکر نسب کی کسی مشہور کتاب (معارف ابنِ قتیبہ، تاریخِ طبری وغیرہ) میں نہیں کیا گیا اور نہ ہی حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ کے کسی پوتے کا نام ''حجر شاہ'' منقول ہے۔ بعض لوگوں نے اس مشکل کو یوں حل کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان کے علم کے مطابق حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوزبیر تھی۔ اس لیے صرف زبیر بھی لکھ دیا گیا۔ صرف ''انیس الواعظین'' کے مصنف شیخ ابوبکر

www.sultan-ul-faqr-publications.com

سندھی نے حضرت امیر زبیر رضی اللہ عنہٗ کا مختصراً ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ''حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے لشکر سے امیر زبیر رضی اللہ عنہٗ باہر آئے اس وقت امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ کے ساتھ تین بھائی موجود تھے زبیر علیؓ، طلحہ علیؓ، جعفر علیؓ، جبکہ یہ زبیر رضی اللہ عنہٗ ماں کے اکلوتے فرزند تھے۔ جب باہر آئے تو امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا! ''اے بھائی! تو ماں کا دل مت جلا کیونکہ اس کا تو کوئی فرزند ہی نہیں ہے''۔ ماں نے وہاں سے ہی زوردار آواز دی اور کہا! ''اے حسین (رضی اللہ عنہٗ)! یہ بات مت کہو! میری جان اور میرے بیٹے کی جان آپ (رضی اللہ عنہٗ) پر قربان ہو جائے۔ آپ (رضی اللہ عنہٗ) کے بغیر ہماری زندگی کس کام کی''۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ نے زبیر رضی اللہ عنہٗ کو سینے سے لگایا اور زار و قطار رونے لگے''۔ صاحبِ انیس الواعظین لکھتے ہیں کہ اس کے بعد زبیر رضی اللہ عنہٗ نے زوردار حملہ کیا اور شہید ہو گئے۔

❁ محمد سرور خان اعوان ان دونوں شجروں سے اختلاف کرتے ہوئے وادی سون سکیسر (تاریخ، تہذیب، ثقافت) میں لکھتے ہیں:

''یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے کہ اعوان قوم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک ان کا سلسلہ نسب آپؓ کے فرزند حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہٗ کی وساطت سے ملتا ہے۔ بعض مؤرخین یا تذکرہ نویسوں نے ان تاریخی شواہد کو نظر انداز کرتے ہوئے محض ظن و تخمین سے کام لے کر اعوانوں کو حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہٗ کی اولاد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس سے (اعوانوں کی) قومی تاریخ پر شکوک و شبہات کے سائے پڑ گئے ہیں۔ ذیل میں ان حوالہ جات کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے ثابت ہوگا کہ اعوان قوم حضرت عباس رضی اللہ عنہٗ کی اولاد ہیں اور اس کے مورثِ اعلیٰ قطب شاہ بغدادی ہیں نہ کہ ملک قطب حیدر۔

مورخین کی تصریحات کے مطابق حضرت علیؓ کے صرف پانچ بیٹوں سے نسل چلی ہے باقی فرزند یا تو لاولد فوت ہوئے یا شادی سے پہلے فوت یا کسی معرکہ میں شہید ہو گئے تھے۔ چنانچہ کتاب

www.sultan-ul-faqr-publications.com

روضۃ الشہداء فارسی مطبوعہ نول کشور فصل ماتم کے صفحہ 377 پر مرقوم ہے ''از پنج پسران امیر عقب ماند حسنؓ و حسینؓ و محمد اکبر کہ محمد حنفیہؓ گویند و عباسؓ شہید و عمر اطرفؓ انتھی''۔

1۔ صناقب المحبوبین فارسی مطبوعہ محمدی ذکر حضرت علیؓ (صفحہ 11) پر ہے ''وامانسل علی المرتضیٰؓ از پنج پسران باقی ماند یعنی امام حسنؓ و حسینؓ و محمد بن حنفیہؓ و محمد ابوالفضل عباس۔''

2۔ کتاب نسب الاقوام عربی مطبوعہ ایران و کتاب ذکر العباس اور کتاب مراۃ الاسرار کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ان پانچ فرزندوں سے نسل چلی امام حسنؓ و حسینؓ، عباس علمدارؓ، محمد بن حنفیہؓ اور عمر اطرفؓ۔

مندرجہ بالا حوالہ جات کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ان پانچ صاحبزادوں سے اولاد چلی ہے اور کتاب التخفید کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے پانچوں فرزندوں کی اولاد کو علوی کہا جاتا ہے تاہم دیارِ ہند میں ایک امتیاز ہے کہ حسنین کریمینؓ کی اولاد کو سیّد اور باقی فرزندوں کی اولاد کو علوی کہا جاتا ہے۔

کتاب میزان ہاشمی و میزان قطبی و خلاصۃ الانساب کے مطابق اعوانوں کے مورثِ اعلیٰ قطب شاہ اولادِ عباسؓ بن علیؓ ہیں۔ چنانچہ کتب مذکورہ کی اصل عبارت اس طرح ہے:

❁ ومن العلويين الاعوان و شجرتهم هذا "عون بن على بن حمزه بن طيار بن قاسم بن على بن جعفر بن حمزه بن حسن بن عبدالله بن عباس بن على بن ابى طالب هاشم القريشى" و عون بن على المشهور على بن قاسم و عبدالعلى و عبدالرحمن و ابراهيم و قطب شاه كال من البغداد مافرالى الهند و قام فصاد اولاده اكثر هم المشهورون بالعلويين و لبقيتم بالاعوان۔

ترجمہ: علویوں سے اعوان ہیں اور ان کا شجرہ نسب اس طرح ہے عون بن علی بن حمزہ بن طیار بن قاسم، بن علی بن جعفر بن حمزہ بن حسن بن عبداللہ بن عباسؓ بن علیؓ بن ابوطالبؓ ہاشم قریشی۔ عون بن علی جو علی بن قاسم، عبدالعلی، عبدالرحمٰن، ابراہیم اور قطب شاہ کے نام سے بھی معروف ہیں،

www.sultanul-faqr-publications.com

بغداد کے رہنے والے تھے انہوں نے اوران کی اولاد نے یہاں سے ہند کا سفر کیا اور وہاں پر کچھ عرصہ قیام کیا۔ان کی اولاد میں کچھ لوگ علوی اور کچھ اعوان مشہور ہو گئے۔

میزان ہاشمی کی فارسی عبارت کا ترجمہ درج ذیل ہے جس سے قطب شاہ صاحب کے حالاتِ زندگی پر کافی روشنی پڑتی ہے:

''نام مبارک عون رحمۃ اللہ علیہ ہے اور عباس بن علیؓ کی اولاد ہیں۔ان کی زوجہ محترمہ عائشہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا کی حقیقی بہن تھیں۔ جناب عونؒ پہلے امامیہ عقائد رکھتے تھے۔ جب ان کا بیٹا گوہر علی پیدا ہوا تو ان کے دل میں شیعہ مذہب کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہو گئے انہوں نے ماہر علماء سے ان کے بارے میں کافی بحث وتمحیص کی لیکن کہیں سے تسلی نہ ہوئی پھر امامیہ عقائد کے مطابق علماء شیعہ سے اپنے شکوک وشبہات کو اہلِ سنت کی طرف منسوب کر کے جوابات طلب کیے لیکن ان جوابوں سے ان کی ذہنی پراگندگی اور قلبی خلجان میں اور اضافہ ہوا یہاں تک کہ 471ھ میں ان کی زوجہ کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا کی گود میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ جلوہ فگن ہوئے۔ایک دن جناب عون رحمۃ اللہ علیہ اپنی اہلیہ عائشہ کے ہمراہ ان کی بہن کے گھر کسی کام کی غرض سے گئے تو ان کی نظر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے جمال پر پڑی تو ان کے دل سے امامیہ عقائد جڑ سے نکل گئے۔اسی دن اہلِ سنت کے طریقہ پر نماز ادا کی اور ہمیشہ اسی طریقہ پر نماز ادا کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی غوثیت کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجنے لگا اور لوگ اطراف واکناف سے حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہونے لگے۔ جناب عون رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے لیکن اس بات کو اپنے ساتھیوں سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ وہ قطبِ مدار کے درجہ پر فائز ہوئے۔اپنے بڑے فرزند گوہر علی کو اس راز سے آگاہ کر کے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر کیا اور وہ بھی بیعت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ کچھ دنوں کے بعد مذہب اہلِ سنت کو اعلانیہ اختیار کر لیا اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ جناب

www.sultanul-faqr-publications.com

عون رحمۃ اللہ علیہ اوران کا سارا خاندان شیعت عقائد سے تائب ہوکر غوث پاک رضی اللہ عنہ کا حلقہ بگوش بن چکا ہے۔ اب جناب عون رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام اقارب ورشتہ داروں کوساتھ لے کر بارگاہِ غوثیت میں حاضر ہوگئے۔

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے بعض کو بغداد میں ٹھہرنے اور بعض کو ہند کی طرف سفر کرنے کا حکم صادر فرمایا چنانچہ حسبِ ارشاد عون رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹوں عبید اللہ اور محمد کو لے کر ہندوستان روانہ ہوئے اور کچھ لوگوں کو غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چھوڑا۔ عون رحمۃ اللہ علیہ نے چند سال ہندوستان میں قیام کر کے سلسلہ قادری کی خوب اشاعت کی وہ ہند میں قطب شاہ کے لقب سے مشہور ہوئے کیونکہ وہ قطبِ مدار کے مرتبہ پر فائز تھے۔ اسی وجہ سے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مرید انہیں قطب کہتے تھے اور ہندوستانیوں نے اس کے ساتھ لفظ ''شاہ'' کا اضافہ کر دیا۔ پھر قطب شاہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان پر واپس بغداد پہنچے اور پہنچتے ہی مرضِ اسہال میں مبتلا ہو کر صاحبِ فراش ہوگئے۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے یہاں تک کہ شب جمعہ 3 رمضان 506ھ[1] کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ مقبرہ قریش میں مدفون ہوئے۔ تعزیتی رسومات سے فارغ ہوکر ہر کوئی اپنے کاروبار میں لگ گیا۔ اس وقت آپ کے بیٹے گوہر علی کی اولاد سے چار افراد تھے۔ ''گوہر علی عرف گولڑہ'' حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق اپنی اولاد کے ہمراہ ہند میں اقامت پذیر ہوگئے۔ ان کی اولاد ابھی تک ہندوستان میں موجود ہے۔ (صفحہ 105-106)

میزان قطبی، میزان شاہی اور خلاصۃ النساب کے مطابق قطب شاہؒ حضرت عباس عملدار رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں، بغداد میں پیدا ہوئے۔ وہاں سے ہند اور ہرات کا سفر کیا۔ واپس بغداد پہنچ کر وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی اولاد آج بھی ہند میں موجود ہے۔ اس نظریے کے برعکس

---

[1] محمد سرور اعوان نے قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سالِ وصال 506ھ درج کیا ہے لیکن یہ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ غوث الاعظم سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے 506ھ میں ابھی مسندِ تلقین وارشاد نہیں سنبھالی تھی جبکہ ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی نے سالِ وصال 552ھ درج کیا ہے جو درست معلوم ہوتا ہے۔

کچھ اعوان تذکرہ نویسوں نے محض سنی سنائی بے سروپا روایات کی بنیاد پر نظریہ قائم کرنے کی کوشش کی کہ اعوان حضرت محمد بن حنفیہؓ کی اولاد ہیں اور اعوان کا لقب انہیں سلطان محمود غزنوی نے فوجی خدمات کے صلہ میں دیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے مستند تاریخی کتب سے کوئی حوالہ پیش نہیں کیا بلکہ داستان گو اور قصہ گو لوگوں کی مبالغہ آمیز باتوں پر اپنے نظریے کی بنیاد رکھی"۔[1]

❁ ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی "پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں" میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیّد قطب شاہ بغدادی غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں اور انہوں نے براہِ راست سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ پھر مزید تفصیل اس طرح سے تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت سیّد عون قطب شاہ علوی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کئی ناموں سے مشہور ہیں مثلاً علی، عون، عبدالرحمٰن، عبدالعلی، ابراہیم، قطب شاہ وغیرہ۔ شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اس طرح ملتا ہے: سیّد عون رحمۃ اللہ علیہ بن قاسم بن حمزہ ثانی بن طیار بن قاسم بن علی بن حمزہ الاکبر بن حسن بن عبداللہ مدنی بن عباس علمدارؓ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ حضرت قطب رحمۃ اللہ علیہ شاہ سنہ 419ھ (1028ء) میں تولد ہوئے اور 3۔ رمضان 552ھ (1161ء) میں فوت ہوئے اور مقبرہ قریش میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد عرب، ایران اور برِصغیر پاک و ہند میں کثیر تعداد میں موجود ہے۔ پاکستان میں اعوان خود کو آپ کی اولاد ظاہر کرتے ہیں"۔ (صفحہ 78)

❁ غلام محمد ولد خلیفہ منظور احمد اوچ شریف کے پاس حضرت قطب رحمۃ اللہ علیہ شاہ کا شجرہ نسب اس طرح سے محفوظ ہے:

حضرت عون شاہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف قطب شاہ بن علی شاہ بن حضرت حمزہ شاہ بن حضرت طیار شاہ بن حضرت قاسم شاہ بن حضرت علی شاہ بن حضرت جعفر شاہ بن حضرت حمزہ شاہ بن حضرت حسن شاہ بن

---

[1] وادی سون سکیسر (تاریخ، تہذیب، ثقافت) ملک محمد سرور اعوان، ناشر لوک ورثہ کا قومی ادارہ اسلام آباد اور الفیصل ناشران اردو بازار لاہور

حضرت عبداللہ بن حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہٗ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

❁ صاحبِ مرآتِ سلطانی نے نسب نامہ اس طرح درج فرمایا ہے:

عون بن علی ملقب قطب شاہ بن امیر طیار بن امیر قاسم بن امیر علی بن امیر ابراہیم بن امیر جعفر بن امیر حمزہ بن امیر حسن بن امیر عبداللہ بن امیر عباس بن حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم)

ہم نے اعوانوں کے تمام شجروں کو درج کر دیا ہے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ حقائق کو سامنے لایا جائے لیکن اس بات کو بھی مدِنظر رکھیں کہ مناقبِ سلطانی حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پر اوّلین کتاب ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ساتویں پشت میں سلطان حامد علیؒ نے تحریر کی اور اعوانوں کا شجرہ کالا باغ کے رئیسوں کے کتب خانہ کی کسی کتاب سے نقل کیا ہے اور دوسرا شجرہ نسب جس کو ملک شیر محمد اعوان نے اپنی کتاب ''تاریخ الاعوان'' میں درج کیا ہے ان کا تعلق بھی کالا باغ سے ہے اور یہ دونوں شجرے تحقیق سے خالی ہیں اور محض کتب میں درج کر دیئے گئے ہیں لیکن محمد سرور خان اعوان کا شجرہ تحقیق سے پُر ہے اور انہوں نے اسے ثابت بھی کیا ہے۔ اہلِ تحقیق کے لیے دروازے اب بھی کھلے ہیں۔

اعوانوں کے نسب نامے میں اس الجھاؤ اور اختلاف کے باوجود جو حقائق مصدقہ اور مسلّمہ ہیں وہ یہ ہیں کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ تمام شجروں کا اختتام قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر ہوتا ہے جن کی شخصیت پر کسی کو اختلاف نہیں اور اعوان جہاں بھی ہوں اپنا شجرہ نسب میر قطب شاہؒ سے ہی ملاتے ہیں اور اس بات میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ اعوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی غیر فاطمی اولاد ہیں۔ لیکن جہاں تک حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے وہ نسلی تفاخر کے قائل نہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں کہیں بھی اعوان قوم کی برتری کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی کہیں اپنی فضیلت آلِ علیؓ کے حوالے سے بیان کی ہے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ فقیری سیّد یا قریش ہونے پر موقوف نہیں یہ عرفان سے حاصل ہوتی ہے۔ (نور الہدیٰ خورد)

❁ فقر سات پشتی میراث نہیں کہ کسی کو وراثت میں مل جائے۔ (عین الفقر)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

- اگر سیّد اور سردار بننا چاہتا ہے تو اپنے جدِ امجد کے نقشِ قدم پر چل۔ (نور الہدیٰ کلاں)
- معرفتِ الٰہی (راہِ فقر) کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کا فیض و فضل اور بخشش و عطا ہے وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اس کا تعلق حسب، نسب اور معرفت سے نہیں بلکہ دردِ دِل سے ہے۔ اس کا تعلق ہمت اور صدق سے ہے نہ کہ نسبتِ سیّدی و قریشی سے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد وادی سون سکیسر (تحصیل نوشہرہ ضلع خوشاب) کے گاؤں انگہ میں رہائش پذیر رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کے مزارات اور متعلقہ مقامات کے آثار اب تک انگہ اور اس کے گردونواح میں موجود ہیں۔ انگہ کے قبرستان میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے دادا حضرت سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔[1] یہ مزار گنٹھیے کے مریضوں کی شفاء کے لیے مشہور ہے اس مزار پر گنٹھیے کے مریض آتے ہیں اور حاضری کے بعد شفایاب ہو کر واپس جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی دادی محترمہ کا مزار مبارک بھی ہے۔ اس قبرستان سے ذرا آگے درمیان میں سڑک ہے اور اس سڑک کے ساتھ ہی پرانا قبرستان ہے جہاں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نانا کی تربت مبارک موجود ہے۔

والدین

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ محترم کا اسمِ گرامی حضرت سلطان بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتب کے شروع میں اپنا تعارف جن الفاظ سے کراتے ہیں اس سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے یعنی ''تصنیف فقیر باھُو ولد بازید محمد

---

[1] سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر رحمۃ اللہ علیہ یہاں غوث الاعظمؓ اور سلطان فتح محمدؒ کا عرس پاک منعقد فرماتے تھے۔ آپؒ کے وصال کے بعد یہ سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔

عرف اعوان"۔

حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ پیشہ ور سپاہی تھے اور شاہجہان کے لشکر میں ایک ممتاز عہدے پر فائز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شروع ہی سے ایک صالح، شریعت کے پابند حافظِ قرآن، فقیہہ شخص تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جوانی لشکر کے ساتھ بسر کی اور تمام جوانی جہاد کی نذر کر دی۔

ڈھلتی عمر میں شاہی دربار چھوڑ کر چپ چاپ واپس اپنے علاقے میں چلے آئے اور ایک رشتہ دار ہم کفو خاتون حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا سے نکاح فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا عارفہ کاملہ تھیں اور پاکیزگی اور پارسائی میں اپنے خاندان میں معروف تھیں۔ اکثر ذکر اور عبادت میں مشغول رہتی تھیں۔ وادی سون سکیسر کے گاؤں انگہ میں وہ جگہ اب تک معروف و محفوظ ہے جہاں آپ رحمتہ اللہ علیہا ایک پہاڑی کے دامن میں چشمہ کے کنارے ذکر اسمِ اَللّٰہُ ذات میں محو رہا کرتی تھیں۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصانیف میں اپنی والدہ محترمہ سے اپنی عقیدت و محبت کا بارہا اظہار فرماتے ہیں" مائی راستی صاحبہ (رحمتہ اللہ علیہا) کی روح پر اللہ تعالیٰ کی صد بار رحمت ہو کہ انہوں نے میرا نام باھُو رکھا۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

راستیؒ از راستی آراستی

رحمت و غفران بود بر راستیؒ

ترجمہ: راستیؒ راستی (حق) سے آراستہ ہے۔ اللہ کی رحمت و مغفرت ہو راستیؒ پر۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا پایہ فقر میں بہت بلند تھا۔ اور اپنے بچے کا نام باھُو رکھا تو اس بنا پر کہ وہ فنا فی ھُو کے مرتبہ پر تھیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہا کو بارگاہِ حق تعالیٰ سے سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اور بلند مرتبہ کی اطلاع مل چکی تھی اس لیے آپ رحمتہ اللہ علیہا نے حکمِ الٰہی کے تابع آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام باھُو رکھا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تربیت بی بی صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا نے کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ سے ہی ابتدائی باطنی تربیت بھی

www.sultan-ul-faqr-publications.com

حاصل کی۔

❁ محک الفقر (کلاں) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میری والدہ کو ایسا ذکر حاصل تھا کہ آنکھوں سے خون نکلتا تھا۔ یہ حال مجھ پر بھی وارد ہوا۔ اس کو ''حضورِ حق'' کہتے ہیں۔''

حضرت سلطان بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ نکاح کے بعد جب اپنی اہلیہ محترمہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے ساتھ رہنے لگے تو ان کی پارسائی اور عبادت گزاری سے بہت متاثر ہوئے۔ اب وہ خود عمر کے اس مرحلے پر تھے جب آدمی اپنے اندر تجزیے میں مصروف ہوتا ہے کہ زندگی میں کیا کھویا' کیا پایا۔ کچھ فیضِ ازلی نے آپ کو متوجہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا ترک کر دی اور طے کیا کہ آئندہ اسبابِ دنیاداری سے الگ رہ کر وہ بھی صرف یادِ خدا میں زندگی بسر کریں گے۔ دل میں یہ قصد لے کر ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی کو بتائے بغیر گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور ملتان پہنچے۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فوج چھوڑ کر گئے تھے اور سلطنتِ دہلی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ مشتہر کیا جا چکا تھا اس لیے سرکاری اہلکار آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں تھے۔ ملتان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ پہچان لیے گئے اور حاکمِ ملتان کے سامنے پیش کیے گئے۔ جب ملتان کے حاکم نے حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک' لباس' آلاتِ جنگ اور سواری کی گھوڑی (شیہن[1]) دیکھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت متاثر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دو روپیہ یومیہ وظیفہ مقرر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں ایک مکان کے اندر تنہائی میں یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے اور بالآخر ولی اللہ اور بارگاہِ الٰہی کے مقبول بندے ہوئے۔

''پس جس شخص کو ہادی مطلق ظاہری وسیلہ (یعنی سبب) کے بغیر خود فیض و فضل سے اپنے قرب کی طرف کھینچ لے اسے مجاہدات کی کیا ضرورت ہے اور وہاں دیر ہی کیا ہے۔ اس راہ میں عقل کا گھوڑا لنگڑا ہے۔ یہ فضلِ الٰہی ہے جسے چاہے عنایت کر دے اور اللہ تعالیٰ صاحبِ فضلِ عظیم ہے۔'' (فرمانِ غوث الاعظمؒ) [2]

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ملتان میں قیام کے دوران حاکمِ ملتان اور راجہ مروٹ کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔

---

[1] گھوڑوں کی ایک نسل [2] مناقبِ سلطانی

چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تنہا ملازم تھے اس لیے اس خدمت کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے یاد نہیں کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود بخود گھوڑی پر ضروری اسباب باندھ کر اور ہتھیار لگا کر ملتان کے حاکم کی خدمت میں پہنچے اور کارِ خدمت کی درخواست کی۔ حاکم نے پوچھا ''آپ رحمۃ اللہ علیہ لشکر میں کس برادری کے جتھہ میں شریک ہو کر جنگ کریں گے؟'' عرض کیا ''چونکہ میں اکیلا تنخواہ کھاتا رہا ہوں اب جو کچھ مجھ سے ہوگا اکیلا ہی خدمت کروں گا۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر دربار کے تمام امراء مسکرا دیئے۔ حاکم نے کہا ''کوئی مضائقہ نہیں جس طرح یہ مرد کہے اسی طرح کرنا چاہیے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی ''ایک شخص راستہ کا واقف اور ایک تصویر راجہ مروٹ کی عنایت ہو۔'' چنانچہ دونوں چیزیں مہیا کر دی گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سلام کر کے روانہ ہوئے اور جب قلعہ مروٹ کے قریب پہنچے تو ساتھی کو رخصت کیا اور خود شہر کی راہ لی اور ایک ہی چھلانگ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گھوڑی قلعہ کی فصیل پار کر گئی۔ قدرت دیکھیے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سیدھے راجہ مروٹ کی کچہری میں جا ٹھہرے اور سب درباریوں کی موجودگی میں راجہ کا سر کاٹ کر قربوس سے لٹکے ہوئے توبڑہ میں رکھ لیا۔ اس اچانک افتاد سے تمام درباریوں پر حالتِ سکتہ طاری ہوگئی اور کسی کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ شہر کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے تا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرار نہ ہو سکیں لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شیہن گھوڑی پھر ایک ہی چھلانگ میں قلعے کی فصیل پھلانگ گئی۔

حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ جب ملتان کے حاکم کے دربار میں راجہ مروٹ کا سر اکیلے لے کر داخل ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر حاکم حیران رہ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس کارنامے کی شہرت جب دہلی کے دربار تک پہنچی تو پہچان لیے گئے اور شاہجہان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو واپس بلوایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے معذرت کی اور کہا کہ باقی عمر یادِ خدا میں بسر کرنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا ان کی سابقہ خدمات کے پیشِ نظر یہ درخواست نہ صرف منظور ہوئی بلکہ شورکوٹ کی جاگیر بھی انہیں عطا ہوئی جس کا رقبہ 25 ہزار ایکڑ زمین پر مشتمل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اہلیہ کے ساتھ انگہ کو چھوڑ کر شورکوٹ میں رہائش اختیار کر لی۔ تاریخ میں حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے درست سنِ وفات کا تذکرہ

www.sultan-ul-faqr-publications.com

نہیں ملتا۔ مناقبِ سلطانی سے بس اتنا معلوم ہوا ہے کہ حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن میں ہی ہوگیا تھا۔ لیکن مائی صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا اس وقت بھی زندہ تھیں جب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک 40 سال تھی۔[1]

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کے مزار مبارک شورکوٹ شہر میں ہیں اور مزار مبارک مائی باپ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کے مزارات، جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے، شورکوٹ ضلع جھنگ میں ہی ہیں لیکن مناقبِ سلطانی میں ایک سہو کی وجہ سے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے مزار کی جگہ کے بارے میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ صاحبِ مناقبِ سلطانی کے نزدیک بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کا مزار مبارک ملتان میں ہے نہ کہ شورکوٹ میں۔ سلطان حامد تحریر کرتے ہیں ''جناب (سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ) کے والد بزرگوار کا مزار قصبہ شورکوٹ میں ہے جو آنحضرت کی جائے پیدائش ہے۔ قصبہ مذکورہ کے شمال مغربی گوشہ میں قریشی صاحبان کی مسجد کے صحن میں شیخ طلحہ قریشی کی قبر کے پاس مزار اور خانقاہ ہے۔ جناب کی والدہ ماجدہ کے مزار کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہیں مسجد میں جو دو مزار ہیں آنحضرت کے والدین کے مزار مبارک ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ملتان

---

[1] مصنف ''تذکرہ اولیائے جھنگ'' نے حضرت بازید محمدؒ کی عمر ساٹھ سال بیان کی ہے اور ولادت کا سال 997ھ اور سالِ وصال 1056ھ درج فرمایا ہے۔ اس حساب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک 17 سال بنتی ہے یہ کچھ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ 17 سال کی عمر بچپن کی نہیں شباب کی ہوتی ہے جبکہ روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن میں ہی ہوگیا تھا۔

مصنف ''تذکرہ اولیائے جھنگ'' نے حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کا سنِ وصال 1068ھ درج فرمایا ہے یہ بھی درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا اس وقت زندہ تھیں جب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ ظاہری دستِ بیعت کے لیے دہلی تشریف لے گئے تھے اور اس وقت سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک تقریباً 40 سال تھی اور سن ہجری اس وقت 1078 تھا۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

کے گردونواح میں لطف آباد کے قریب بی بی پور کے سادات عظام کے قبرستان میں ہے جو کہ رانواں کلاں نامی گاؤں میں ہے جو سلطنتِ دہلی کی طرف سے آنحضرت کے والد کو بطور جاگیر ملا تھا اور بود و باش بی بی پور مذکورہ میں نیک لوگوں، شریفوں اور سادات عظام کے پڑوس میں اختیار کی تھی وہیں وفات پائی اور سادات شریف کے مقبروں کے پاس جگہ پائی۔'' (مناقبِ سلطانی۔ بابِ اوّل۔ فصل دوم)

❁ ''تذکرہ اولیائے جھنگ'' کے مصنف بلال زبیری بھی صاحبِ مناقبِ سلطانی سے متفق نظر آتے ہیں، لکھتے ہیں: ''اس پاک خاتون (بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا) کا انتقال شاہ جہان کے آخری سالِ حکومت 1068ھ میں ہوا آپ کا جسد قبرستان بیبیاں ملتان میں سپردِ خاک کیا گیا۔''

جب تذکرہ اولیائے جھنگ کے پہلے دوسرے اور تیسرے ایڈیشن میں اس عبارت کی اشاعت پر بہت زیادہ تنقید اور اعتراضات ہوئے تو بلال زبیری صاحب نے چوتھے ایڈیشن میں اِن اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

> ''حضرت سلطان العارفین سلطان محمد باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ کے مزار کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا۔ میری تالیف میں اُن کا مدفن قبرستان بیبیاں ملتان میں مذکور ہے مگر بعض بزرگوں نے اسے غلط بتایا ہے۔ ان کی خدمت میں دست بستہ گذارش ہے کہ مزار کے متعلق واضح ترین سند کوئی نہیں ہے صرف کتاب مناقبِ سلطانی سے ہی مزار کے مقام کا تعین ہوسکتا ہے۔ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے حالات کے تحت متذکرہ صدر کتاب کا پورا حوالہ موجود ہے جس سے غلط فہمی کا ازالہ ہوسکتا ہے۔'' (صفحہ 10۔ اشاعتِ چہارم)

اب ہم تحقیق کے مطابق اس اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ صاحبِ مناقبِ سلطانی نے بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے مزار مبارک کی جگہ ملتان میں کیوں تحریر کی۔ پہلے وہ منطقی دلائل تحریر کیے جاتے ہیں جو ہر صاحبِ تصنیف نے اپنی تصنیف میں اس لیے تحریر فرمائے ہیں کہ ثابت کیا جاسکے کہ آپؒ کے والدین پاک کے مزارات وہی ہیں جو شورکوٹ میں مزارات ''مائی باپ'' کے

نام سے مشہور و معروف ہیں نہ کہ ملتان میں ہیں:

1۔ سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ سلطانی میں ہی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا انتقال تو بچپن میں ہی ہو گیا تھا لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا اس وقت بھی حیات تھیں جب سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر 40 سال تھی یعنی 1078ھ تک سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ بقیدِ حیات تھیں اور یہ اورنگ زیب کا دورِ حکومت ہے نہ کہ شاہ جہاں کا۔ پھر آپؒ جب سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کے لیے دہلی تشریف لے گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ اس وقت بھی زندہ تھیں اور شورکوٹ میں ہی قیام پذیر تھیں۔

2۔ کوئی ایسی روایت موجود نہیں ہے کہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا انگہ سے شورکوٹ منتقل ہونے کے بعد سے لے کر اپنے شوہر کی حیات میں یا وصال کے بعد شورکوٹ سے باہر تشریف لے گئی ہوں۔

3۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے شورکوٹ میں ایک وسیع جاگیر چھوڑی تھی۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ تو اس طرف توجہ نہیں دیتے تھے اِس لیے تمام جاگیر کی دیکھ بھال بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کی ہی ذمہ داری تھی اس ذمہ داری کی وجہ سے آپ رحمتہ اللہ علیہا کو کبھی شورکوٹ سے باہر نکلنے کی فرصت ہی نہیں ملی۔

4۔ والدہ محترمہ کے وصال کے وقت حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال یا اس سے زائد عمر کے تھے اور بوقتِ وصال حیات بھی تھے اور موجود بھی تھے۔ انہوں نے یقیناً اپنی والدہ محترمہ کو اپنے آبائی شہر اور اپنے والد محترم کے پہلو میں ہی دفن کیا ہوگا نہ کہ کسی دور دراز علاقہ میں لے گئے ہوں گے۔

مندرجہ بالا تمام دلائل یہ حقانیت ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ والدہ محترمہ سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک شورکوٹ میں ہی ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قبرستان بیبیاں جو اَب ملتان شہر کے ریلوے سٹیشن کے جنوب میں واقع ہے اور بی بی پاک دامن یا پاک مائی کے قبرستان کے نام

www.sultanul-faqr-publications.com

سے مشہور ہے اس میں ''بی بی راستی'' کا فیروزی رنگ کی کاشی کی خوبصورت اینٹوں کا تعمیر شدہ قدیم مزار مبارک موجود ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ ''بی بی راستی'' رحمتہ اللہ علیہا شورکوٹ میں مدفون ہیں تو یہ ''بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا'' کون ہیں جو یہاں مدفون ہیں؟

تحقیق کے مطابق حضرت بی بی راستی[1] رحمتہ اللہ علیہا جو یہاں مدفون ہیں وہ فرغانہ کی شہزادی تھیں اور اپنے والد سلطان جمال الدین محمد الفرغانی کے ہمراہ سہروردی سلسلہ کے مشہور بزرگ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے آئی تھیں۔ سلطان جمال الدین محمد الفرغانی نے حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کر لی اور اُن کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اور اُن کی صاحبزادی شہزادی بی بی راستی کی شادی حضرت بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت صدرالدین عارف رحمتہ اللہ علیہ سے کر دی اور عصمت مآب اور پاک دامن کا لقب عطا فرمایا اور آپ پاک مائی بی بی پاک دامن کے لقب سے مشہور ہوئیں اور انہی بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے بطن مبارک سے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ شہزادی بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کا وصال 695ھ میں ہوا اور قبرستان بیبیاں میں دفن ہوئیں۔

❁ ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی ''پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں'' میں بی بی راستیؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

[1] سیّد نجم الحسن فضلی نے اشرافِ عرب میں بی بی راستی بی بی پاک دامن رحمتہ اللہ علیہا زوجہ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب یوں درج فرمایا ہے: بی بی راستی الملقب بی بی پاک دامن بنتِ شیخ جمال الدین محمد الفرغانی بن سلطان عبدالرحیم احمد بن سلطان عبدالخالق محمود بن سلطان عبدالرزاق خالد بن سلطان عبداللطیف عمر بن سلطان عبدالحمید قاسم بن سلطان عبدالصمد یحییٰ بن سلطان عبدالقادر زکریا بن عبدالرؤف تاج الدین علی بن عبدالستار محمود بن عبدالغنی محمود بن عبدالرحیم زین العابدین بن ابوالنور علی بن ابوالقاسم محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

''حضرت رکن الدین ابوالفتح عظیم المرتبت پیر طریقت تھے.....حضرت صدرالدین عارفؒ کے فرزند اور حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے پوتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی راستی تھا جو زہد و تقویٰ کی وجہ سے اپنے وقت کی رابعہ بصری کہلاتی تھیں انہوں نے اپنے سسر حضرت بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ سے روحانی و باطنی تعلیم و تربیت حاصل کی تھی قرآنِ مجید کی تلاوت سے انہیں خاص شغف تھا۔ روزانہ کلامِ مجید ختم کرتی تھیں۔'' (فصل پنجم صفحہ 389)

قبرستان بیبیاں (قبرستان بی بی پاک دامن یا پاک مائی) میں مدفون بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا حضرت بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کی بہو، حضرت صدرالدین رحمتہ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ اور حضرت رکن الدین ابوالفتح رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

یہ سہو صاحبِ 'مناقبِ سلطانی' سلطان حامدؒ صاحب سے کیونکر ہوا؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ مناقبِ سلطانی کی تصنیف کے دوران سلطان حامد ملتان تشریف لے گئے تھے اور بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے مزار پر حاضری دی تھی جس کا ذکر انہوں نے مناقبِ سلطانی میں بھی فرمایا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ نام کی مماثلت کی وجہ سے اُن سے یہ سہو ہو گیا ہو۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مستند سوانح نگار اس پر متفق ہیں کہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے والد اور والدہ محترمہ کے مزارات وہی ہیں جو شورکوٹ میں ''مائی باپ کے مزارات'' کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔

www.sultan-ulfaqr-publications.com

ولادت باسعادت

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ یکم جمادی الثانی 1039ھ (17۔جنوری 1630ء) بروز جمعرات بوقتِ فجر شاہجہان کے عہدِ حکومت میں قصبہ شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔صاحبِ مناقبِ سلطانی کے بیان کے مطابق حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا جب انگہ (وادی سون سکیسر) سے شورکوٹ پہنچیں تو اُمید سے تھیں اور انہیں الہاماً و کشفاً معلوم ہو چکا تھا کہ یہ بچہ عارفین کا سلطان ہوگا اور اس کی ولادت وادی چناب میں ہوگی۔آپ رحمتہ اللہ علیہا چونکہ پیدا ہونے والے بچے کے مقام سے آگاہ تھیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہا کو نام بھی بتادیا گیا تھا اس لیے بحکمِ خداوندی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''باھُو'' رکھا گیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں:

نام باھُو مادر باھُو نہاد
زانکہ باھُو دائمی با ھُو نہاد

ترجمہ: باھُو کی ماں نے نام باھُو رکھا کیونکہ باھُو ہمیشہ ھُو کے ساتھ رہا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل تاریخ میں کسی بھی شخص کا نام باھو رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہے۔سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ اِسمِ ھُو کے عین مظہر ہیں اور اپنی تمام کتب میں ہر جگہ اپنے آپ کو فقیر باھُو فنا فی ھُو کہہ کر ذکر فرماتے ہیں اور جابجا اپنی فنا اور بقا اسمِ ھُو میں بیان فرماتے ہیں۔چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں: ''اگر بائے بشریت حائل نبودے باھُو عین یا ھُو است'' (اگر بشریت کی با درمیان میں حائل نہ ہو تو باھُو عین یا ھُو ہے۔)

صاحبِ مناقبِ سلطانی سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام ''سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ'' لکھتے ہیں اور آج کل کچھ مصنفین آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد باھو رحمۃ اللہ علیہ یا سلطان محمد باھو رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھ رہے ہیں حالانکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام تصانیف میں اپنا نام ''باھو'' تحریر فرمایا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ ''باھُو کی والدہ نے اس کا نام باھُو(رحمۃ اللہ علیہ)اِس لیے رکھا کہ وہ ہر لمحہ ھُو کے ساتھ رہتا ہے۔'' (محک الفقر کلاں)

❁ صد آفرین ہو باھُو(رحمۃ اللہ علیہ) کی والدہ پر باھُو(رحمۃ اللہ علیہ) جو بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کا بیٹا ہے ذکرِ یاھُو میں مسرور رہتا ہے۔(محک الفقر کلاں)

جہاں تک ''سلطان'' کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا حصہ ہونے کا تعلق ہے تو انسانِ کامل کے بارے میں شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''انسانِ کامل سے مراد قُطبِ زماں ہے اور وہ اپنے وقت کا ''سلطان'' ہے۔'' (شرح فصوص الحکم والایقان)

میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے ''ذکرِ ھُو سلطان الاذکار ہے اور جو ھُو میں فنا ہو کر فنا فی ھُو ہو جائے وہی 'سلطان' ہے''۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ تو سلطانوں (عارفین) کے سلطان ہیں یعنی سلطان العارفین ہیں اور مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلطان الفقر ہے اس لیے ''سلطان'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا حصہ بن گیا۔اور بعد میں بعض مصنفین اور محققین نے عقیدت کے طور پر ''محمد'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ لکھنا شروع کر دیا۔عوام الناس آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''حق باھُوؒ'' کے نام سے پکارتے ہیں۔رسالہ روحی شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَلْمُلَقَّبُ مِنَ الْحَقِّ بِالْحَقِّ ۔ ترجمہ: ''حق کی طرف سے اُسے (باھُوؒ کو) یہ لقب ملا ہے کہ وہ (باھُوؒ) حق کے ساتھ ہے''۔یعنی بارگاہِ حق تعالیٰ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''حق باھُوؒ'' کا لقب عطا ہوا ہے۔اسی نسبت سے عوام الناس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ''حق باھُوؒ'' کے نام سے مشہور ہو گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض بچپن سے جاری ہو گیا

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں بچپن میں ہی ازلی نور چمک رہا تھا اور پیشانی نورِ حق سے

منور تھی۔ یہ نورِ ازل زمانہ شیر خواری میں ہی اپنے جوہر دکھانے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ عبادت یاذکر وتصور اِسم اَللّٰہُ ذات میں محو ہوتیں تو اس یقین کے ساتھ کہ یہ معصوم بچہ ان کی عبادت میں حارج نہیں ہوگا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی محبوبِ سبحانی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی طرح رمضان المبارک کے دنوں میں دودھ نہیں پیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بچپن میں ہی اتنی پُرکشش تھی کہ جس پر نظر ڈالتے اس کی زندگی کو ہی بدل دیتے اور وہ خود بخود بغیر کسی ترغیب اور تبلیغ کے کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں آ جاتا۔ یہ ایک عجیب وغریب صورتحال تھی جس سے غیر مسلم حد درجہ خائف ہوگئے۔ چنانچہ انہوں نے باہمی صلاح مشورے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ جب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بچہ اکیلا یا کسی کے ساتھ گھر سے باہر نکلے تو براہِ مہربانی منادی فرما دیا کریں تا کہ ہم خود کو اس بچے کی نظر سے دور رکھ سکیں۔ پھر شورکوٹ کی فضائیں عجیب منظر دیکھتیں کہ جب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے باہر نکلنے کا اعلان ہوتا تو غیر مسلم اپنے گھروں، دکانوں اور فصلوں میں چھپ جاتے لیکن جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑ جاتی وہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت آخر عمر تک جاری رہی کہ جس ہندو پر بھی حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑی وہ مسلمان ہوگیا۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت بہت ناساز ہوگئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے برہمن طبیب سے علاج کے لیے رابطہ کیا گیا۔ برہمن طبیب نے جواب دیا میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں ان کی نگاہ کے سامنے گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ ان کا قارورہ (وہ برتن جس میں پیشاب ڈال کر حکیم مرض کی تشخیص کرتے ہیں) یہاں بھیج دو۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قارورہ اس طبیب کے ہاں پہنچایا گیا تو طبیب اسے دیکھتے ہی مسلمان ہوگیا۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ صاحبِ مناقبِ سلطانی نے قارورہ کا ذکر کیا ہے لیکن سینہ بہ سینہ روایات کے مطابق اور میرے مرشد پاک حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ قارورہ کی بجائے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کرتا بھجوایا گیا تھا۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

اوائل عمری میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ واردات غیبی اور فتوحاتِ لاریبی میں مستغرق رہتے۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک راستہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ ہندو سنیاسیوں کا ایک گروہ وہاں سے گزرا۔ ان میں سے ایک نے بطور حقارت پاؤں کی ٹھوکر سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھا کر کہا ''ہمیں راستہ بتاؤ'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھتے ہی فرمایا'' لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''۔ سنیاسیوں کا یہ گروہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی کلمہ طیبہ کی ایک ضرب اور ایک نگاہ سے کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اس گروہ کا بعد میں اولیاء اللہ میں شمار ہوا۔

حصولِ علمِ ظاہری

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی قسم کا کتابی اور ظاہری علم حاصل نہیں کیا۔

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ عین الفقر میں فرماتے ہیں: ''مجھے اور محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ظاہری علم حاصل نہیں تھا لیکن وارداتِ غیبی کے سبب علمِ باطن کی فتوحات اس قدر تھیں کہ کئی دفتر درکار ہیں۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گرچہ نیست ما را علمِ ظاہر　　ز علمِ باطنی جاں گشتہ طاہر

ترجمہ: اگرچہ ظاہری علم میں نے حاصل نہیں کیا تاہم علمِ باطن حاصل کر کے میں پاک و طاہر ہو گیا اس لئے جملہ علوم میرے جسم میں سما گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ہمیں مکاشفات اور تجلیاتِ انوارِ ذاتی کے سبب علمِ ظاہری کے حصول کا موقع نہیں ملا اور نہ ہی ہمیں ظاہری ورد و وظائف کی فرصت ملی ہے۔'' اس قدر استغراق کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ شریعتِ محمدی اور سنتِ نبوی پر اس قدر ثابت قدم رہے کہ زندگی بھر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مستحب بھی فوت نہیں ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر مراتب از شریعت یافتم　　پیشوائے خود شریعت ساختم

ترجمہ: میں نے شریعت پر عمل پیرا ہو کر ہر مرتبہ حاصل کیا اور اپنا پیشوا اور راہبر شریعت کو بنایا ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

تلاشِ حق - بیعت

آپ رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی تھے اور پھر علومِ باطنی کے حصول کے لئے والدہ محترمہ کا سایہ ہی کافی تھا کیونکہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا عارفہ کاملہ تھیں - آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس (30) سال تک مرشد کی تلاش میں سرگرداں رہا لیکن مجھے اپنے پائے کا مرشد نہیں مل سکا۔

ایک دن دیدارِ الٰہی میں مستغرق آپ رحمۃ اللہ علیہ شورکوٹ کے نواح میں گھوم رہے تھے کہ اچانک ایک صاحبِ نور، صاحبِ حشمت اور بارعب سوار نمودار ہوا جس نے اپنائیت سے پکڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قریب کیا اور بڑے دلنشین انداز میں آگاہ کیا کہ میں علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کم عمر تھے، کم علم نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا تو قریب تھا کہ خود کو آپ رضی اللہ عنہ پر نثار کر دیتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر توجہ مرکوز کی اور فرمایا ''فرزند آج تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں طلب کیے گئے ہو''۔

پھر جیسے وقت تھم گیا ہر شے ساکت ہوگئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لمحے میں خود کو آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پایا۔ اس وقت اس بارگاہِ عالیہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور تمام اہلِ بیت رضی اللہ عنہم حاضر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجلس سے اٹھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور توجہ فرما کر رخصت ہوئے۔ بعد ازاں حضرت عمر

www.sultan-ul-faqr-publications.com

فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی توجہ کے بعد مجلس سے رخصت ہو گئے تو مجلس میں صرف اہلِ بیتؓ اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی رہ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمائیں گے لیکن بظاہر خاموش تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں دستِ مبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا ''میرے ہاتھ پکڑو'' اور مجھے دونوں ہاتھوں سے بیعت فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب نہ رہا۔ چنانچہ اوّل و آخر یکساں ہو گیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تلقین سے مشرف ہوا تو خاتونِ جنت سیّدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے مجھے فرمایا ''تو میرا فرزند ہے''۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے قدم چومے اور اپنے گلے میں ان کی غلامی کا حلقہ پہنا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مخلوقِ خدا کو خالقِ کائنات کی جانب بلاؤ اور انہیں تلقین و ہدایت کرو۔ تمہارا درجہ دن بدن بلکہ گھڑی بہ گھڑی ترقی پر ہو گا اور ابدالآباد تک ایسا ہوتا رہے گا کیونکہ یہ حکم سروری و سرمدی ہے۔'' بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غوث الاعظم، محبوبِ سبحانی پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا۔ حضرت دستگیر رضی اللہ عنہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی فیض سے مالا مال کرنے کے بعد خلقت کو تلقین و ارشاد کا حکم دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جب فقر کے شاہسوار نے مجھ پر کرم کی نگاہ ڈالی تو ازل سے ابد تک کا تمام راستہ میں نے طے کر لیا۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضری کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''جو کچھ میں نے دیکھا ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور اس ظاہری بدن کے ساتھ دیکھا اور مشرف ہوا۔''

رسالہ روحی شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

www.sultan-ul-faqr-publications.com

دست بیعت کرد مارا مصطفیٰ ﷺ خواندہ است فرزند مارا مجتبیٰ ﷺ

شد اجازت باھُوؒ را از مصطفیٰ ﷺ خلق را تلقین بکن بہر خدا

ترجمہ: مجھے حضرت محمد ﷺ نے دستِ بیعت فرمایا اور انہوں نے مجھے اپنا نوری حضوری فرزند قرار دیا۔ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دی کہ میں خلقِ خدا کو تلقین کروں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فرزندِ خود خواندہ است مارا فاطمہؓ معرفتِ فقر است برمن خاتمہ

ترجمہ: حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے مجھے اپنا فرزند بنایا ہے۔ اس لیے معرفتِ فقر کی مجھ پر انتہا ہوگئی۔

اس باطنی مہربانی کے بعد جب آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس گھر پہنچے تو والدہ محترمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پورا ماجرا آپ رحمتہ اللہ علیہا کے گوش گزار کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہا نے سارا ماجرا سن کر فرمایا اب تمہیں کسی مرشد کامل سے ظاہری دستِ بیعت کر لینی چاہیے۔ ''بیعت تو میں کر چکا ہوں'' آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا ''اویسی طریقہ کے مطابق مجھے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست فیضان حاصل ہوا ہے، حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے مجھے باطنی فیض سے مالا مال کیا ہے اور تلقین وارشاد کی اجازت بھی عطا فرمائی ہے''۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ یہ باطنی بیعت ہے راہِ فقر میں ظاہری بیعت ضروری ہے اور اس کیلئے مرشدِ کامل تلاش کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے آپ ہی میری مرشد ہیں''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ نے جواب دیا ''بیٹا عورتوں کو بیعت اور تلقین کرنے کا حکم نہیں کیونکہ حضرت فاطمتہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا نے بیعت و تلقین نہیں کی۔'' حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا ''کہاں تلاش کروں؟'' فرمایا: ''روئے زمین پر ڈھونڈو اور اشارہ مشرق کی طرف فرمایا۔'' یوں آپ رحمتہ اللہ علیہ مرشدِ کامل کی تلاش میں ایک بار پھر گھر سے نکل پڑے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تجسس کی مسافت کے راستوں کو طے کرتے مختلف درویشوں اور فقیروں سے

ملے لیکن کوئی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طلب پوری نہ کر پا رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لا تعداد فقراء سے گڑھ بغداد (میاں چنوں ضلع خانیوال) راوی کے کنارے ایک گاؤں میں رہائش پذیر شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ[1] کا شہرہ سنا تو ان سے ملاقات کی خواہش دل میں پیدا ہوئی۔ چنانچہ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کیلئے آپ گڑھ بغداد تشریف لے گئے۔ جیسے ہی خانقاہ میں داخل ہوئے تو دیکھا خانقاہ درویشوں، فقیروں اور خدام سے پُر ہے۔ لوگ جوق در جوق ایک جانب آگ پر رکھی پانی سے بھری دیگ میں ہاتھ ڈالتے جاتے ہیں اور مرادیں پاتے جاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خاموشی سے یہ منظر دیکھا اور چپ چاپ ایک طرف بیٹھ گئے۔ دفعتاً شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو انہوں نے حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے کہا ''تیری ظاہری حالت سے تو ایسا دکھائی دیتا ہے کہ تو طویل مسافت طے کر کے یہاں تک پہنچا ہے پھر اب خاموش

---

[1] شاہ حبیب اللہ قادریؒ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک سے تھے اور شاہجہان کے دور میں ہندوستان تشریف لا کر سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ سِرّ الحبیب کے مطابق شاہ حبیب اللہ قادریؒ کا شجرہ نسب اس طرح سے ہے شاہ حبیب اللہ قادریؒ بن سیّد فتح اللہ بن عبدالغنی بن عطاء اللہ بن جہاں عالم بن احمد ابدال الحق بن اسحاق بن حضرت محبوب گنج اسرار بن محمد بن سلطان رحمٰن بن حضرت تاج الدین بن حضرت سیّد موسیٰ بن سیّد اسمعیل بن شہاب الدین بن حضرت محی الدین داؤد بن ابونصر موسیٰ بن سیّد عبدالرزاقؒ بن سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔

سیّد حبیب اللہ قادریؒ کے بارے میں (Bale) نے Oriental Biographical Dictionary میں لکھا ہے کہ اس نام کے دو اشخاص ملتے ہیں ایک آگرہ کے شاعر اور دوسرے عربی کتاب بحر المنطق کے مصنف۔ Bale کی یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ ہندوستانی مصنفین کی کتب ''آثارِ دہلی''، ''راہنمائے مزاراتِ دہلی'' اور ''تاریخ مشائخِ قادریہ جلد سوم'' کے مطابق آپؒ دہلی میں سلسلہ قادریہ کے مشہور بزرگ تھے 14 شوال 1068ھ (1656ء) میں آپ کا وصال ہوا۔ کٹرہ عاقل شاہ جو کہ کٹرہ گل شاہ (دہلی) کے نام سے مشہور ہے، میں مدفون ہوئے اور وہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ ''راہنمائے مزاراتِ دہلی'' کے مصنف کے مطابق سیّد حبیب اللہ قادریؒ کا سلسلہ نسب حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد کا نام سیّد شاہ عبداللطیف قادری لاہوری ہے۔ لاہور میں رہ کر ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد سے روحانی فیض حاصل کیا اور مرتبہ کمال کو پہنچے۔ 14 شوال المکرّم کو آپ رحمتہ اللہ علیہ کا عرس ہوتا ہے آپ کا مزار کٹرہ گوگل شاہ بازار سیتا رام دہلی 6 میں ہے۔ یہ سیّد حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ وہ نہیں ہیں جن سے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی تھی۔ جن سے حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی تھی وہ سیّد حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ وہی ہیں جن کا ذکر اوپر تفصیل سے ہو چکا ہے اور جن کا مزار دریائے راوی کے کنارے گڑھ بغداد عبدالحکیم میاں چنوں ضلع خانیوال پاکستان میں ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

اور علیحدہ کیوں بیٹھا ہے؟ اُٹھ تو بھی دیگ میں ہاتھ ڈال کر اپنی مراد پا۔'' فقر کے شہسوار حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے خاموشی سے ان کی بات سنی اور ادب سے بولے ''مجھے کشف و کرامت کے یہ کھلونے متاثر نہیں کرتے اور نہ میری مراد ایسی ہے جو اس طرح بر آئے''۔ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے چونک کر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر نظر ڈالی اور کہا ''بے شک تمہاری مراد اور طلب بلند تر ہے لیکن تو یہ بھی جانتا ہے کہ بلند آرزو کی تکمیل کیلئے کٹھن مراحل طے کرنا پڑتے ہیں۔'' ''بے شک'' حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا ''اور میں نے یہ طویل مسافت بے سبب طے نہیں کی، آپ حکم دیجیے'' شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر نظریں جمائے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے رہے پھر بولے ''اچھا فی الحال تو حوض میں پانی بھر۔'' یہ کہہ کر انہوں نے ایک خادم کو بلایا جس نے ایک مشکیزہ لا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کر دیا۔ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے وہ مشکیزہ اٹھایا، اسے پانی سے بھرا اور لے جا کر حوض میں ڈالا حوض ایک ہی مشکیزہ پانی سے لبالب بھر گیا۔ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ سمیت تمام حاضرین نے حیرت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ پھر شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہوئے:

''کیا تو آزمائش کیلئے خود کو آمادہ پاتا ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً آمادگی ظاہر کی۔ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا ''تیرے پاس کوئی دنیاوی مال و اسباب بھی ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ برجستہ بولے ''درویش اور دنیاوی مال کا آپس میں کیا تعلق؟ ایک میان میں دو تلواریں کیسے رکھی جا سکتی ہیں۔ تو ایک دل میں دو محبتیں جمع کرنا چاہتا ہے۔''

یہ سن کر حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فوراً گھر کی طرف روانہ ہوئے گھر جا کر انہوں نے تمام مال اکٹھا کیا اور باہر پھینک دیا حتیٰ کہ پنگوڑے میں سوئے ہوئے اپنے شیر خوار بچے کی انگلی سے سونے کی انگوٹھی بھی اتار کر باہر اچھال دی۔ اگلی صبح طویل مسافت طے کر کے گڑھ بغداد پہنچے اور سیدھے شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش ہو گئے۔ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دیکھتے ہی اُٹھ کر ان کا استقبال کیا اور بولے ''بے شک تو نے دنیاوی مال سے تو نجات حاصل کر لی مگر ابھی عورتوں سے

آزادی حاصل نہیں کر پائے۔ دونوں میں سے کس کا حق ادا کرنے کا ارادہ ہے؟ خدا کا یا بیویوں کا؟''

یہ سننا تھا کہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کچھ کہے اور کچھ آرام کیے بغیر ایک بار پھر طویل سفر کیلئے تیار ہو گئے۔ ایک بار پھر گھر جا پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ الہاماً جانتی تھیں کہ آج بیٹا کس غرض سے گھر واپس آیا ہے مگر انجان بنتے ہوئے بولیں'' کیوں باھو رحمۃ اللہ علیہ بیٹے اب کیسے آنا ہوا؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نرمی سے سر جھکا کر مقصد بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے قریب بٹھایا اور آہستگی سے مخاطب ہوئیں'' اے بیٹا! باھو (رحمۃ اللہ علیہ) تمہاری بیویوں کے جو حقوق تم پر ہیں آج سے تم ان سے آزاد ہو اور تمہارے جو حقوق بیویوں کے ذمے ہیں وہ بدستور قائم رہیں گے۔ اگر تم حقیقی معرفت کے حصول میں کامیاب ہو گئے تو بہتر ہے لیکن محض بیویوں کے حقوق پورے کرنے کی خاطر گھر آنے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا اب طلاق کا خیال بھی دل میں نہ لانا۔''

والدہ محترمہ کی یہ قابلِ قبول تجویز سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ پُرسکون اور مطمئن انداز میں دوبارہ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا پہنچے۔ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پُرتپاک استقبال کیا اور نظر سے ان پر توجہ کی پھر پوچھا'' اے باھوؒ مطمئن بھی ہو کچھ مشاہدہ بھی کیا؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ادب سے سر جھکا کر کہا'' شیخ جو کچھ آج مجھ پر منکشف ہوا اس سے تو میں پنگوڑے میں ہی آشنا ہو گیا تھا میری تمنا اس سے زیادہ کی ہے۔'' شیخ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب تو نہ دیا البتہ بیٹھے بیٹھے ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی خوب سمجھتے تھے کہ اس عمل کا مقصد امتحان ہی ہے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی جھٹ ان کے تعاقب میں پہنچے اور ایک کھیت میں ضعیف کاشتکار کی شکل میں شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو محنت مشقت کرتے پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نزدیک جا کر فرمایا'' ضعیفی اور یہ مشقت؟ آپ آرام کریں میں کام کرتا ہوں۔'' شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصل روپ میں آئے اور ہنس کر انہیں ساتھ لیا اور آگے بڑھے مگر چند قدم چلنے کے بعد پھر غائب ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کا تعاقب نہ چھوڑا اور اب کی مرتبہ انہیں ایک آبادی میں ایک بوڑھے برہمن پنڈت کی شکل میں'

لوگوں کو تلک لگاتا پایا۔ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ مسکرا کر نوجوان کی شکل میں ان کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے ''بابا میرا ماتھا تو خالی ہے کیا یہ میرے بھاگ میں نہیں کہ میرے ماتھے پر بھی آپ تِلک لگائیں۔'' دوسرے لمحے شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ پھر اپنی اصلی شکل میں حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑے مسکرا رہے تھے۔ انہوں نے حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ تھاما اور آگے بڑھ گئے مگر تیسری مرتبہ پھر وہی عمل کیا یعنی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے لیکن حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کہاں پیچھا چھوڑنے والے تھے۔ ان کے پیچھے لپکے اور ایک مسجد میں انہیں جا ڈھونڈا جہاں شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ ایک معمر امام مسجد کے روپ میں بچوں کو قرآن کی تعلیم دے رہے تھے۔ چنانچہ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ بھی جھٹ ایک بچے کے روپ میں قاعدہ پکڑے ان کے سامنے جا بیٹھے اور ایک حرف پر انگلی رکھتے ہوئے معصومیت سے پوچھنے لگے ''بابا یہ کیا ہے؟'' اس بار شیخ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ انہوں نے آب دیدہ ہو کر حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کو گلے سے لگا لیا اور کہنے لگے ''بس باھُو بہت ہو چکا'' لیکن سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حالت نہ بدلی۔ آپ بدستور اسی حرف پر انگلی جمائے پوچھنے لگے ''بابا بتاؤ یہ کیا ہے؟'' شیخ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ بیچارگی سے بولے ''باھُو'' میں تجھے کیا بتاؤں یہ تو میرے بس کا کام نہیں۔ تمہارا نصیب حضرت شیخ عبدالرحمٰن جیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے جو دہلی میں ہیں۔''

ایک اور روایت کے مطابق غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی تربیت کی تکمیل کے بعد سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دستِ بیعت کا حکم دیا۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ حکم ملتے ہی فوراً دہلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے دور ہی تھے کہ ایک شخص دوڑتا ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور آگے بڑھ کر حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں عزت سے چھونے کے بعد عرض کیا کہ اس کو شیخ سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے استقبال کیلئے روانہ کیا ہے۔ 29 ذیقعد 1078ھ (11 مئی 1668ء) بروز جمعتہ المبارک آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ جیسے

ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے' وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ کر خلوت میں لے گئے۔ پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کامل سے اپنا ازلی نصیبہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی صورت میں ایک قدم میں ہی ایک دم میں پالیا۔ جو چاہتے تھے مل گیا اور اسی وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ الستی فیض سے مستفیض' نعمت سے پُر اور فیض رسانی کے جذبات سے لبریز تھے۔ ہر خاص و عام پر توجہ کرنے لگے۔ خَلقِ خدا کیلئے آپ نے فیض عام کر دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اردگرد خلقت کا اس قدر ہجوم ہو گیا کہ راستے بند ہو گئے' شہر میں شور مچ گیا۔ حتیٰ کہ یہ معاملہ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا گیا۔ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب طلبی فرمائی ''ہم نے تجھے یہ خاص نعمت عنایت کی اور تو نے عام کر دی۔'' عرض کیا ''یا پیر و مرشد! جب بڑھیا عورت روٹی پکانے کا توا بازار سے خریدتی ہے تو اسے ٹھونک بجا کر دیکھتی ہے کہ کیسا کام دے گا، آیا درست ہے یا نہیں اور جب ایک لڑکا لکڑی کی کمان خریدتا ہے تو اسے کھینچ کر دیکھتا ہے کہ اس میں لچک کافی ہے کہ نہیں۔ پس آپ سے جو نعمتِ عظمیٰ حاصل کی میں نے بھی اس نعمت کی آزمائش کی کہ مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کس قدر نعمت حاصل ہوئی ہے۔ پس جس طرح حضرت سیّد المرسلین احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور سے مجھے حکم ہوا ہے کہ خلقِ خدا کو تلقین کروں اور فیض کو عام کروں۔ انشاء اللہ قیامت تک یہ نعمت ترقی پر ہو گی۔'' حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ یہ دلیل سن کر مسکرا اُٹھے اور کہنے لگے ''باھو (رحمۃ اللہ علیہ) میں تجھے منع نہیں کرتا مگر اس کا خیال رکھا کر کہ ہر شخص اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔'' اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی کی جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ اورنگ زیب ارکانِ حکومت سمیت جمعہ کی نماز کی ادائیگی میں مشغول تھا۔ مسجد میں اس قدر بھیڑ تھی کہ تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی اس لئے حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سب سے پیچھے جہاں جوتیاں رکھتے ہیں' کھڑے ہو گئے اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ کی تو تمام مسجد میں شور اور وجد برپا ہو گیا۔ یہاں تک کہ صرف تین آدمی اورنگ زیب' قاضی اور کوتوال جذبہ کی تاثیر اور نگاہ کے اثر سے محجوب رہے۔ جیسے ہی حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ منقطع کی اور مجمع

اپنی حالت میں واپس آیا تو وہ تینوں حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے ''ہمیں کیوں نعمت سے محروم رکھا گیا؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''ہم نے توجہ یکساں کی تھی۔تم پر اس واسطے اثر نہیں ہوا کہ تمہارے دل سخت تھے۔'' انہوں نے دست بستہ ہو کر فیض کیلئے التجا کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اس کیلئے یہ شرائط ہیں کہ تم اور تمہاری اولاد، ہماری اولاد اور پس ماندگان کیلئے دنیاوی مال ومتاع سے مروّت نہ کریں اور ہمارے مکان اور گھر نہ آئیں تا کہ تمہارے دنیاوی امور کے سبب ہمارے عیال اور اولاد میں دنیاوی جھگڑے اور فساد نہ پڑ جائیں۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اورنگ زیب سے یہ اقرار لیکر اس پر توجہ کی اور خاص فیض تک پہنچایا۔ بعد ازاں جب وہاں سے روانگی کا ارادہ کیا تو اورنگ زیب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یادگار کیلئے التجا کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں کھڑے کھڑے کتاب ''اورنگ شاہی'' تصنیف فرمائی جسے شاہی محرروں نے اسی وقت تحریر کر لیا۔

اورنگ زیب عالمگیر سے ملاقاتیں

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اورنگ زیب عالمگیر سے یہ تیسری ملاقات تھی جو 1078ھ میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری دستِ بیعت کے بعد دہلی کی جامع مسجد میں ہوئی۔

تذکرہ اولیائے جھنگ اور تاریخِ جھنگ کے مصنف کے مطابق اس سے قبل حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی دو دفعہ گڑھ مہاراجہ میں شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر سے ملاقات ہوئی۔ پہلی ملاقات تقریباً 1059ھ میں ہوئی جب شہزادہ عالمگیر قندھار کی جنگ سے لوٹ چکا تھا اور شاہجہان نے ملتان، سندھ، بھکر اور سیوستان[1] کی حکومت شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کے حوالے کی ہوئی تھی۔ دوسری ملاقات تقریباً 1062ھ میں ہوئی جب شہزادہ عالمگیر قندھار فتح کرنے کے لیے گیا تو

---

[1] موجودہ سیہون شریف (سندھ)

واپسی پر دریائے چناب سے گزرا۔ یہ دونوں ملاقاتیں شہزادہ عالم گیر کی تخت نشینی سے قبل شاہجہان کے دورِ حکومت میں ہوئیں۔ یہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک کے وہ ایام ہیں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ تلاشِ حق کے لیے سیر وسیاحت اور دعوتِ قبور میں مصروف رہا کرتے تھے۔

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات پر تحقیق

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے ظاہری مرشد ہیں۔ آپ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پاک پر اَسرار کے وہی پردے پڑے ہوئے ہیں جو سروری قادری مشائخ کا خاصہ ہیں یعنی دنیا سے مخفی اور پوشیدہ رہنا۔ صاحبِ مناقبِ سلطانی کے مطابق ''سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سلطنتِ دہلی میں منصب دار تھے اور شاہی خزانہ کے امانت دار اور کلید دار تھے جس کے باعث محفوظ اور مناسب عمارت کے ساتھ کئی مسلح پہرہ داروں کا انتظام آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب مریدین سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے تو چہرہ مبارک پر ایک نقاب ڈال لیتے تھے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر جو جلال و جمالِ الٰہی کے انوار تاباں تھے لوگ اِن کو دیکھنے کی تاب نہ رکھتے تھے۔ گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ فقر کے ساتھ ساتھ اعلیٰ دنیاوی منصب پر بھی فائز تھے۔''

مناقبِ سلطانی کی اس عبارت سے مندرجہ ذیل الجھنیں جنم لیتی ہیں:

1۔ چونکہ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فقر کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے اس لیے ادنیٰ و اعلیٰ طالبانِ مولیٰ فقر کی نعمت کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتے ہوں گے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبتِ عالیہ سے بھی مستفید ہوتے ہوں گے' ہندوستانی مصنفین کے مطابق لاکھوں لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا' اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ شاہی منصب پر فائز ہوتے تو ایسا ممکن نہ ہو پاتا کیونکہ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس دنیاوی منصب کے فرائض کی ادائیگی میں زیادہ مصروف رہتے۔ پھر شاہی منصب دار کی حیثیت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کسی مؤرخ نے نہیں کیا۔ ہندوستانی مصنفین نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ

صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے ضمن میں کیا ہے جو صرف چند سطروں پر مشتمل ہے۔ دوسری طرف اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ دنیوی منصب پر فائز تھے اور شاہی خزانہ کے انچارج ونگران تھے تو شاہی خاندان کے ہر فرد اور دربار کے ہر ملازم کا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے واسطہ رہتا ہوگا۔ شاہجہان اور اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں درجنوں مؤرخین تاریخ کا ایک ایک لمحہ قلمبند کرنے پر مامور تھے لیکن کسی نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ نہیں کیا جو عجیب سی بات محسوس ہوتی ہے۔

2۔ جب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے بعد دہلی کی جامع مسجد میں تشریف لے گئے اور سب پر نگاہ فرمائی سب پر اس کا اثر ہوا لیکن اورنگ زیب عالمگیر اور کوتوال پر نہیں ہوا جس پر اورنگ زیب عالمگیر نے فیض کی درخواست کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ''رسالہ اورنگ شاہی'' تصنیف فرمایا۔ کیا اِس ملاقات میں اورنگ زیب عالمگیر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال نہیں کیا ہوگا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی کیسے تشریف لائے؟ اور جواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سیّد عبد الرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ فرمایا ہوگا، اگر سیّد عبد الرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شاہی ملازم ہوتے تو اورنگ زیب عالمگیر فوراً سیّد عبد الرحمٰن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہچان جاتا اور پھر سیّد عبد الرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے مسلسل ملاقات رکھتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مشیروں میں شامل کرتا۔

3۔ پھر چہرے پر نقاب ڈالنا سروری قادری مشائخ کی خصوصیت نہیں ہے۔ اس طرح سے انسان زیادہ مشہور اور معروف ہوتا ہے اور اس کی شہرت جلد پھیلتی ہے جبکہ سروری قادری شیخ گمنامی اور خمول کو پسند کرتا ہے اور حکمرانوں سے دور بھاگتا ہے اور عوام میں رہتا ہے۔

4۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک پرانی دہلی میں لاہوری دروازہ سے کافی فاصلے پر باہر واقع ہے اور ساتھ ہی مسجد شاہ عبد الرحمٰن بھی ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ قلعہ کے اندر نہیں بلکہ باہر عوام الناس میں رہے اور عوام الناس ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب ہوتے رہے۔

❁ مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں ثابت یہی ہوتا ہے کہ صاحبِ مناقبِ سلطانی نے تحقیق نہیں کی اور نہ ہی اس غرض سے دہلی کا سفر فرمایا۔ جو روایت خاندان میں کسی سے سنی درج فرما

دی۔1934ء میں سیّد تجمل شاہ نقوی اچوی کی کتاب ''باغِ ساداتؔ'' شائع ہوئی۔1947ء میں بارِسوم شائع ہوا۔اب یہ کتاب نایاب ہے اس کتاب کا بارِاوّل تو1934ء ہی میں شائع ہوا کیونکہ ''شریف التواریخ'' جو 1934ء میں شائع ہوئی تھی، میں اِس کتاب کا حوالہ موجود ہے۔اس کتاب کے صفحہ 61 پر سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب اس طرح درج کیا گیا ہے:

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

سیّد عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ابوصالح نصر

سیّد یٰسین

سیّد احمد شاہ

سیّد عبدالقادر

سیّد عبداللطیف

سیّد عبدالرحمٰن عرف بھولوشاہ مدفن دہلی، پیشوا سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

یہ شجرہ نسب آگے اس طرح چلتا ہے:

پیر حبیب شاہ

پیر رجب شاہ

عبداللہ

محمد شاہ

پیراللہ بخش

پیر کریم شاہ

حضور شاہ

ؔ مملوکہ غلام محمد ولد خلیفہ منظور احمد اوچ شریف

www.sultan-ul-faqr-publications.com

نورشاہ

زمان شاہ[1]

اس نسب نامہ پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب کبھی بھی بھولوشاہ نہیں رہا۔ بھولوشاہ رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں 1200ھ میں ایک اور قادری بزرگ گزرے ہیں جن کا مزار سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے دو یا تین کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور ان کا تذکرہ ہندوستان کی موجودہ اور قدیم کتب میں ملتا ہے۔ ان کو تمام مصنفین نے بھولوشاہ رحمۃ اللہ علیہ، مگر غلام یحییٰ انجم نے تاریخ مشائخ قادریہ (جلد سوم) میں شاہ بہلن رحمۃ اللہ علیہ عرف بھولوشاہ لکھا ہے۔ بھولوشاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مجذوب قادری بزرگ تھے اور پنجاب سے ہجرت کر کے دہلی تشریف لے گئے تھے سلسلہ قادریہ میں آپ عبدالحمید کے مرید و خلیفہ تھے۔ ''واقعات دارالحکومت دہلی'' (جلد دوم) میں ہے:

''بھولوشاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار 1201ھ کا بلی دروازہ تو اب نہیں رہا مگر اس کی جگہ سب کو معلوم ہے اسی کے پاس آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ آپ سلسلہ قادریہ کے بزرگ تھے 1201ھ میں انتقال کیا، مست روز الست تاریخِ وفات ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے برابر ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مرید شاہ محمد حفیظ صاحب کا مزار ہے جن کے برابر اِن کے صاحبزادے شاہ غلام محمد مدفون ہیں۔ 19 محرم کو بھولوشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہوتا ہے''۔ (صفحہ 473)

محمد عالم شاہ فریدی کی کتاب ''مزاراتِ اولیاء دہلی'' اوّلین کتاب ہے جو 1927ء میں دہلی کے مزارات کے بارے میں شائع ہوئی اس کا دوسرا ایڈیشن 1930 میں طبع ہوا۔ 1947 میں مصنف اور پبلیشر پاکستان ہجرت کر آئے۔ 2006ء میں ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن صدیقی نے اضافہ و تصحیح کے

---

[1] ان کا مزار موضع تنگ عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں ہے (مزار ویران اور بے آباد ہے کوئی سجادہ نشین اور مجاور موجود نہیں ہے اور نہ ہی مقامی لوگوں کو اِن کے بارے میں کچھ معلوم ہے)

زمان شاہ صاحب کے تین فرزند تھے (۱) غلام شاہ (۲) دولت شاہ (۳) نادر شاہ۔ باغِ سادات کے بارِسوم 1947 میں دیئے گئے اِن تینوں بیٹوں کے شجروں کے مطابق ان کی بارہ پشتیں گزر چکی تھیں اور ظفر وال، ننکانہ صاحب، لیہ اور اس کے گردونواح میں آباد تھیں۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ساتھ اسے دوبارہ دہلی سے شائع کیا ہے۔اس میں درج ہے:

''بھولوشاہ رحمۃ اللہ علیہ 1789ء نزد کابلی دروازہ پرانی دہلی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے رہنے والے تھے سلسلہ قادریہ رزاقیہ میں شاہ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور مولانا فخرالدین چشتی وشاہ نانو کے صحبت یافتہ ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ مجذوب سالک تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 20 محرم 1204ھ بمطابق 1789ء کو بعہد شاہ عالم ثانی انتقال فرمایا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کابلی دروازہ کے باہر ہے''۔(صفحہ 157-158)

''راہنمائے مزاراتِ دہلی'' میں ہے:

''آپ (حضرت بھولوشاہ رحمۃ اللہ علیہ) سلسلہ قادریہ رزاقیہ میں حضرت شاہ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصلی وطن پنجاب تھا اور حضرت شیخ نانو وحضرت شاہ فخرالدین رحمتہ اللہ علیہم کے صحبت یافتہ تھے۔20 محرم 1204ھ میں وفات پائی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مٹھائی پل پر دہنی طرف نیچے اتر کر ریلوے لائن کے پاس ہے (لاہوری گیٹ 4 پرانی دہلی 6)، قریب میں مسجد بنی ہوئی ہے۔حضرت شاہ حفیظ الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ بھولو رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مریدوں میں تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر شاہ ثانی کے دورِ حکومت میں 30 ذیقعد 1236ھ میں وفات پائی اور اپنے مرشد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔حضرت شاہ غلام محمد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور خلیفہ تھے ان کا مزار اپنے مرشد والد کی پائنتی کی طرف ہے''۔(صفحہ 284 تا 286)

غلام یحییٰ انجم تاریخ مشائخِ قادریہ (جلد سوم) میں رقمطراز ہیں:

''حضرت شاہ بہلن عرف بھولوشاہ رحمۃ اللہ علیہ۔آپ کا تعلق سلسلہ قادریہ رزاقیہ سے ہے اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ شاہ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے مولانا فخرالدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت مجذوب سالک کی سی تھی 19 محرم 1204ھ (1789ء) کو وصال ہوا۔مست روزِ الست تاریخ سنہ وفات ہے۔دہلی میں کابلی دروازہ سے متصل ''تکیہ بھولوشاہ'' میں دفن ہوئے مزارِ مقدس پر موسمِ بہار میں بسنت کا میلہ بڑی دھوم دھام سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند مناتے ہیں''۔(صفحہ 291)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ان تمام تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ صاحبِ باغِ سادات نے سیّد عبد الرحمٰن دہلوی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا جو شجرہ نسب بھولوشاہ صاحب کے نام سے درج کیا ہے وہ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں بلکہ بھولوشاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جن کا تعلق پنجاب سے تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پنجاب سے ہجرت کر کے دہلی تشریف لے گئے اور شاہ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ سے قادریہ سلسلہ کا فیض حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پنجاب میں ہی رہی اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شاہ محمد حفیظ صاحب اور اس کے بعد اُن کے صاحبزادے شاہ محمد صاحب سجادہ نشین ہوئے جن کے مزارات حضرت بھولوشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی ہیں۔ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ان کے مزار سے تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر لاہوری گیٹ صدر بازار ریلوے سٹیشن ریلوے کالونی مسلم وقف بورڈ کوارٹر پرانی دہلی 6 میں واقع ہے۔

ہندوستانی کتب میں سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ

مزاراتِ اولیاء دہلی میں ہے:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے مستند اولیاء میں سے ہیں قادریہ خاندان میں سیّد عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں اور سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے مشہور بزرگ کے پیر و مرشد ہیں۔ صاحبِ تصرف و کرامات تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ریلوے سٹیشن صدر بازار کے مسافر خانہ کے پیچھے ایک احاطہ میں ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال آخر زمانہ شاہجہان یا شروع زمانہ عالمگیر میں ہوا سنِ وفات معلوم نہیں''۔ (طبع اوّل 1927)[1]

راہنمائے مقاماتِ مقدس دارالحکومت دہلی'' میں درگاہ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں درج ہے:

---

[1] اور اسی کتاب کے بعد شائع ہونے والی کتب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اسی طرح نقل در نقل ہوتے چلے آرہے ہیں۔

''یہ درگاہ متصل صدر سٹیشن دہلی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ اولادِ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ہیں۔ اعظم اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔ سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اولیاء اللہ پنجاب میں مشہور ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تصرفِ ولایت ہے کہ گورنمنٹ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کو سڑک اور ریل سے بچایا بلکہ اس کا احاطہ بہت پختہ ریختہ کا اور جنگلہ آہنی اور درگاہ شریف میں جانے کا راستہ بنوادیا ہے۔'' (طبع 1914 دہلی)

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم تاریخ مشائخِ قادریہ (جلد سوم) میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت سیّدنا شیخ عبدالرحمٰن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار دہلی کے اہم مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نسبی رشتہ سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے۔ تقویٰ، تدیّن اور زہد و ریاضت میں ممتاز تھے کشف و کرامات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پایہ بہت بلند تھا۔ حضرت سیّد عبدالرحمٰن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ قادریہ کی دولت سیّد عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی تھی اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ انہی کے مرید و خلیفہ تھے۔ دہلی اور اس کے اطراف و نواح میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے سلسلہ قادریہ کو بے حد فروغ حاصل ہوا۔ بے شمار بندگانِ خدا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ ارادت سے وابستہ ہوئے اور کتنوں کو اجازت و خلافت کا منصب عطا ہوا۔ مشہور بزرگ حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے خلیفہ تھے۔'' (طبع دہلی 2006)

''راہنمائے مزارات دہلی'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے ضمن میں تذکرہ ہے:

''حضرت عبدالرحمٰن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے مشہور بزرگ حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ تصرف و کرامات اور خاندانِ قادریہ کے مستند بزرگ تھے۔'' (طبع دہلی 2007ء)

❁ بیلی (Bale) نے اورینٹل بائیوگرافیکل ڈکشنری (Oriental Biographical Dictionary) میں تحریر کیا ہے کہ سیّد عبدالرحمٰن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ وہی ہیں جو عبدالعزیز نقشبندی کے فرزند تھے اور جن کی بیٹی کی شادی داراشکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ سے ہوئی۔ ڈاکٹر راما کرشنا کا بھی

یہی موقف ہے لیکن یہ بات قیاس لگتی ہے کیونکہ ایک تو سیّد عبدالرحمٰن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نسبی جیلانی سادات ہیں اور دوسرے آپ سلسلہ فقر میں پشت ہا پشت سے قادری سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اُن کے والد نقشبندی سلسلہ سے ہوں اور یہ بات بھی حتمی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی ہند تشریف لائے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نہیں آئے تھے اور پھر بیلی (Bale) کی اس رائے کو کسی نے بھی مستند نہیں سمجھا اور نہ ہی یہ سلسلہ سروری قادری یا قادری سلسلہ میں کوئی اہمیت رکھتی ہے۔ قدیم اور جدید مصنفین میں سے کسی نے اس کا تذکرہ تک نہیں کیا۔

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہندوستانی اور پاکستانی مصنفین کی تمام تحقیق ہم نے واضح طور پر بیان کردی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستانی مصنفین وہی درج کرتے چلے آرہے ہیں جو 1914 میں آثارِ دہلی یا 1927 میں مزاراتِ اولیاء دہلی میں شائع ہو چکا ہے اور پاکستانی مصنف وہی درج کرتے چلے آرہے ہیں جو مناقبِ سلطانی میں شائع ہو چکا ہے۔ تحقیق کرنا تو دور کی بات ہے کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک تک جانے کی کوشش تک نہیں کی۔ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حقائق سے پردہ اُٹھانے کے لیے ضرورت اس امر کی تھی کہ مزید تحقیق کی جاتی تاکہ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی درست سوانح حیات مرتب کی جاسکے۔ اس سلسلہ میں سب سے مشکل کام ہندوستان آنے جانے اور وہاں تحقیق کرنے کا تھا۔ نومبر 2008 میں عاجز نے سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مرید اور محبّ محمد اسد خان سروری قادری سے اس سلسلے میں ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ میرے ایک دوست محمد عامر الیاس ہیں جن کی لاہور میں آٹو ورکشاپ ہے، اُن کی شادی پرانی دہلی میں ہوئی ہے اور اُن کے برادرِ نسبتی مجیب الرحمٰن اکثر پاکستان آتے جاتے رہتے ہیں اگر ان کے ذریعے کوشش کی جائے تو شاید کوئی حل نکل آئے۔ مجیب الرحمٰن سے محمد اسد خان نے فون پر بات کی تو انہوں نے حامی بھر لی۔ سب سے پہلا مرحلہ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک کی تلاش کا تھا کیونکہ دہلی اب بہت پھیل چکی ہے۔ پہلے تو مجیب الرحمٰن نے دہلی کے مزارات کے

متعلق کچھ کتب بھجوائیں اور انہیں مزار کا محل وقوع سمجھایا گیا لیکن اس کے باوجود دربار کی تلاش میں دو ماہ کا عرصہ لگ گیا۔ مزار مبارک کا پتہ چلا تو معلوم ہوا کہ اس علاقہ میں تو داخلہ مشکل ہے غیر مسلک کے لوگ آباد ہیں اور 1947 سے قبضہ گروپ دربار اور اس سے ملحقہ زمین پر قبضہ در قبضہ کرتا چلا آرہا ہے۔ پھر وہ اپنی والدہ کو ساتھ لے کر گئے اور مزار مبارک سے ملحقہ مسجد شاہ عبدالرحمٰن میں چلے گئے۔ وہاں اُن کی ملاقات سنّی سیّد سلیم الزماں ہاشمی ولد حافظ قاری سیّد احسان اللہ ہاشمی ولد حکیم سیّد عبدالرحمٰن ہاشمی سے ہوئی جو کہ مسجد شاہ عبدالرحمٰن کی امامت اور دربار کی دیکھ بھال اور خدمت رضا کارانہ طور پر سرانجام دیتے تھے۔ تفصیلاً مدعا اُن کے گوش گزار کیا گیا اور موبائل پر محمد اسد خان کی بات بھی کروائی گئی۔ انہوں نے ایک تو یہ گلہ کیا کہ کوئی یہاں آکر حالات کی تحقیق نہیں کرتا اور لوگ گھروں میں بیٹھ کر پرانی کتابیں دیکھ کر کتابیں لکھ دیتے ہیں۔ اُن کو تازہ ترین کتاب راہنمائے مزاراتِ دہلی دکھائی گئی جو 2007ء میں طبع ہوئی تھی تو انہوں نے بتایا کہ کتاب میں سیّد عبدالرحمٰن دہلوی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تربت مبارک کی جو تصویر دی گئی ہے وہ چالیس سال پرانی ہے۔ خیر انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی خاندانی یاداشتیں اور کاغذات جو عربی یا فارسی میں ہیں، تلاش کریں گے اور پھر کچھ تحریر کر کے دے سکیں گے۔ اسی دوران ایک سال کا عرصہ گزر گیا انہوں نے موبائل پر تو محمد اسد خان کو سب کچھ بتا دیا تھا لیکن ابھی انہوں نے کچھ بھی تحریر کرنا شروع نہیں کیا تھا کہ 2009ء میں اُن پر فالج کا شدید حملہ ہوا اور اُن کے جسم کے دائیں حصہ نے کام کرنا بند کر دیا۔ اس دوران اُن کا علاج وغیرہ ہوتا رہا اور ہم لوگ اُن کے تندرست ہونے کا انتظار کرتے رہے۔ 2010ء کے اوائل میں انہوں نے مجیب الرحمٰن کو کہا کہ لگتا ہے میرا آخری وقت ہے میں نے جو کچھ تم لوگوں کو بتایا ہے خود لکھ لو۔ مجیب الرحمٰن کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ اردو نہیں لکھ سکتے تھے صرف ہندی لکھ سکتے تھے۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ تمام معلومات کو اردو میں کمپوز کروالیا جائے۔ مجیب الرحمٰن نے تمام معلومات کو ہندی میں لکھا اور فروری 2010ء میں پاکستان تشریف لے آئے۔ یہاں پر تمام معلومات کو اردو میں ٹائپ کروایا گیا اور سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے لیے

خصوصی طور پر تیار کروائی گئی چادر جس پر اسمِ اَللّٰہُ ذات کندہ تھا، ان کے حوالہ کی گئی۔ مجیب الرحمٰن 21 فروری 2010ء کو یہ دونوں اشیاء لے کر انڈیا چلے گئے۔ اور 23 فروری 2010ء کو سیّد سلیم الزمان ہاشمی کے پاس پہنچے سیّد سلیم الزمان ہاشمی صاحب کو بڑی مشکل سے مزار تک لایا گیا۔ انہوں نے اپنے دستِ مبارک سے بڑی مشکل اور تکلیف سے دستخط / نام لکھ کر یہ نسخہ اس وصیت کے ساتھ مجیب الرحمٰن کے حوالہ کیا کہ تحقیق کے لیے جو طلب کرے دے دینا۔ 25 فروری 2010ء کو سیّد سلیم الزمان ہاشمی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ مجیب الرحمٰن نے نسخہ میں یہ لکھا ہے کہ شاید دو دِن وہ یہ نسخہ میرے حوالہ کرنے کے لیے ہی زندہ تھے۔ 13 مئی 2010ء کو مجیب الرحمٰن لاہور تشریف لائے اور سیّد سلیم الزمان ہاشمی صاحب کا دستخط شدہ نسخہ گواہان کی موجودگی میں محمد اسد خان صاحب کے حوالے کیا اور اس نسخہ پر ہی وہ تمام حالات و واقعات جو اس نسخہ کو ترتیب دینے کے دوران پیش آئے تھے گواہان کے سامنے ہندی میں قلمبند کیے جن پر مجیب الرحمٰن نے تصدیق کے طور پر دستخط کیے اور اُن کی راہنمائی میں ہندی کی اس عبارت کا اردو ترجمہ بھی قلمبند کیا گیا۔ اب یہ نسخہ محمد اسد خان سروری قادری صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ اس نسخہ کے مطابق سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحِ حیات درج کی جا رہی ہے۔

سوانحِ حیات سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ نسب

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقار جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب اس طرح حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے:

سیّد عبدالرحمٰن دہلوی جیلانی بن سیّد عبدالقادر بن شرف الدین بن سیّد احمد بن علاؤ الدین ثانی بن

سیّد شہاب الدین ثانی بن شرف الدین قاسم بن محی الدین یحییٰ بن بدرالدین حسین بن علاؤالدین بن شمس الدین بن سیف الدین یحییٰ بن ظہیر الدین بن ابی نصر بن ابو صالح نصر بن سیّدنا عبد الرزاق جیلانی رحمتہ اللہ علیہ بن غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ[1]

ولادت سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی رحمتہ اللہ علیہ شام کے شہر حماہ میں 1024ھ (1615ء) میں پیدا ہوئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد سیّد عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ درویش منش انسان اور ولیٔ کامل تھے، ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد سے ہی حاصل کی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ 35 سال کی عمر میں حماہ سے بغداد تشریف لائے اور جدِ امجد غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر معتکف ہوگئے۔ تین سال تک آپ رحمۃ اللہ علیہ مزار شریف پر معتکف رہے تین سال بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی جانب سے باطنی حکم ملا کہ ہندوستان میں سیّد عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے جاؤ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 38 سال کی عمر میں شاہ جہان کے دورِ حکومت میں 13۔ ذیقعد 1062ھ (15 اکتوبر 1652ء) بروز منگل براستہ ایران اور افغانستان ہندوستان تشریف لائے اور برہان پور، عادل پور یا دریائے سندھ کے کنارے مقیم سیّد عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اُن کے دستِ مبارک پر 10۔ ذوالحجہ 1062ھ (10 نومبر 1652ء) بروز سوموار بیعت کی اور سیّد عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر آپ رحمۃ اللہ علیہ 9 صفر 1063ھ (8 جنوری 1653ء) بروز بدھ دہلی تشریف لائے اور اب جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے، وہاں اپنا مکان اور خانقاہ تعمیر کرائی اور

---

[1] اس شجرہ نسب کی تصدیق سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شجرہ نسب سے ہو جاتی ہے جو سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلویؒ کے پڑپوتے اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سلسلہ سروری قادری کے شیخِ کامل ہیں اُن کا شجرہ نسب صفحہ 140 پر ملاحظہ فرمائیں

www.sultan-ul-faqr-publications.com

اردگرد کی زمین خرید کر سالکین کے لیے حجرے بنوائے اور ایک مسجد تعمیر کروائی جواب بھی مسجد شاہ عبد الرحمٰن کے نام سے موجود ہے۔ موجودہ صدر سٹیشن پرانی دہلی اور مسلم وقف بورڈ کوارٹرز آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زمین پر بنائے گئے ہیں۔

تلقین وارشاد

سیّد عبد الرحمٰن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خمول وگمنامی کی زندگی گزاری۔ شہرت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سخت نفرت تھی کبھی شاہی دربار اور درباری حکام سے ملاقات کے لیے نہیں گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ تصرف قادری فقیر تھے دہلی اور اس کے گردونواح میں لاکھوں لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا اور لاکھوں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ ارادت سے وابستہ ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قائم مقام فقیر تھے یعنی وہ فقیر جو ایک ہی جگہ مقیم رہ کر فیض تقسیم کرتا ہے۔ اس بات کے کوئی شواہد نہیں ہیں کہ دہلی آمد کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی دہلی سے باہر تشریف لے گئے ہوں۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دہلی آمد کے دو مقاصد تھے ایک تو سلسلہ کو ظاہری طور پر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ کرنا تھا کیونکہ اس سلسلہ نے قیامت تک جاری رہنا تھا اور سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے اسے عروج حاصل ہونا تھا۔ دوسرے اورنگ زیب عالمگیر کی باطنی امداد کرنا تھا تاکہ اورنگ زیب عالمگیر کو برسرِ اقتدار لا کر شریعتِ محمدی کو زندہ اور قائم کیا جا سکے۔ عالمگیر کو فتوحات دلانے اور اس دور میں رائج بدعات کو ختم کرنے کے پیچھے آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی باطنی قوت کارفرما تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد یہ فریضہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ ہوا اور اورنگ زیب عالمگیر نے مغلیہ خاندان کی سب سے بڑی سلطنت قائم کی اور شریعتِ محمدی کو زندہ اور قائم کیا۔

حسن و جمال

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا رنگ گندمی، قد میانہ اور آنکھیں بہت خوبصورت تھیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر اتنا نور ہوتا تھا کہ طالبانِ مولیٰ کے لیے زیادہ دیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر نگاہیں جمائے رکھنا ممکن نہ تھا۔

ازواج و اولاد

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے 6 جمادی الثانی 1065ھ (12۔اپریل 1655ء) بروز سوموار دہلی میں جیلانی سادات میں سیّدہ زاہدہ خاتون سے نکاح فرمایا۔ 1070ھ (1660ء) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پہلے فرزند سیّد تاج العارفین کی ولادت ہوئی جن کا 1075ھ (1665ء) میں مرضِ اسہال سے وصال ہو گیا۔ 1082ھ (1671ء) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دوسرے فرزند سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ[1] کی ولادت ہوئی۔ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ سیّدہ زاہدہ خاتون رحمتہ اللہ علیہا 10 سال حیات رہیں اُن کا وصال 1098ھ (1687ء) میں ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تک اس طرح پہنچتا ہے:

---

[1] آپ رحمۃ اللہ علیہ اوائل عمری میں ہی حجاز تشریف لے گئے اور مدینہ شریف میں مستقل سکونت اختیار کی۔ سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ سے ہند تشریف لائے اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سے امانتِ الٰہیہ حاصل کی اور ریاست بہاول پور کے شہر احمد پور شرقیہ میں سکونت اختیار کی۔ سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک احمد پور شرقیہ میں مرجع خلائق ہے۔ صفحہ 140 پر اُن کی سوانح حیات کا مطالعہ فرمائیں۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

آپ مرید تھے سیّد عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید تھے سیّد عبدالبقا رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید تھے سیّد عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید تھے سیّد عبدالفتاح رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید تھے سیّد نجم الدین برہان پور والے کے، وہ مرید تھے سیّد محمد صادق یحییٰ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید تھے سیّد عبدالجبار بن ابوصالح نصر کے، وہ مرید تھے سیّد عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور وہ مرید تھے سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے۔

خلفاء

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اکبر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ خلفاء اصغر میں شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے خلیفہ اصغر سیّد محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ تھے جو پہلے سجادہ نشین ہوئے اور لاولد فوت ہوئے۔

وصال مبارک

دورِ عالمگیری میں 21۔رمضان المبارک 1088ھ (16 نومبر 1677ء) شبِ جمعہ وصال فرمایا اور اپنے حجرہ میں مدفون ہوئے۔

عرس مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک 21۔رمضان المبارک کو ایک عرصہ تک بڑی شان وشوکت سے منعقد ہوتا رہا ہے اور اب بھی عقیدت مند ہر سال 21 رمضان المبارک کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک مناتے ہیں۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

مزار مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ جس حجرہ میں رہائش پذیر تھے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وہیں دفن کیا گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ سیّد محمد صدیق دربار کے متولی اور سجادہ نشین ہوئے لیکن دورِ عالمگیری میں ہی وہ لاولد فوت ہوگئے۔ اُن کا کب وصال ہوا اور تربت مبارک کہاں ہے کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ برطانوی دورِ حکومت میں جب اس علاقہ سے سڑک اور ریل کی پٹڑی گزاری گئی اور صدر ریلوے سٹیشن بنایا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کو محفوظ بنانے کے لیے پٹڑی کا رخ بدلا گیا اور ایک احاطہ بنا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کو اس نظام سے علیحدہ رکھا گیا۔

1947ء میں تقسیمِ ہند کے بعد پاکستان سے ہجرت کر کے آنے والے آہستہ آہستہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زمین پر مسلم وقف بورڈ کے عملہ کی ملی بھگت سے قابض ہوتے چلے گئے۔ یوں تو اُن کی دست برد سے کوئی بھی مزار اور خانقاہ محفوظ نہ رہی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے اردگرد کی وسیع زمین اُن لوگوں کے قبضہ میں چلی گئی۔ اب ایک مختصر کمرہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اور تعمیر کردہ مسجد شاہ عبدالرحمٰن موجود ہے باقی تمام زمین ناجائز قابضین کے قبضہ میں جا چکی ہے۔ مزار سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام زمین پر اور دیگر مزارات اور مسلم املاک پر یہ لوگ کس طرح قابض ہوئے اس کا تذکرہ ہندوستانی کتب ہی سے کرتے ہیں۔

حضرت فریدالدین شاہ بلند شہر یو۔ پی انڈیا ''راہنمائے مزاراتِ دہلی'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''افسوس ہے کہ تقسیمِ وطن کے مضر اثرات سے عبادت گاہوں، خانقاہوں کا تقدس بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ مسلمان کثیر تعداد میں پاکستان چلے گئے۔ ہزاروں درگاہوں اور موقوفہ جائیدادوں پر غاصبانہ قبضے ہوگئے اور اُن کی شکل وصورت بھی تبدیل کر دی گئی۔ رفتہ رفتہ ان کی صحیح تاریخ اور نام و نشان کو بھی اہلِ دنیا نے فراموش کر دیا۔'' (راہنمائے مزاراتِ دہلی طبع 2007 صفحہ 7)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ڈاکٹر محمد حفیظ الرحمٰن صدیقی ''مزاراتِ اولیاء دہلی'' میں بیان فرماتے ہیں:

''1947ء کے بعد دہلی میں جو افراتفری مچی تو زیادہ تر مسلمان پاکستان چلے گئے اور دہلی پر پاکستان سے آئے ہوئے پناہ گزینوں کا قبضہ ہو گیا۔ مسلمانوں کے مذہبی مقامات کا بہت برا حال ہوا اور اُن کا کوئی پُرسانِ حال نہ رہا۔ درگاہ قدم شریف، درگاہ شاہِ مرداں اور چراغِ دہلی اور قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کی فصیل پر پاکستان سے آئے ہوئے پناہ گزینوں نے قبضہ کر لیا۔ کسی طرح سے حکومت نے اِن درگاہوں کے خاص مقام کو خالی کروایا، باقی پوری فصیل پر آج بھی اُن ہی کا قبضہ ہے۔ باقی درگاہوں پر خود مسلمانوں نے قبضہ کر کے اپنے گھر بنا لیے ہیں۔ ان درگاہوں کی چار دیواریاں جو بہت وسیع تھیں اور اُن میں بھی بڑے بڑے اولیاء کرام دفن تھے ان سبھی مزاروں پر لوگوں نے قبضہ کر کے گھر، مکان اور دکانیں بنالی ہیں۔ آج بھی شیخ صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ جو ساوتری نگر، شیخ سرائے میں ہے اس میں دکان چل رہی ہے۔ اسی جگہ ان کے خاندان کے ایک بزرگ کی درگاہ میں بڑھئی کا کام چل رہا ہے۔ درگاہ شیخ سلیمان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو ظفر محل سے پورب نندو فروٹ والے کے مکان کے سامنے ہے، اس میں دکان کھول دی گئی ہے اور قبر کا تعویز اکھاڑ دیا گیا ہے۔ اس کے قریب دو اور مزاروں پر گنبد تعمیر ہیں جو کسی ہندو کے قبضہ میں ہیں اور رہائش کے طور پر استعمال ہو رہے ہیں۔ اسی طرح حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے چاروں طرف آرام فرما ہے صوفیاء کرام کے مزاروں پر مکان تعمیر ہو گئے ہیں۔

ان مزاروں اور درگاہوں کی اپنی الگ الگ چار دیواری اور وسیع زمین تھی جو قبرستان کے طور پر استعمال کے لیے تھی ان ساری زمینوں پر حکومت نے قبضہ کر لیا اور دہلی کے زیادہ تر مزاروں اور قبرستان کی زمینوں پر (دہلی کے محکموں) ڈی۔ ڈی۔ اے کا قبضہ ہے اور کچھ پر ایم۔ سی۔ ڈی نے قبضہ جما رکھا ہے اور باقی پر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا قبضہ ہے۔ اوبرائے ہوٹل (دہلی کا مشہور ہوٹل)، دہلی پبلک سکول یہ سب قبرستان کی زمین پر واقع ہیں۔

سیّد محمود نجار کیلوکھری رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کی زمین جو قبرستان کے استعمال کے لیے وقف تھی وہاں

مزارات ختم کیے جارہے ہیں جبکہ یہ وقف بورڈ[1] کی نگرانی میں ہے۔ افسوس اب وقف بورڈ کی نگرانی میں بھی مزارات اوران کی زمینیں محفوظ نہیں ہیں''۔(مزاراتِ اولیاء دہلی، طبع دہلی 2006ء)

اسی کتاب میں خواجہ سیّد اسلام الدین نظامی سجادہ نشین وامام خلجی مسجد دربار حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ تحریر فرماتے ہیں:

''دہلی کی زیادہ تر پرانی آبادی پاکستان چلی گئی اور دہلی کی درگاہوں، مزاروں اور دیگر مسلم عمارتوں پر پاکستان سے آئے ہوئے مہاجرین کا قبضہ ہوگیا۔ بعد میں ان میں سے کچھ مقامات کو مولانا ابو الکلام آزاد نے خالی کرایا اس دوران زیادہ تر مزارات کے کتبے توڑ دیئے گئے جس کی وجہ سے اِن بزرگوں کے مزاروں کو پہچاننا دشوار ہوگیا بہت سارے مزاروں پر قبضہ کر کے مکان بھی بنا لیے گئے''۔

اِن عبارات سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ تقسیمِ برصغیر کے بعد ہندوستان میں مزارات کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ مسلمانوں کی چھوڑی ہوئی زمینوں کی حفاظت کے لیے مسلم وقف بورڈ قائم کیا گیا جس پر مسلمانوں کے اس مذہبی طبقہ کا قبضہ تھا جس کا سیاسی تسلط اور غلبہ ہندوستان میں کانگرس کے اتحادی ہونے کی وجہ سے قائم تھا۔ یہ لوگ اپنے فکری اور اعتقادی نقطہ نگاہ سے تصوف وروحانیت سے نہ صرف نابلد تھے بلکہ ذہنی طور پر اس کے مخالف بھی تھے۔ انہوں نے اپنوں میں درگاہوں اور مزارات کی زمینیں ریوڑیوں کی طرح تقسیم کیں اور یوں یہ طبقہ مسلم ورثہ کی تباہی کا باعث بنا۔ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار سے ملحقہ بھی وسیع زمین تھی جہاں ناجائز قابضین نے اپنے مکانات کی تعمیرات شروع کردیں۔ یوں یہ پورا علاقہ ''مسلم وقف بورڈ کوارٹرز دہلی نمبر 6'' کے نام سے مشہور ہوگیا۔ اب آپؒ کا ایک چھوٹا سا مزار اور ملحقہ مسجد شاہ عبدالرحمٰن

---

[1] مسلم وقف بورڈ کو مسلمانوں کی مذہبی املاک، درگاہوں، مزارات، مساجد، قبرستانوں و دیگر املاک کی حفاظت اور انتظام کے لیے قائم کیا گیا تھا لیکن یہ بورڈ خود بہت بڑا مافیا بن گیا اور اس کی زیرِ نگرانی مسلمانوں کی نشانیاں، مزارات، مساجد کی وقف جائیدادوں اور قبرستانوں تک پر قبضہ کرایا گیا اور انہیں مسمار کرایا گیا۔

ہے۔ باقی تمام زمین اِن قابضین کے قبضہ میں جا چکی ہے۔ اب مزار کی جگہ پر قبضہ کی کوششیں کی جارہی ہیں مزار اب بھی مسلم وقف بورڈ کی تحویل میں ہے اور مزار کی نگرانی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ سیّد سلیم الزمان ہاشمی خود مخطوطہ میں مختلف جگہوں پر لکھتے ہیں:

''یہ خادمِ سادات سیّد سلیم الزمان ہاشمی ولد حافظ قاری سیّد احسان اللہ ہاشمی جو کہ دربار سیّد عبدالرحمٰن جیلانیؒ کے گرد و نواح میں رہائش پذیر ہے، اب تو یہ آثم اکیلا ہی فتنہ گروں کے درمیان اس دربار کی حفاظت پر مامور ہے کمزور اور ناتواں عمر کے اِس حصہ میں فتنوں میں گھرا ہوا ہے۔ تقسیمِ ہند کے بعد اس علاقہ پر فتنہ گروں اور قبضہ گروپوں نے قبضہ کرلیا ہے اور اِن کے ڈر کی وجہ سے کوئی یہاں نہیں آتا اور پھر کوئی سجادہ نشین بھی نہیں ہے جو لوگوں کو معلومات مہیا کر سکے۔ دربار پر فتنہ پرور قبضہ کرنے اور اسے ختم کرنے کی عرصہ سے کوشش کر رہے ہیں اور دربار کی کافی زمین پر قابض ہو چکے ہیں لیکن اللہ کے خاص فضل و کرم سے کسی کی نگرانی اور سجادگی کے نہ ہونے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دربار محفوظ ہے۔''

مزار کا پتہ: پرانی دہلی 6۔ لاہوری دروازہ سے مشرق کی جانب نزد صدر ریلوے سٹیشن ریلوے کالونی مسلم وقف بورڈ کوارٹرز دہلی 6۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کے بارے میں اختلاف

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ پر تحقیق کرنے والوں میں سب سے زیادہ اختلاف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر ظاہری بیعت کے معاملہ پر پایا جاتا ہے۔ اس معاملہ میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بیعت فرمایا اور آپ کو غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت فرمائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب

میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو ہی ''شیخِ ما'' فرمایا ہے، اس بات کا تذکرہ ہم بھی پچھلے صفحات میں کر چکے ہیں۔ دوسری دلیل یہ لوگ یہ لاتے ہیں کہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنی کسی کتاب میں بھی اس ظاہری بیعت کا تذکرہ نہیں کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی سے فیض حاصل کریں اور اُس کا تذکرہ بھی نہ کریں۔ اگر اِن لوگوں کی یہ بات درست تسلیم کر لی جائے تو سیّد حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب سِرّ الحبیب میں کہیں بھی اپنے مرشد سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ اسی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی کسی کتاب میں اپنے مرشد حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی کا ذکر نہیں فرمایا سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کا ذکر صرف ''مناقبِ سلطانی'' میں شجرۂ طریقت کے ساتھ مذکور ہے اور چونکہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی حیات پر یہ اوّلین تصنیف ہے اس لیے اس پر یقین کرنا ہی پڑتا ہے اور اختلاف تو تب کیا جائے جب کوئی دوسری وجہ یا ثبوت موجود ہو۔ اب ہم اس سلسلہ میں اختلافات کا ذکر کرتے ہیں۔

❁ سب سے زیادہ حیرانگی ہمیں فقیر نور محمد کلاچوی صاحب پر ہے کہ وہ محض محقق نہیں تھے اور ان کے مطابق انہیں براہِ راست فیض حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور اُن کے بقول وہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی وارث ہیں۔ اس سلسلہ میں اپنی کتب میں بہت سی روحانی ملاقاتوں کا ذکر بھی فرماتے ہیں اور کسی کتاب میں اپنی ظاہری بیعت کا ذکر نہیں کرتے لیکن اُن کے صاحبزادے فقیر عبدالحمید سروری قادری ''حیاتِ سروری'' میں فقیر نور محمد کلاچوی کی ظاہری بیعت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ابتدا میں آپ (فقیر نور محمد کلاچوی) نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین سوم حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ ابھی آپ کم سن ہی تھے کہ آپ کے والد صاحب آپ کو دربار شریف لے گئے اور اپنے پیر و مرشد حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حضور پیش کر کے بیعت کرنے کی درخواست کی۔ حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت سے آپ کو بیعت کیا۔ اس واقعہ کے

کافی عرصہ بعد جب آپ کالج چھوڑ کر درویش کی صورت میں دربار پر قیام پذیر ہوئے تو حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ وفات پا چکے تھے اور حضرت نور محمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب سجادہ نشین تھے۔ حضرت نور محمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب اکثر دورے پر دامان کے علاقے میں آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ موضع مڈی تشریف لائے۔۔۔۔۔۔ فقیر نور محمد صاحب کلاچی سے زیارت کے لیے اپنے والد صاحب کے ہمراہ مڈی گئے اور وہیں آپ سے بیعت کی تجدید کر لی''۔ (صفحہ 56)

اب اگر فقیر نور محمد کلاچوی صاحب کو براہِ راست فیض اویسی طریقہ سے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے مل گیا تھا تو اُن کو ظاہری بیعت، وہ بھی ایک دفعہ نہیں دو دفعہ، کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

❁ فقیر نور محمد کلاچوی مخزن الاسرار میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کے متعلق لکھتے ہیں:

''حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز کی ظاہری بیعت کا کہیں سراغ نہیں ملتا اور ٹھیک پتہ معلوم نہیں ہوتا۔'' (مخزن الاسرار صفحہ 259-260)

لیکن فقیر نور محمد کلاچوی مرحوم ہی اپنی کتاب انوارِ سلطانی پنجابی شرح اشعارِ سلطانی میں صفحہ 8 پر سلسلہ سروری قادری کا شجرہ طریقت درج فرماتے ہیں اس میں حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک نام سے پہلے ''پیر رحمٰن'' (سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کا نام موجود ہے۔ یعنی دوسری کتاب میں خود اپنی ہی بات کو ردّ فرما رہے ہیں۔

اور پھر فقیر نور محمد کلاچوی صاحب کے صاحبزادے فقیر عبدالحمید سروری قادری (جو اُن کے جانشین بھی ہیں) نے حیاتِ سروری کے صفحہ 132، 133 اور 219 پر جو شجرہ طریقت قادریہ سروریہ دیا ہے اس میں سیّد عبدالرحمٰن دہلویؒ کا نام ''پیر رحمٰن'' کے نام سے موجود ہے۔ راہِ سلوک کے مسافر جانتے ہیں کہ شجرہ طریقت بیعت کرتے وقت مرشد پڑھتا ہے۔ اب فقیر نور محمد کلاچوی کی بات کو اُن کے جانشین فرزند ہی ردّ فرما رہے ہیں۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

❁ ڈاکٹر سلطان الطاف علی جن کا تعلق خانوادہ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے ہے ''دیوانِ باھو'' میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری مرشد سے بے نیاز فرماتے ہیں اور ''شرح ابیاتِ باھو'' کے دیباچے میں فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ وہی تھے جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں جابجا ''شیخِ ما'' لکھا ہے یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ لیکن اپنی کتاب مِرآتِ سلطانی (باھونامہ کامل) میں اپنی اس بات سے مراجعت فرماتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے فقیر! تو جو کچھ چاہتا ہے میرے پاس نہیں۔ البتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے مرشد کے پاس دہلی چلے جائیں جن کا نام پیر سیّد عبدالرحمٰن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی پہنچے تو سیّدالسادات حضرت پیر عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا منتظر پایا انہوں نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو فوراً ہی فیضِ ازلی عطا فرما دیا۔'' (صفحہ 114)

پھر ڈاکٹر سلطان الطاف علی صاحب اسی کتاب کے صفحہ نمبر 120 اور 121 پر سلسلہ قادریہ کے جو شجرہ ہائے طریقت درج فرماتے ہیں اُن میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے نام مبارک سے پہلے سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام درج کرتے ہیں۔ اس سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری بیعت سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر کی تھی۔

❁ اس سلسلہ میں سب سے سخت موقف پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب کا ہے انہوں نے ''شیخِ ما حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد'' کے عنوان سے اپنی کتاب سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ (حیات وتعلیمات) میں تفصیلی بحث کی ہے۔ اس بحث سے پہلے انہوں نے مناقبِ سلطانی کی عبارت درج کی ہے۔ پہلے ''مناقبِ سلطانی'' کی عبارت درج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''دریائے راوی کے کنارے واقع گڑھ بغداد میں ایک شیخ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ مشہور تھے۔ اُن کی خدمت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے مختلف انداز سے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو آزمانے کی کوشش کی مگر ہر بار حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو قوت

وہمت میں خود سے بڑھ کر پایا۔ آخر کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ میرے شیخ حضرت پیر سیّد عبدالرحمٰن قادری دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں تشریف لے جایئے۔'' ''صاحبِ مناقب سلطانی'' کے بیان کے مطابق دہلی کے اس سفر میں بھکر کے ایک درویش سلطان حمید آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پیر صاحب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر خلوت میں لے گئے۔۔۔ پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشدِ کامل سے اپنا ازلی نصیبہ ایک قدم سے ایک ہی دم میں پالیا۔ جو چاہتے تھے' مل گیا۔''

پھر پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحبِ مناقب سلطانی سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مناقبِ سلطانی'' کے مصنف نے انہی عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہری مرشد مانا ہے اور ایک شجرۂ طریقت بھی نقل کر دیا ہے مگر مذکورہ واقعہ بیان کرنے سے قبل انہوں نے حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا ایک کشف بھی لکھا ہے' جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو سب مطلوبہ فیض اویسی طور پر مل چکا تھا اور بارگاہِ نبوی سے بوسیلہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ خلقِ خدا کو ہدایت دینے کا حکم صادر ہو چکا تھا۔ کشف کا یہ واقعہ مصنف مناقبِ سلطانی حضرت سلطان حامد صاحب نے اپنے بزرگوں سے سینہ بہ سینہ سنا ہے۔ یہ کشف عین بیداری میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن شورکوٹ کے آس پاس کہیں کھڑے تھے کہ اچانک ایک صاحبِ نور' صاحبِ حشمت اور بارعب سوار نمودار ہوا۔ جس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے بٹھا لیا۔۔۔۔۔ یہ حضرت امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تھے۔۔۔۔۔۔ (بعد ازاں جو کچھ پیش آیا اس کی تفصیل گذشتہ سطور میں نقل کی جا چکی ہے۔)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضری اور صحابۂ کبار اور اہلِ بیت (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی برکت سے مملو ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا گیا۔ ''رسالہ روحی شریف'' میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ جب ارواحِ سلطان الفقر کا ذکر کرتے ہیں تو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں فرماتے ہیں: ''یکے روحِ شیخ ما' حقیقۃً

الحق، نورِ مطلق، مشہود علی الحق، حضرت محبوبِ سبحانی'' (ایک روح ہمارے شیخ، حقیقۃُ الحق، نورِ مطلق، مشہود علی الحق حضرت محبوبِ سبحانی ہیں) اب اگر اس کشف کے بیان اور پیر عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کی روایت کا موازنہ کیا جائے تو تضاد ظاہر ہو جاتا ہے۔ جب اس ''فتحِ کبیر'' کے بعد حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ پر تجلیاتِ ذاتی وارد ہونے لگیں اور خود اراوحِ جلیلہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رشد و ہدایت کی اجازت سے سرفراز کر دیا تھا پھر کسی پیر سے ''ازلی نصیبہ'' پا لینے کا کیا سوال ہے؟ آپ تو خود ہی شروع سے مرشدِ کامل کے مقام پر فائز ہو چکے تھے۔'' اس کے بعد پروفیسر احمد سعید ہمدانی مزید لکھتے ہیں:

''مناقبِ سلطانی'' میں یہ بھی لکھا ہے ''چونکہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ مادرزاد ولی تھے اس لیے روزِ پیدائش سے ہی صاحبِ اسرار تھے۔ نیز آپؒ خود فرماتے ہیں کہ مجھے انوارِ ذات کی تجلیات کے مکاشفات کے سبب ظاہری علم اور ورد وظیفہ کے لیے فرصت نہیں۔ میں ہر وقت وحدانیت میں مستغرق اور سیر فی الذات میں رہتا ہوں۔ اگر ظاہری علم یا وِرد وظیفہ کی فرصت و ضرورت نہ تھی تو پھر ظاہری مرشدی کی ضرورت سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح بے نیاز تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہمارے تہذیبی زوال کے دور میں مختلف حلقوں اور شعبوں کے متاخرین کے ہاں صرف ظاہری نظام کے قواعد کا التزام اور اس کی غیر ضروری تاکید ہی باقی رہ گئی تھی، اسی طرح طریقت میں بھی روایت کی ظاہری صورت کی اہمیت کچھ زیادہ ہی بڑھا دی گئی تھی۔ شاعری میں اگر کوئی کسی کو اپنا استاد ظاہر نہیں کر سکتا تھا تو اس کو بے اُستاد ہونے کا طعنہ دیا جاتا تھا، اسی طرح طریقت میں جو اپنے تئیں کسی پیر سے منسلک ظاہر نہ کر سکتا تھا، وہ بے پیر کہلاتا تھا۔ جہاں تک حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے، انہوں نے تو اس کی ہرگز پرواہ نہیں کی اور اپنے رسائل و کتب میں کسی حبیب اللہ شاہ اور پیر سیّد عبدالرحمٰن قادری کا ذکر نہیں فرمایا، اس کے برعکس اپنے اویسی فیض اور مذکورہ کشف کا اکثر ذکر کیا ہے مگر شاید بعد میں آنے والوں نے ضروری سمجھا کہ اس دور کے مخصوص تہذیبی پسِ منظر میں اپنے جدِ امجد کو کسی نہ کسی روایتی شجرۂ طریقت سے

منسلک دیکھیں اور دکھائیں۔ یوں ظاہری مرشد کا حوالہ اُن کے نزدیک لازمی ٹھہرا۔'' (صفحہ 46 تا 50)

❁ ممتاز بلوچ ''ھودے بیت'' میں فرماتے ہیں:

حضرت عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہوراں دے ہتھیں آپ رحمۃ اللہ علیہ دی بیعت دا تذکرہ محض قیاسی اے جیہدا حقیقت نال کوئی تعلق نہیں بن دا تے نہ ای اجیہا کوئی تعلق نظر آندا اے۔ (صفحہ 61)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کا تذکرہ محض قیاس آرائی ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق بنتا ہوا نظر نہیں آتا اور نہ ہی ایسا ممکن دکھائی دیتا ہے۔

ممتاز بلوچ صاحب ایک تو صرف محقق ہیں اس لیے ان کی کتاب میں فقر کے بارے میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ علم کی حد تک ہے پھر اس عبارت کے سلسلہ میں بھی انہوں نے فقیر نور محمد کلاچوی' سلطان الطاف علی اور پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب کی اُن تحریروں کا سہارا لیا ہے جن میں وہ لوگ اس ظاہری بیعت کے مخالف نظر آتے ہیں۔

❁ مولوی محمد دین گجراتی نے سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ پر ایک رسالہ 1927 میں طبع کرایا تھا۔ شدید کوشش اور تلاش کے باوجود نہ مل سکا لیکن اس کی عبارت جس کی تلاش تھی وہ پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب کی کتاب ''سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ حیات و تعلیمات'' کے صفحہ 49 پر مل گئی۔ وہیں سے ہو بہو نقل کر رہے ہیں اور یہی عبارت ہمارے موقف کی تائید کرتی ہے جس کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے:

''مولوی محمد دین گجراتی نے پیر عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق کو محض ''بشارت'' دینے کی حد تک مانا ہے۔ انہوں نے روایت کی ہے'' پیر عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا اور حجرے کے اندر لے گئے اور فرمایا: تو تو مالا مال فیضانِ توحیدی سے ہے اور تیرے ہاتھ پر ہاتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور حضرت پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کا تو تربیت یافتہ ہے' پس حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بشارت پا کر بازارِ دہلی میں

تشریف لاکر بازاریوں پر توجہ فرمائی۔ پس دکاندار، خاص و عام کو ایک عالم جذب کا ظہور میں آیا۔''

❁ میرے مرشد پاک سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ جو صاحبِ مسمّٰی اسم ذات مرشد، امانتِ الٰہیہ، خلافتِ الٰہیہ کے حامل اور سلطان الفقر کے مرتبہ پر فائز ہیں اور اُن کا تعلق بھی خانوادہ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے ہے، فرمایا کرتے تھے:

''سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر ظاہری بیعت فقر کی ضروریات کی تکمیل تھی۔ پس آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن حاضر ہوئے بیعت کی اور واپس آ گئے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا تھا کہ فقر میں ظاہری بیعت ضروری ہے کیونکہ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر ظاہری بیعت نہ کرتے تو سلسلہ سروری قادری کی کڑی جو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی تھی، وہ ٹوٹ جاتی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشدِ اتصال نہ رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو تمام فیض اور خزانۂ فقر چالیس سال تک دربار حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ پر قیام کے دوران مل گیا پھر جب علومِ باطنی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تکمیل ہوگئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ہوا کہ ظاہری بیعت جا کر پیر محمد عبدالغفور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر کرو۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے مرشد سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بغداد جا کر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی آل کے ہاتھ پر بیعت ہونا چاہتے تھے اور سیّد پیر محمد بہادر علی شاہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض بھی کی کہ حضور آپ کی آل ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی اِن کو بیعت فرمائیں لیکن سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو سیّد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کا حکم دیا۔ فقر میں ظاہری بیعت اور مرشد ضروری ہے۔ پھر میرے مرشد پاک جو سلسلہ شریف بیعت کرتے وقت پڑھا کرتے تھے وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شروع ہو کر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تک پہنچتا ہے پھر کڑی در کڑی حضرت سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے پھر وہاں سے آگے چلتا ہوا اُن کے مرشد سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا تھا۔ اس میں حضرت

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام آتا ہے اور یہ عاجز بھی وہی سلسلہ پڑھتا ہے۔صرف دو اشعار کا اضافہ کیا ہے جو میرے مرشد کے بارے میں ہیں۔

ہندوستان سے شائع ہونے والی تمام کتب آثارِ دہلی، راہ نمائے مزاراتِ دہلی، مشائخِ قادریہ، مزاراتِ اولیاء دہلی اور بہت سی کتب میں جہاں سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ آیا ہے اس میں بھی یہ فقرہ موجود ہے کہ آپ (سیّد عبدالرحمٰن دہلوی) رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے مشہور صوفی حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد ہیں۔

جن لوگوں نے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت سے اختلاف کیا ہے یہ اُن کی تحقیق ہے جو انہوں نے اپنے علم اور موجود کتب سے کی لیکن ہماری تحقیق کا مقصد اُن کی مخالفت نہیں ہے بلکہ اُن کے کام کو مزید آگے بڑھانا ہے۔اس سلسلہ میں اتنا عرض ہے کہ محقق صرف تحقیق ہی کر سکتا ہے اور اس میں غلطی کا امکان رد نہیں کیا جا سکتا۔اصل مسئلہ راہِ فقر میں عملی طور پر کسی مرشد کامل اکمل صاحبِ مسمّٰی کی راہبری میں تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات کے ذریعہ فقر کے سفر کو طے کرنا ہے۔اصل حقیقت سفر کی تکمیل کے بعد سمجھ میں آتی ہیں جو صرف ظاہری علم سے نہیں آسکتی۔

یہ عاجز اپنی ایک مثال پیش کرتا ہے کہ جب یہ عاجز 1998ء میں بیعت ہوا تو عین الفقر کا پہلا صفحہ پڑھا تو کچھ اور سمجھ آیا لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا یہ ایک صفحہ ہی نئے سے نئے معارف وا کرتا چلا گیا' باقی کتب کا تذکرہ تو چھوڑیں۔اسی لیے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اسی صفحہ پر فرمایا ہے ''یہ کتاب مبتدی اور منتہی دونوں کے لیے کامل راہبر ہے۔''اس لیے عقل اور علم اس راہ میں لنگڑا گھوڑا ہے۔اور صرف علم ہی راہِ فقر میں راز عطا کر دیا کرتا تو مرشد اور فقر کی ضرورت ہی نہیں تھی پھر ظاہری علم اور شریعت ہی کافی تھی۔

لیکن پھر بھی ان محققین کی بات علم کی حد تک درست ہے کیونکہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

1. سروری قادری اسے کہتے ہیں جسے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیعت فرماتے ہیں۔اس

کے وجود سے بدخلقی کی خو بو ختم ہو جاتی ہے اور اُسے شرع محمدی کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ (محک الفقر کلاں)

2. ایک اس (اعلیٰ) مرتبے کے سروری قادری ہوتے ہیں جنہیں خاتم النبیین رسولِ ربّ العالمین، سرورِ دو عالم ﷺ اپنی مہربانی سے نواز کر باطن میں حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کے سپرد کر دیں اور حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ بھی اُسے اس طرح نوازتے ہیں کہ اُسے ایک لمحہ بھی خود سے جدا ہونے نہیں دیتے۔ (محک الفقر کلاں)

جنہوں نے ظاہری بیعت کو ردّ کیا ہے انہوں نے اویسی سلسلہ یا طریقہ کا سہارا لیا ہے۔ اویسی سلسلہ یا طریقہ موجود ہے اور ہم اس سے انکار نہیں کرتے۔ اویسی طریقہ وہ ہے جس میں فیض براہِ راست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی ولی کامل جو وصال پا چکا ہو سے ملتا ہے۔ اس میں تین طریقے ہیں:

1۔ جن عظیم ہستیوں کو تلقین وارشاد کی مسند پر فائز کیا جاتا ہے اُن کے لیے اویسی طریقہ سے براہِ راست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض حاصل کرنے کے باوجود ظاہری بیعت ضروری ہے کیونکہ ان کا مرشدِ اتصال ہونا ضروری ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ پیرانِ پیر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جن کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے، جن کو معراج کے دوران حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت فرمایا، مادرزاد ولی ہیں اور جن کی مہربانی اور کرم کے بغیر کوئی فقر کی خوشبو تک کو نہیں پا سکتا، جن کو اویسی طریقہ سے سب کچھ عطا ہو چکا تھا جیسا کہ ہمعات میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: ''حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد اولیاء کرام اور اصحابِ طریقت کا سلسلہ چلتا ہے ان میں سب سے زیادہ قوی الاثر بزرگ جنہوں نے راہِ جذب کو باحسن طے کر کے نسبتِ اویسی کی اصل کی طرف رجوع کیا اور اس میں نہایت کامیابی سے قدم رکھا وہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے۔'' یعنی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے سب کچھ اویسی نسبت سے حاصل کیا اور سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ ان ہی کو اپنا مرشد مانتے ہیں اور ''شیخِ ما'' فرماتے ہیں۔ اگر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو سب کچھ اویسی طریقہ سے مل چکا تھا تو انہیں پھر ظاہری بیعت

کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہری بیعت مستند روایات کے ساتھ کتبِ سیر و تصوف میں منقول ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت اس طرح ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے مرشد حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں گئے۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو کھانا کھلایا' خرقہ پہنایا اور بات ختم ہوگئی۔ اسی دن سے آپ رضی اللہ عنہ نے تلقین وارشاد کا سلسلہ شروع فرما دیا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت بھی اسی طرح ہے اور مولوی محمد دین گجراتی کی عبارت سے ہماری اس بات کی تصدیق ہوتی ہے اور ہمارا موقف بھی یہی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ظاہری مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے، بیعت کی اور تمام فیض یک دم پالیا کیونکہ فقر کی تمام منازل تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اویسی طریقہ سے طے کر چکے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ تلقین وارشاد کی مسند کے لیے ظاہری بیعت ہونی کیوں ضروری ہے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ فقر میں سلاسل کا ایک نظام قائم کیا گیا ہے جو درجہ بدرجہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ ہر مرشد کامل کو ''شیخِ اتصال'' ہونا چاہیے یعنی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک شجرۂ طریقت پہنچنے تک سلسلے کا کہیں ''انقطاع'' نہیں ہونا چاہیے اور شجرۂ طریقت بابِ علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے گزر کر مدینۃ العلم حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سلسلہ پہنچنے تک درمیان سے کوئی کڑی ٹوٹنے نہ پائے ورنہ بڑے بڑے فتنوں کے وقوع پذیر ہونے کا خدشہ ہے۔ اگر لوگ نبوت اور جعلی مہدی ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں تو کوئی گمراہ کسی گدی پر بیٹھ کر یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ اُسے براہِ راست فیض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی ولی سے مل گیا ہے اور اسے ظاہری بیعت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسا ہے تو وہ گمراہ ہے اور اُسے جوتے مارو۔ آج کل گلی گلی جو جعلی پیر پھیلے ہوئے ہیں اُن سب کا کہنا ہے کہ اُن کو براہِ راست فیض ملا ہوا ہے اور ظاہری بیعت سے انکاری ہیں اور کچھ جدی اور پیدائشی پیر ہیں۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت رسماً اسی نسبت سے ہے۔ اور تلقین وارشاد کی مسند پر فائز ہونے کے لیے ظاہری بیعت ضروری ہے کیونکہ انہوں نے تلقین وارشاد کے فرائض ادا کرنے تھے اور ایک

www.sultan-ul-faqr-publications.com

زمانے کو فیض پہنچانا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ نے تا قیامت قائم رہنا ہے۔ دوسری وجہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کی یہ ہے کہ مستقبل میں کوئی گمراہ آپؒ جیسی ہستیوں کو مثال بنا کر اویسی طریقہ کا سہارا لے کر مسندِ تلقین وارشاد پر نہ بیٹھ جائے۔ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''مشائخِ عظام کہ جن کا سلسلہ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک تسلسل کے ساتھ پہنچتا ہے بابِ علم (حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ) سے گزر کر علم کے صدر مقام (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) تک پہنچتا ہے، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف حکمت کے ذریعہ بلاتے ہیں''۔ (سرّ الاسرار فصل 5)

اس عبارت سے ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے کہ صاحبِ تلقین وارشاد ہونے کے لیے ''مرشدِ اتصال'' ہونا ضروری ہے۔

روحانی سلاسل میں کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سلسلہ کے شیخ کو اپنی زندگی میں ایسا شخص نہیں ملتا جسے سلسلہ منتقل کیا جا سکے اس لیے سلسلہ کو منتقل کیے بغیر ہی اس کا وصال ہو جاتا ہے بعد از وصال وہ اپنے مزار سے سلسلہ منتقل کرتا ہے اس طرح سلسلہ میں کوئی انقطاع یا تعطل نہیں ہوتا اور سلسلہ جہاں سے رُکا ہوتا ہے وہیں سے شروع ہو جاتا ہے۔ تصوف یا طریقت میں ایسی دو مثالیں اہم ہیں ایک سلسلہ نقشبندیہ میں اور دوسری سلسلہ سروری قادری میں ۔ سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے ستاسی سال بعد پیدا ہوئے اور بلوغت کے بعد بیس سال حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر ریاضت کے بعد اُن کو سلسلہ منتقل ہوا اور یوں سلسلہ نقشبندیہ دوبارہ جاری ہوا۔ سلسلہ سروری قادری میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ 1102ھ میں سلسلہ منتقل کیے بغیر ہی وصال فرما گئے اُن کے وصال کے چوراسی سال بعد سلطان التارکین سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت مدینہ منورہ میں ہوئی اور بارہ سال تک روضہ رسول پر معتکف رہے۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے تربیت کے بعد 1241ھ میں مزار سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے امانتِ الٰہیہ اور سلسلہ سروری قادری کی امانت حاصل کی اور سلسلہ سروری قادری

جہاں رُکا تھا وہیں سے دوبارہ شروع ہو گیا۔

2۔ دوسرا اویسی طریقہ وہ ہے، جس میں تلقین وارشاد کا کام نہیں لیا جاتا صرف دین کا کوئی کام لینا مقصود ہوتا ہے اس کی مثال علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جن کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے اویسی طریقہ سے فیض ملا حالانکہ اوائل عمری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ قادری سلسلہ میں ظاہری بیعت بھی کر چکے تھے لیکن اپنے کلام میں کہیں بھی ظاہری مرشد کا ذکر نہیں کرتے بلکہ مولانا رومؒ کو ہی اپنا مرشد قرار دیتے ہیں۔

3۔ تیسرا اویسی طریقہ وہ ہے جس کے تحت ابتدائے حال میں کسی طالب کی راہِ حق میں تربیت کی جاتی ہے۔ اب اس طالب کو اس کا علم ہو یا نہ ہو یہ ضروری نہیں۔ پھر ظاہری مرشد کی بارگاہ میں مکمل تربیت کے لیے بھیج دیا جاتا ہے۔

امید ہے اس تحریر سے حضرت سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں دور ہو گئی ہوں گی۔ اگر میری تحریر سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہے تو معافی چاہتا ہوں لیکن کسی کی دل آزاری سے زیادہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے کسی بھی حصہ یا گوشہ کے بارے میں غلط فہمیوں کا ازالہ ضروری ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

تعلیم و تلقین

دستِ بیعت کے بعد دہلی سے واپس تشریف لا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رشد و ہدایت کا آغاز فرمایا۔ اس روز سے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ذاتِ الٰہی کے جذبات و انوار اس طرح متجلی ہونا شروع ہوئے کہ سینکڑوں لوگوں کو ایک ہی نگاہ سے ایک ہی قدم میں واصل باللہ کر دیتے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے رسمی پیر یا سجادہ نشین شیخ کے مقابلے میں آزاد فقیر کی تعریف یہ کی ہے "آزاد فقیر مصلحتوں اور آداب و رسوم کی جکڑ بندیوں سے آزاد ہوتا ہے، آزاد فقیر ایک تو کسی جگہ کا پابند ہو کر رہنے پر مجبور نہیں ہوتا دوسرے اس کا فیض ہر حال اور ہر صورت جاری رہتا ہے عام طور پر وہ سیر و سفر میں رہتے ہوئے فقر کی نعمت لوگوں کے گھروں اور دروازوں پر لٹاتا پھرتا ہے"۔

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ بھی لوگوں کو معرفت اور فقر کی تعلیم و تلقین کیلئے ہمیشہ سفر میں رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ساری عمر گھوم پھر کر محبت اور معرفتِ الٰہی کا خزانہ بانٹتے پھرے۔ یہ سب کچھ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نفس را رسوا کنم بہر از خدا ہر ہر درے قدمے زنم بہر از خدا

ترجمہ: میں رضائے الٰہی کی خاطر اپنے نفس کو رسوا کرتا ہوں اور رضائے الٰہی ہی کی خاطر

ہر در سے بھیک مانگتا ہوں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

تلقینِ رشد و ہدایت کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ تر سفر وادی سون سکیسر، ملتان، ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان، سندھ اور بلوچستان کی طرف کیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کسی کتاب، مجموعہ یا ملفوظات میں اس لیے نہیں ملتا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ کی تہذیب و ثقافت اور علوم کے مراکز سے دور رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کسی صاحبِ تصنیف سے بھی نہیں ہوئی۔ دہلی جانے کا ذکر بھی ایک بار ہی ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دیہاتوں کے سیدھے سادھے لوگوں میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کا خزانہ لٹاتے رہے اور پھر انہی دیہاتی لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کام کو آگے بڑھایا۔

سفر میں اکثر ایسا ہوتا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی پر نگاہ فرماتے اور اسے خدا رسیدہ بنا دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کو شہنشاہ شاہ جہان کی طرف سے ایک بہت بڑی جاگیر ملی ہوئی تھی جس میں ایک اینٹوں کا قلعہ اور کئی آباد کنویں بھی تھے۔ گو خاصی وسیع جاگیر تھی اور ہمہ وقت انتظام اور نگرانی کی متقاضی تھی لیکن حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ جب جذبہ نے غلبہ کیا گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ مصنف 'مناقبِ سلطانی' لکھتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بھر کسی دنیاوی تعلق یا شغل سے دستِ مبارک کو آلودہ نہ فرمایا۔ ہاں دو دفعہ بیل لیکر اپنے ہاتھ سے ہل چلایا اور کھیتی باڑی کی لیکن دونوں مرتبہ عشقِ الٰہی کے جذبات کے سبب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیلوں کو جُتے جتائے کنویں پر چھوڑا اور خود تجلیات اور مکاشفاتِ دیدار میں مست ہو کر پہاڑوں اور جنگلوں کی سیر کو نکل گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ تھے اور مرشدِ کامل نور الہدیٰ سالک (طالبِ اللہ) کو تعلیم، توجہ اور تلقین کے ذریعے عین العیان کے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے ذکر، فکر و ردو وظائف کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی شہر شہر قریہ قریہ گھوم پھر کر طالبانِ مولیٰ کو تلاش کرنے اور انہیں واصل باللہ کرنے میں گزری۔ اور خلقِ خدا کو تلقین کی یہ ذمہ داری آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہِ نبوی سے عطا ہوئی تھی۔

سلطان باھُوؒ کا لقب ''سلطان العارفین'' اور مرتبہ ''سلطان الفقر''

حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ''سلطان العارفین'' ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ دنیا اور اولیاء کرام میں اسی لقب سے مشہور و معروف ہیں۔

لقب ''سلطان العارفین'' کے دعویدار

حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ جب دنیا میں لقب سلطان العارفین سے مشہور و معروف ہو گئے تو تمام دنیا، خاص طور پر پاک و ہند جموں کشمیر میں کچھ جعلی پیروں نے اور کچھ اولیاء کے مریدوں اور پیرو کاروں نے اپنے پیروں کے نام کے ساتھ ''سلطان العارفین'' کے لقب کا استعمال شروع کر دیا۔ یہ بات اچھی طرح جان لی جائے کہ ''سلطان العارفین'' کا لقب پوری دنیا میں صرف حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے لیے مخصوص ہے، وہی اس لقب کے صحیح حقدار اور اس سے حقیقتاً اور اصلاً ملقب ہیں، باقی سب ان کی نقالی کرتے ہیں۔

فقر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام و مرتبہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ ''سلطان الفقر'' پر فائز ہیں۔ مرتبہ سلطان الفقر کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ

'رسالہ روحی شریف' میں فرماتے ہیں:

❁ بدان کہ چوں نورِ احدی از حجلہ ءِ تنہائی وحدت بر مظاہرِ کثرت ارادہ فرمود، حُسنِ خود را جلوہ بصفائی گرم بازاری نمود۔ بر شمع ءِ جمال پروانہ ءِ کونین بسوزید و نقابِ میمِ احمدی پوشیدہ صُورتِ احمدی گرفت واز کثرتِ جذبات وارادات' ہفت بار بر خود بجنبید واَزاں ہفت ارواحِ فُقرا باصفا' فنا فی اللہ' بقا باللہ' محوِ خیالِ ذات' ہمہ مغز بے پوست' پیش از آفرینشِ آدم علیہ السّلام ہفتاد ہزار سال غرقِ بحرِ جمال بر شجرِ مرآۃ الیقین پیدا شُدند۔ بجز ذاتِ حق از ازل تا ابد چیزے نہ دیدند و ماسویٰ اللہ گاہے نشنیدند' بحریمِ کبریا' دائم بحر الوصالِ لازوال' گاہے جسدِ نُوری پوشیدہ بہ تقدیس وتنزیہہ می کوشیدند و گاہے قطرہ در بحر وگاہے بحر در قطرہ' و ردائے فیضِ عطا "اِذَاتَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَاللّٰہُ" بر اِیشان۔ پس بحیاتِ ابدی وتاجِ عزِّ سرمدی "اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلٰی رَبِّہٖ وَلَا اِلٰی غَیْرِہٖ" معزز ومکرّم' از آفرینشِ آدم علیہ السلام وقیامِ قیامت ہیچ آگاہی ندارند وقدمِ ایشاں بر سرِ جملہ اولیاء وغوث وقطب۔ اگر آنہا را خُدا خوانی بجاوَ اگر بندۂ خدا دانی روا۔ عَلِمَ مَنْ عَلِمَ' مقامِ ایشانِ حریمِ ذاتِ کبریا واز حق ماسویٰ الحق چیزے ناطلبیدند وبدُنیائے دنی ونعیمِ اُخروی، حور وقصورِ بہشت، بکرشمہ ءِ نظر ندیدند و ازاں یک لمعہ کہ موسیٰ علیہ السلام در سر اسیمگی رفتہ وطُور در ہم شکستہ' در ہر لمحہ وطرفۃ العین ہفتاد ہزار بار لمعاتِ جذباتِ انوارِ ذات بر ایشاں وارد و دم نہ زدند وآہے نہ کشیدند وَ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ می گفتند وایشاں سلطان الفقر وسیّد الکونین اند۔

ترجمہ: جان لے جب نورِ احدی نے وحدت کے گوشۂ تنہائی سے نکل کر کائنات (کثرت) میں ظہور کا ارادہ فرمایا' تو اپنے حسن کی تجلّی سے رونق بخشی' اِس کے حسنِ بے مثال اور شمع جمال پر دونوں جہان پروانہ وار جل اٹھے اور میم احمدی کا نقاب اوڑھ کر صورتِ احمدی ﷺ اختیار کی پھر جذبات اور ارادت کی کثرت سے سات بار جنبش فرمائی جس سے سات ارواحِ فقراء باصفا فنا فی اللہ' بقا باللہ تصورِ ذات میں محو' تمام مغز بے پوست حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال پہلے' اللہ تعالیٰ کے جمال کے سمندر میں غرق آئینہ یقین کے شجر پر رونما ہوئیں۔ انہوں نے

ازل سے ابد تک ذاتِ حق کے سوا کسی چیز کی طرف نہ دیکھا اور نہ غیر حق کو کبھی سنا۔ وہ حریمِ کبریا میں ہمیشہ وصال کا ایسا سمندر بن کر رہیں جسے کوئی زوال نہیں کبھی نوری جسم کے ساتھ تقدیس و تنزیہہ میں کوشاں رہیں اور کبھی قطرہ سمندر میں اور کبھی سمندر قطرہ میں' اور اِذَاتَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَاللّٰہُ[1] کی فیض کی چادران پر ہے۔ پس انہیں ابدی زندگی حاصل ہے اور وہ اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلٰی رَبِّہٖ وَلَا اِلٰی غَیْرِہٖ[2] کے جاودانی عزت کے تاج سے معزز و مکرم ہیں۔ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور قیامِ قیامت کی کچھ خبر نہیں۔ ان کا قدم تمام اولیاء اللہ غوث وقطب کے سر پر ہے۔ اگر انہیں خدا کہا جائے تو بجا ہے اور اگر بندۂ خدا کہا جائے تو بھی روا ہے۔ اس راز کو جس نے جانا اس نے ان کو پہچانا۔ اُن کا مقام حریمِ ذاتِ کبریا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ نہ مانگا حقیر دنیا اور آخرت کی نعمتوں حور وقصور اور بہشت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور جس ایک تجلّی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سراسیمہ ہو گئے اور کوہ طور پھٹ گیا تھا ہر لمحہ ہر پل جذباتِ انوارِ ذات کی ویسی تجلیات ستر ہزار باران پر وارِد ہوتی ہیں لیکن وہ نہ دم مارتے ہیں اور نہ آہیں بھرتے ہیں بلکہ مزید تجلیات کا تقاضا کرتے رہتے ہیں۔ وہ سلطان الفقر اور سیّد الکونین ہیں۔ (رسالہ روحی شریف)

یہ مبارک ارواح سات ہیں اِن کے ناموں کا انکشاف کرتے ہوئے حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

❁ یکے روحِ خاتونِ قیامت (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)، یکے روحِ خواجہ حسن بصری (رضی اللہ عنہٗ)، یکے روحِ شیخِ ما حقیقت الحق، نورِ مطلق، مشہود علی الحق، حضرت سیّد محی الدین عبدالقادر جیلانی محبوبِ سبحانی (رضی اللہ عنہٗ) و یکے روحِ سلطانِ انوار سِرُّ السرمد حضرت پیر عبدالرزاق فرزند حضرت پیر دستگیر (قدس سرّہٗ العزیز) و یکے روحِ چشمہءِ چشمانِ ھاھویت، سرِّ اسرارِ ذاتِ یاھُو فنافی ھُو فقیر باھُو (قدس اللہ سرُّہٗ) و دو روحِ دیگر اولیاء۔ بحرمتِ یمنِ ایشاں قیامِ دارین۔ تا آنکہ آں دو روح

---

[1] جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہے۔ [2] وہ نہ تو اپنے ربّ کے محتاج ہیں نہ ہی اس کے غیر۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

از آشیانہ ءِ وحدت بر مظاہرِ کثرت نخواہد پرید، قیامِ قیامت نخواہد شد۔ سراسر نظرِ ایشاں نورِ وحدت و کیمیائے عزت بہر کس پرتو ءِ عنقائے ایشاں اُفتاد، نورِ مطلق ساختند، احتیاجے بریاضت و ورد اورادِ ظاہری طالبان رانہ پرداختند ۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: ان میں ایک خاتونِ قیامت (فاطمۃ الزہرا) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح مبارک ہے۔ ایک حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی روح مبارک ہے۔ ایک ہمارے شیخ، حقیقتِ حق، نورِ مطلق، مشہود علی الحق حضرت سیّد محی الدین عبدالقادر جیلانی محبوبِ سبحانی قدس سرہٗ العزیز کی روح مبارک ہے ۔ اور ایک سلطان انوار سرّ السرمد حضرت پیر عبدالرزاق فرزندِ حضرت پیر دستگیر (قدس سرہٗ العزیز) کی روح مبارک ہے ایک ھاھویت کی آنکھوں کا چشمہ سِرّ اسرار ذاتِ یاھو فنا فی ھو فقیر باھُوؒ (قدس سِرّہ العزیز) کی روح مبارک ہے ۔ اور دو ارواح دیگر اولیاء کی ہیں ۔ اِن ارواح مقدسہ کی برکت و حرمت سے ہی دونوں جہان قائم ہیں ۔ جب تک یہ دونوں ارواح وحدت کے آشیانہ سے نکل کر عالمِ کثرت میں نہیں آئیں گی قیامت قائم نہیں ہو گی ان کی نظر سراسر نورِ وحدت اور کیمیائے عزت ہے جس طالب پر ان کی نگاہ پڑ جاتی ہے وہ مشاہدہ ذاتِ حق تعالیٰ ایسے کرنے لگتا ہے گویا اس کا سارا وجود مطلق نور بن گیا ہو۔ انہیں طالبوں کو ظاہری ورد وظائف اور چلہ کشی کی مشقت میں ڈالنے کی حاجت نہیں ہے۔

حقیقتِ سلطان الفقر

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سلطان الفقر کی حقیقت کے بارے میں فرماتے ہیں:

❁ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات حق تعالیٰ کے حضور میں سلطان الفقر سے ملاقات کی اور اس سے بغلگیر ہو کر سر سے پاؤں تک روبرو ہو کر فقر سے لپٹ گئے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود فقر میں بدل گیا۔ (جامع الاسرار)

❁ جب سرورِ کائنات ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو پہلے براق پر سوار ہوئے اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دونوں جہان اور اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق کو ہر طرح سے آراستہ و پیراستہ کر کے دکھایا لیکن آنحضرت ﷺ نے آنکھ اٹھا کر بھی ان کی طرف نہ دیکھا'' ارشادِ باری تعالیٰ ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ترجمہ: آپ ﷺ کی آنکھ (دیدارِ الٰہی سے) نہ پھری اور نہ ہی (مقررہ) حد سے بڑھی۔ یہ حالت ہر اعلیٰ اور ادنیٰ مقامات پر رہی اسی لیے حق تعالیٰ کے حضور قابَ قوسین کے مقام پر پہنچے اور دو کے مابین پیاز کے چھلکے کا سا پردہ رہ گیا۔ جب حبیب عین بعین ہوئے تو آواز آئی ''اے میرے حبیب (ﷺ) جب میں نے دونوں جہان تجھ پر قربان کر دیئے اور دونوں جہان اور اٹھارہ ہزار عالم کا نظارہ آپ کو کرا دیا تو ان میں کیا چیز آپ کو پسند آئی جو آپ کو عطا کی جائے۔'' آنحضرت ﷺ نے عرض کی! ''اللہ تعالیٰ مجھے فقر عطا کیا جائے کیونکہ فقر کے برابر کسی کو قربِ الٰہی اور فنا فی اللہ حاصل نہیں ہے اور ایسا قرب کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہوتا۔'' یہی فقر ''سلطان الفقر'' ہے جو شخص ظاہر و باطن میں اس فقر کو دیکھتا ہے وہ صاحبِ اختیار ہو جاتا ہے اور مرتبہ محمدی ﷺ اس پر غالب آ جاتا ہے۔ (جامع الاسرار)

❁ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (ﷺ)! میں نے سلطان الفقر کا مرتبہ آپ کو عطا کیا ہے اور آپ کے فقرا کو بھی اور آپ کے اہلِ بیتؓ کو بھی اور آپ کے متقی اور صالح امتیوں کو بھی۔ آنحضرت ﷺ نے عرض کیا کہ ہزار ہزار شکر ہے۔ (جامع الاسرار)

سلطان الفقر کی عظمت

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سلطان الفقر کی عظمت اور شان بیان کرتے ہوئے اپنی فارسی تصانیف میں فرماتے ہیں:

❁ سلطان الفقر کا نور آفتاب سے زیادہ روشن اور اس کی خوشبو کستوری و گلاب و عنبر و عطر کی خوشبو سے زیادہ فرحت بخش ہے۔ جو شخص دورانِ خواب سلطان الفقر کی زیارت کر لیتا ہے وہ ہر چیز سے

بے نیاز ہو جاتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس خوش نصیب کو باطن میں دستِ بیعت کر کے تلقین فرماتے ہیں۔ میرا یہ قول میرے حال کے عین مطابق ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ ہزاروں میں سے کوئی ایک طالب ہوتا ہے جو سلطان الفقر کی لازوال معرفت حاصل کرتا ہے اور جسے عین جمال کا وصال حاصل ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے صرف فقر کا لباس پہنا ہوا ہے۔ ہزار میں سے کوئی ایک ہوگا جو فقر کا انتہائی مقام حاصل کرتا ہوگا۔ فقر ایک نور ہے جس کا نام ''سلطان الفقر'' ہے۔ جسے یہ حاصل ہے اسے اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہوتا ہے۔ (امیر الکونین)

❁ حضرت خضر علیہ السلام کی مجلس اُسے نصیب ہوتی ہے جس کی باطنی خضر سے ملاقات ہو جائے باطنی خضر ''سلطان الفقر'' کو کہتے ہیں۔ جس کی ملاقات باطنی خضر سے ہو جائے اُسے علمِ ظاہری بھول جاتا ہے کیونکہ اس کے باطن کو علمِ باطن، نورِ معرفت اور توحیدِ الٰہی کی تجلیات اس قدر معمور کر دیتی ہیں کہ وہ ہر وقت قرب و وصال کی حضوری میں غرق رہتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ فقر کے مراتب سے وہی شخص واقف ہوتا ہے جو فقر تک پہنچا ہو اور جس نے فقر کی لذت چکھی ہو اور فقر اختیار کیا ہو اور ''سلطان الفقر'' کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو۔ (اسرارِ قادری)

❁ پس اس دیو سلیمانی و بادشاہ شیطانی ''نفس'' کو زندانِ فنا فی اللہ میں قید کرنا اس کے گلے میں تفسیر، قرآن و حدیث و معرفتِ الٰہی اور روشن ضمیری کی زنجیر ڈال کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قید کرنا ''سلطان الفقر'' کا کام ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جو شخص چاہتا ہے کہ مجھے دریائے وحدتِ الٰہی تک رسائی اور مجلسِ محمدی ﷺ کی دائمی حضوری حاصل رہے اور سلطان الفقر (سلطان الفقر نورِ حق کی ایک فنا فی اللہ صورت ہے جسے اللہ تعالیٰ کا دائمی قرب و وصال اور مجلسِ محمدی ﷺ کی دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے) کے ساتھ مجلس و ملاقات نصیب رہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ کم و بیش تیس کروڑ تیس لاکھ بال آدمی کے جسم میں موجود ہیں اور ہر بال میں شیطان کا ایک گھر، ہوائے نفس کا قلعہ اور حواسِ نفس کی جڑ ہوتی ہے جو شخص

اپنے دل سے دنیا کی محبت کو نہیں نکال دیتا وہ نہ تو قرب پا سکتا ہے اور نہ حضوری۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ دو اور مقامات پر طالبِ صادق کے متعلق فرماتے ہیں ''جو طالب راہِ فقر پر چلتے ہوئے مقاماتِ ترک و توکل، تسلیم و رضا، تجرید و تفرید، فنا و بقا اور توحید کا مشاہدہ کرتا ہے تو اسے خواب میں انبیاء و اولیاء اور سلطان الفقر کی مجلس کی حضوری اور ملاقات نصیب ہوتی ہے''۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ فنا فی اللہ فقر کا انتہائی مقام ہے جو نہ تو عقل اور چالاکی سے ہاتھ آتا ہے اور نہ ذکر، فکر اور مراقبہ سے مگر مرشدِ کامل چاہے تو طالب کو کبھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں، کبھی مقامِ فنا فی اللہ کی حضوری میں اور کبھی ''سلطان الفقر'' فنا فی اللہ کی صحبت میں لے جاتا ہے۔ جس شخص کے لیے یہ تینوں مراتب ایک ہو جائیں وہ فقر کی تمامیت کو پہنچ جاتا ہے۔ (عقلِ بیدار)

❁ جب طالب مراتبِ رضا و قضا سے آگے بڑھ کر وحدتِ کبریا و لقائے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو قُربِ اللہ حضور سے ایک صورتِ نور ظاہر ہوتی ہے جو حورانِ بہشت سے زیادہ حسین، انوارِ الٰہی سے منور اور مشاہدۂ انوارِ دیدار اور معرفت و محبت میں سوختہ ہوتی ہے اس کا نام ''سلطان الفقر'' ہے یہ صورت عاشقِ ہوشیار سے بغل گیر ہو کر ملتی ہے جس سے طالبِ اللہ سر سے قدم تک لایحتاج ہو جاتا ہے اور اس کے وجود میں دنیا و عقبیٰ کا کوئی غم باقی نہیں رہتا۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ آدمی اس وقت تک مراتبِ فقر تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ باطن میں سرِّ الٰہی کی صورتِ خاص ''سلطان الفقر'' اُسے اپنے ساتھ بغل گیر کر کے زیارت اور تعلیم و تلقین سے مشرف نہیں کر لیتی۔ چاہے کوئی ریاضت کے پتھر سے سر ہی کیوں نہ پھوڑتا پھرے۔ جب تک ''سلطان الفقر'' کی طرف سے اشارہ نہیں ہو گا وہ فقر کی خوشبو تک بھی نہیں پہنچ سکے گا کہ ''سلطان الفقر'' کی وہ باطنی صورت ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہتی ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ سلطان الفقر کی مجلس توحیدِ باری تعالیٰ کا ایک دریا ہے جو کوئی اس دریا کے کنارے پر پہنچ جاتا ہے وہ باوصال ہو جاتا ہے۔ (محکم الفقراء)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

❁ (معراج کی رات جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچے تو وہاں صورتِ فقر کا مشاہدہ کیا اور مراتبِ ''سلطان الفقر'' کی لذت سے لطف اندوز ہوئے فقر نورِ الٰہی سے باطن کو معمور فرمایا اور قابَ قوسین کے مقام پر اللہ تعالیٰ کے قرب و وصال سے مشرف ہو کر ذاتِ حق تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ فقیرِ محمدی استقامت و مضبوطی سے فقر فنا فی اللہ میں قدم رکھتا ہے کہ اس کے سر پر فقر کا نام ہے اور فقر کے سر پر اللہ کا نام ہے یعنی فقراء اسمِ اَللّٰہُ سے فقیر بنتے ہیں اور اسمِ اَللّٰہُ ہی سے شہباز بنتے ہیں۔ راہِ فقر میں اگر کوئی ثابت قدم رہتا ہے تو وہ صاحبِ رازِ حقیقی بن جاتا ہے اگر کوئی فقر اور اسمِ اَللّٰہُ سے برگشتہ ہو جاتا ہے اور ہمت و استقامت کو چھوڑ کر دنیا و اہلِ دنیا کی طرف مراجعت کرتا ہے (لوٹ جاتا ہے) تو وہ مرتبہ شہبازی فقر و راز سے منہ موڑتا ہے وہ گویا چیل ہے جس کی نظر مردار پر اٹکی ہوئی ہے اس لیے وہ دونوں جہان میں ذلیل و خوار ہے اس کا دِل دنیا سے سیر نہیں ہوتا۔ اُس کی آنکھوں میں دنیا کی بھوک بھری رہتی ہے وہ فقرِ حقیقی اور ''سلطان الفقر تحقیقی'' (سلطان الفقر کی حقیقت) تک نہیں پہنچ سکتا وہ طالبِ دنیا بلکہ زندیق ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جاننا چاہیے کہ سلطان الفقر کی ابتدا غیر مخلوق نورِ ایمان ہے اور اس کی انتہا غیر مخلوق نورِ ذاتِ رحمٰن ہے۔ (قربِ دیدار)

❁ جو آدمی باطن میں سلطان الفقر کے چہرے کی زیارت کر لیتا ہے وہ لا یحتاج ہو کر صاحبِ لفظ ہو جاتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جاننا چاہیے کہ معرفتِ فقر کے مختلف مراتب کے لیے انبیاء، صحابہ اور اولیاء اللہ میں سے ہر ایک نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی لیکن ماسوئ حضرت احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوئی بھی فقر کی تمامیت کو نہیں پہنچا اور کسی نے سلطان الفقر کی انتہا پر قدم نہیں رکھا مگر حکمِ الٰہی اور بہ اجازت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت شاہ محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فقر کے ابتدائی

اورانتہائی مراتب اور سلطان الفقر کو عمل، قبض اور اپنے تصرف میں لائے۔ (توفیق الہدایت)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

اس سلسلہ میں سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ رسالہ روحی شریف میں دنیا کے تمام اولیاء کرام میں سے صرف سات اولیائے کرام کو سلطان الفقر اور سیّد الکونین کے جلیل القدر لقب سے یاد کیا گیا ہے اور ان میں صحابہ کرامؓ، آئمہ و مجتہدین اور دیگر اولیائے مقربین میں سے کسی کو بھی شامل نہیں کیا گیا۔

پہلے اس مسئلہ کو منطق اور دلائل سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ ظاہر میں مختلف فنون اور کمالات ہیں، ایک ہنر اور کمال دوسرے ہنر اور کمال سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتا مثلاً کوئی معاشیات اور اکاؤنٹنگ میں ماہر ہے تو کوئی فزکس، کیمسٹری، بیالوجی اور باٹنی میں یدِ طولیٰ رکھتا ہے۔ کسی کو کرکٹ اور کسی کو ہاکی میں کمال حاصل ہے تو کوئی صحافت، خوش نویسی اور دوسرے شعبوں میں ماہر ہے۔ یعنی ہر فن میں خاص صاحبِ کمال انسان ہوتے ہیں اور ہر انسان کے لئے ایک خاص فن ہوتا ہے۔ سو مختلف فنون میں ماہر لوگوں کی آپس میں نہ تو کوئی نسبت قائم کی جاسکتی ہے اور نہ ہی مقابلہ۔ مثلاً یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں ڈاکٹر اور کھلاڑی میں سے کون بہتر ہے۔

اسی طرح باطنی دنیا کے مراتب، کمالات اور فنون کے مختلف شعبے اور قسمیں ہیں یعنی بعض اولیاء صدق میں، بعض عدل و محاسبہ نفس میں، بعض حیا میں، بعض زُہد میں، بعض ترک میں، بعض ریاضت میں، بعض صبر میں، بعض شکر میں، بعض جُود و سخا میں مشہورِ زمانہ ہوئے ہیں۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام زاہد البشر اور حضرت داؤد علیہ السلام عبد البشر اور حضرت ایوب علیہ السلام اصبر البشر ہوئے یعنی ہر نبی کسی خاص باطنی صفت اور مرتبہ میں صاحبِ کمال ہوا ہے۔

اسی طرح "فقر" ایک خاص باطنی مرتبہ اور کمال ہے اس کے مقابلہ میں باطن میں نہ کوئی کمال ہے اور نہ مرتبہ اور یہ خزانہ تمام انبیائے کرام میں سے بدرجہ اُتم ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا جس میں نہ کوئی نبی اور نہ کوئی رسول آپ ﷺ کے ہمسر اور برابر ہو سکتا ہے اور اسی پر آپ ﷺ نے فخر فرمایا ہے اور فقر کی بدولت آپ ﷺ تمام انبیاء اور مرسلین کے درمیان سربلند اور ممتاز ہیں۔ مقامِ غور بات یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام ظاہری اور باطنی کمالات کے جامع ہیں لیکن آپ ﷺ نے کسی کمال پر فخر نہیں فرمایا یعنی نہ شجاعت پر، نہ سخاوت پر، نہ تقویٰ وصبر پر، نہ ترک وتوکل پر اور نہ فصاحت و بلاغت پر لیکن آپ ﷺ نے ''فقر'' پر فخر کا اظہار فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فقر ہی آپ ﷺ کا اصل ترکہ اور ورثہ ہے۔ غرض باطن میں صدق ووفا، عدل ومحاسبہ نفس، حیا، صحابیت، امامت، شہادت، فقہ، اجتہاد، ولایت، غوثیت، قطبیت، صدیقیت، تقویٰ، زہد، صبر، شکر، تسلیم، رضا، خوف، رجا، جُود وکرم، عِلم، شجاعت اور شفقت وغیرہ کے بے شمار الگ الگ منصب اور مراتب ہیں لیکن فقر ان سب سے اعلیٰ اور افضل مرتبہ ہے۔

اب آتے ہیں اعتراضات کی طرف۔ اس عاجز کو اپنی زندگی میں کچھ بے بصیرت لوگوں سے ''مرتبہ سلطان الفقر'' پر جن اعتراضات کا سامنا کرنا پڑا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1) اِن سات ہستیوں میں بابِ فقر، امام الفقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جو سلاسل قادری، چشتی اور سہروردی کے امام ہیں اور یہ سلاسل اِن ہی کے وسیلہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتے ہیں، کا نام شامل نہیں ہے۔ کیا اُن کو وراثتِ فقر منتقل نہیں ہوئی؟

(2) کیا حضورِ اکرم ﷺ کے یارِ غار، امامِ صدیقین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جن سے سلسلہ نقشبندیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتا ہے، کو فقر منتقل نہیں ہوا؟

(3) کیا دیگر دو خلفاء راشدین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو فقر منتقل نہیں ہوا؟

(4) کیا امامینِ پاک حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ورثہ فقر نہیں ملا؟

(5) کیا صحابہ کرامؓ جو تمام امت کا سب سے اعلیٰ ترین طبقہ ہے، کو فقر نہیں ملا؟

www.sultan-ul-faqr-publications.com

(6) کیا تمام مجتہدین اور امت میں دوسرے اولیاء کرام کو فقر نہیں ملا؟

ان تمام اعتراضات کا جواب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ خود اپنی تصانیف میں فرما چکے ہیں۔ ہم انہی کے اقوال کے ذریعے ان اعتراضات کا جواب دیتے ہیں۔

فقر اور شیخین رضی اللہ عنہم

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''پیر چار ہیں''۔

صدق صدیقؓ و عدل عمرؓ پُر حیا عثمانؓ بود گوئے فقرش از محمد شاہِ مرداں می ربود

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے صدق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عدل، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فقر پایا۔ (عین الفقر، محک الفقر کلاں)

❁ چار پیروں کو شناخت کر لو کہ اوّل صدیقوں کے پیر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ، دوم عادلوں کے پیر حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہٗ، تیسرے اہلِ حیا کے پیر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ اور فقراء کے پیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ (جامع الاسرار)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثت اور متاع یعنی فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو منتقل ہوئی۔ آپ بابِ فقر اور ورثہ فقر کو منتقل کرنے والے ہیں اس لیے یہ اعتراض قابلِ توجہ نہیں ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو صدق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو عدل اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو حیا کے مراتب نصیب ہوئے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں طالبِ مولیٰ کو صدق میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی طرح، عدل میں (محاسبہ نفس میں) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی طرح اور شرم و حیا میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور فقر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرح ہونا چاہیے یہ چاروں مراتب یکساں نہ ہوں تو فقر کا کامل مرتبہ حاصل نہیں

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ہوتا۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ''چار پیر'' فرمایا ہے کیونکہ چاروں کی ''توجہ'' سے باطن میں فقر کی تکمیل ہوتی ہے لیکن ''بابِ فقر'' حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی ہیں۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت کے واقعہ سے اس بات کی تصدیق ہو جائے گی کہ اِن ''چار پیر'' کی ''توجہ'' سے کیا مراد ہے۔

''ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ (سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ) شورکوٹ کے گردو نواح میں کھڑے تھے کہ اچانک ایک صاحبِ نور، صاحبِ حشمت اور بارعب گھڑ سوار نمودار ہوا جس نے آپؒ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو پیچھے بٹھالیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ڈرے، کانپے اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ پہلے ''توجہ'' کی اور بعدازاں فرمایا کہ میں علی ابن ابی طالبؓ ہوں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ فرمایا حسبِ الارشاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضورِ پُرنور میں لیے جاتا ہوں۔ اسی وقت لے جا کر مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں حاضر کر دیا اس وقت حضرت صدیق اکبر، حضرت امیر عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی مجلسِ اہلِ بیتؓ میں حاضر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی پہلے پہل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے مجلسِ منوّر سے اٹھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور ''توجہ'' فرما کر مجلس سے رخصت ہوئے۔ بعدازاں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، حضرت عثمان ذوالنّورین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ باری باری اٹھے اور ''توجہ'' اور ملاقات کے بعد مجلس شریف سے رخصت ہو گئے تو مجلس شریف میں صرف اہلِ بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام رہ گئے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چہرہ مبارک سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمائیں گے لیکن بظاہر خاموش تھے، چونکہ امیر المومنین اسد اللہ الغالب حضرت علی مرتضیٰ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ میرے پہلے وسیلہ اور اکمل ہادی تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نے اپنے دونوں دستِ مبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا ''میرے ہاتھ پکڑو'' اور مجھے دونوں ہاتھوں سے بیعت اور تلقین فرمایا۔ مجھے جب آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ کلمہ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب نہ رہا۔ چنانچہ اوّل و آخر یکساں ہوگیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تلقین سے مشرف ہوا تو خاتونِ جنت سیّدۃ النساء فاطمۃ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے فرمایا ''تو میرا فرزند ہے'' میں نے امامین پاک حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک چومے اور اپنے گلے میں غلامی کا حلقہ پہنا۔'' (مناقبِ سلطانی)

اس عاجز کے خیال میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے یہ اعتراض کہ جناب شیخین کا ذکر مرتبہ سلطان الفقر میں نہیں ہے' دور ہو جانا چاہیے اور چاروں پیروں کی ''توجہ'' کی بات بھی سمجھ میں آجانی چاہیے کہ ان ''چار پیروں'' کی ''توجہ'' کے بغیر فقر کامل نہیں ہوتا۔

فقر اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ سے وصل اور وصال کے دو طریقے اور راستے ہیں۔ ایک نبوت کا طریقہ اور راستہ ہے اس طریق سے اصلی طور پر واصل اور موصل محض انبیاء علیہم السلام ہیں اور یہ سلسلہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی پر ختم ہوا۔ دوسرا طریقہ ولایت کا ہے اس طریق والے واسطے (وسیلہ) کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے واصل اور موصل ہوتے ہیں۔ یہ گروہ اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء وغیرہ اور عام اولیاء پر مشتمل ہے اور اس طریقے کا راستہ اور وسیلہ حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کی ذاتِ گرامی ہے اور یہ منصبِ عالی آپ رضی اللہ عنہٗ کی ذاتِ گرامی سے متعلق ہے۔ اس مقام میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قدم مبارک حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے سر پر ہے اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اس مقام پر سیّدنا حضرت علی کرم

اللہ وجہہ کے ساتھ شامل اور مشترک ہیں [1]

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت کو یوں بیان فرماتے ہیں:

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فقر پایا۔ (عین الفقر۔ محک الفقر کلاں)
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا۔ (جامع الاسرار)
- فقراء کے پیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ (جامع الاسرار)

حدیث پاک اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا کا اہلِ علم اس طرح ترجمہ کرتے ہیں ''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ'' لیکن سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کو اس مفہوم میں بیان فرماتے ہیں کہ میں فقر کا شہر (مرکز) ہوں اور علی اس کا دروازہ (باب)۔ اس لیے فقراء حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ''بابِ فقر'' کے لقب سے بھی یاد کرتے ہیں۔

سیّدہ کائنات حضرت فاطمتہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بارے میں تو پہلے ہی بیان ہو چکا ہے کہ وہ سلطان الفقر ہیں۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ جامع الاسرار میں فرماتے ہیں:

- حضرت فاطمتہ الزہرا رضی اللہ عنہا فقر کی پلی ہوئی تھیں اور انہیں فقر حاصل تھا جو شخص فقر تک پہنچتا ہے ان ہی کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے بارے میں سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ (فقر) میں کمال امامین پاک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ کو نصیب ہوا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خاتونِ جنت حضرت فاطمتہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

مندرجہ بالا عبارت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ فقر کے کمال فنا فی اللہ بقا باللہ کے مقام اور

---

[1] مکتوباتِ امام ربانی، مکتوب 123 بنام نور محمد تہاری

www.sultan-ul-faqr-publications.com

مرتبہ پر یہ چاروں ہستیاں یکتا اور متحد ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے جب تک ان چاروں ہستیوں کے مقام اور مرتبہ کے بارے میں طالبِ مولیٰ بھی یکتا نہیں ہو جاتا فقر کی خوشبو تک کو نہیں پا سکتا۔

فقر اور صحابہ رضی اللہ عنہم

❁ کیا تمام اصحاب کبار رضی اللہ عنہم کو فقر کی نعمت ملی؟ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یاد رہے ''اصحابِ پاک رضی اللہ عنہم کے بعد'' (لفظ ''اصحابِ پاک کے بعد'' پر غور فرمائیں اس کا مطلب ہے اصحابِ پاک رضی اللہ عنہم کو فقر کی نعمت ملی) فقر کی نعمت و دولت دو حضرات نے پائی ایک غوث الاعظم محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ جو ایک تارکِ دنیا صوفی تھے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ستر سال تک نہ کوئی نماز قضا کی نہ روزہ۔ اور ایسا ہی کمال (الفقر فخری میں) صالحہ و ساجدہ ولیہ حضرت بی بی رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کو نصیب ہوا'' (محک الفقر کلاں)

مندرجہ بالا عبارت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اصحابِ پاک رضی اللہ عنہم نے مراتب بہ مراتب فقر کی نعمت پائی اور اس کے بعد غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کو یہ نعمت نصیب ہوئی۔ اور یہ اعتراض کہ اصحاب پاک اور اس کے بعد کسی ولی یا مجتہد کو فقر ملا یا نہیں' سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی اس تحریر سے دور ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی ایک اور تحریر حاضر ہے۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا جو عقیدہ ہے اُسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کلید التوحید کلاں میں بیان فرمایا ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جان لے مندرجہ ذیل مراتب تک کوئی نہیں پہنچ سکتا اگر کوئی اِن مراتب تک پہنچنے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ کاذب و ساحر و صاحبِ استدراج مرشد ہے وہ خاص الخاص چھ مراتب یہ ہیں:

(1) یہ کہ آیاتِ قرآنِ مجید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا کسی اور پر نازل نہیں

ہوئیں۔

(2) یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں اُن کے بعد کسی اور پر وحی نازل نہیں ہوسکتی۔

(3) یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا اور کوئی شخص معرفتِ الٰہیہ کے انتہائی مراتب تک نہیں پہنچ سکتا۔

(4) یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی اور شخص مراتبِ قابَ قوسین پر پہنچ کر چشمِ ظاہر سے معراج نہیں کرسکتا۔

(5) یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحابِ پاک کے سوا کوئی اور شخص اصحابِ صفہ، اصحابِ بدر، اصحابِ کبار اور جملہ صحابہ کرام کے مراتب تک نہیں پہنچ سکتا۔

(6) یہ کہ علمِ روایت کے چار اجتہادی مذاہب کے مجتہد امامین (حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ) کے مرتبہ اجتہاد پر سوائے اُن چاروں اماموں کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا اور یہ کہ چاروں اجتہادی مذاہب برحق ہیں۔

مندرجہ بالا چھ مراتب جو سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمائے ہیں ان پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک ایک مرتبہ صاف اور واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور خاص کر اصحاب پاک کے مرتبہ کی جو وضاحت آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی ہے اس کے بعد تو کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

معترضین کے مرتبہ سلطان الفقر پر چھ اعتراضات جو اس عاجز نے درج فرمائے تھے اُن اعتراضات کو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف سے ہی دور کر دیا گیا ہے۔

بناتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حضرت فاطمتہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی فضیلت فقر کی وجہ سے ہے آپ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اصل وراثت فقرِ محمدی ﷺ حاصل کی اسی وراثت کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کی اولاد آلِ نبی ہوئی اس لیے آپ رضی اللہ عنہا

پہلی سلطان الفقر ہوئیں تا کہ دنیا کو آپؓ کی فضیلت معلوم ہو سکے ورنہ آپؓ نے تلقین و ارشاد کا فریضہ تو سرانجام ہی نہیں دیا۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تو ہیں ہی بابِ فقر۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ورثہ فقر امت کو آپ کرم اللہ وجہہ کے وسیلہ سے منتقل ہوا۔ دوسرے سلطان الفقر حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ جن کو ورثہ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منتقل ہوا، اس حقانیت کو ثابت کرتا ہے کہ ورثہ فقر موروثی نہیں ہے ورنہ امامین پاک حسنین کریمین رضی اللہ عنہم فقر کے کمال پر ہیں اور سلطان الفقر دوم حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ اور سلطان الفقر پنجم سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ امامین پاک کی غلامی پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

المختصر فقر کی یہ نعمتِ عظمیٰ معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں یہ مرتبہ عالی جناب خاتونِ جنت سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو عطا ہوا' اور بابِ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خرقہ فقر پہنایا گیا اور آپ کرم اللہ وجہہ سے ہی فقر امت کو منتقل ہوا۔ پھر حسنین کریمین علیہ السلام اور صحابہ کرامؓ نے فقر پایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے چھ اور ایسی ہستیوں کا انتخاب کیا گیا جن کو بعض پر فضیلت عطا کی گئی اور ان کو فقر میں ایک خاص مرتبہ ''سلطان الفقر'' کا تاج پہنایا گیا۔ ان کی نشانی یہ بیان فرمائی گئی:

''ان کی نظر سراسر نورِ وحدت اور کیمیائے عزت ہے جس طالب پر ان کی نگاہ پڑ جاتی ہے وہ مشاہدۂ ذاتِ حق تعالیٰ ایسے کرنے لگتا ہے گویا اس کا سارا وجود مطلق نور بن گیا ہو۔ انہیں طالبوں کو ظاہری ورد و وظائف اور چلہ کشی کی مشقت میں ڈالنے کی حاجت نہیں ہے۔ (رسالہ روحی شریف)

یعنی یہ طالبانِ مولیٰ کو ورد وظائف' چلہ کشی اور مشقت میں نہیں ڈالتے بلکہ ان کی نظر ہی نور ہے جن پر پڑ جاتی ہے وہ بھی نور بن جاتا ہے۔ اس عاجز کو یہ طویل بحث اس لیے کرنا پڑی کہ عاجز کو ان سوالات سے اکثر واسطہ پڑتا رہا ہے اور لوگوں کے ذہن میں یہ سوالات جنم لیتے رہتے ہیں اور خاص کر وہ جن کا تعلق طبقہ ظاہر سے ہے۔ امید ہے اس بحث سے بہت سے شکوک و شبہات رفع ہو گئے ہوں گے۔ لیکن ایک بات ذہن میں رہے کہ ''فقر کے مختارِ کل'' حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام ہیں۔ اور فقر ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اصل وراثت ہے اور اہلِ بیتؑ اس وراثت کے وارث اور اس کو منتقل کرنے والے ہیں۔

رسالہ روحی شریف میں حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے جن سات سلطان الفقر اور سیّد الکونین کا ذکر فرمایا ہے اِن میں سے پانچ اَرواح کے ناموں کا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکشاف فرما دیا تھا جو دنیا میں جلوہ گر ہو کر اپنے اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے رحمت اور فیض کا موجب بنے۔ ان پانچ ارواح کے حالاتِ زندگی اور مناقب پر بہت سی کتب اور رسائل تصنیف ہو چکے ہیں اور وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔ لیکن مستقبل میں آنے والی دو ارواح کے ناموں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پردۂ اخفا میں رکھا تھا۔ ان میں سے ایک روح اور ہستی دنیا میں ظاہر ہو چکی ہے جس کی غلامی اور زیارت کا شرف اس زمانہ کے لوگوں کو حاصل ہوا۔ ان کا نام سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ ہے اُن کی سوانحِ حیات اور تعلیمات کے لیے ''مجتبیٰ آخر زمانی'' کے باب ششم کا مطالعہ فرمائیں۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

مصطفیٰ ثانی مجتبیٰ آخر زمانی

جس طرح غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے دورانِ وعظ' بحکمِ خداوندی یہ اعلان فرمایا: قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه (میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) اسی طرح سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا ہے:-

تا آنکہ از لطفِ ازلی سرفرازیٔ عینِ عنایت حق الحق حاصل شدہ واز حضور فائض النورِ اکرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حکمِ ارشادِ خلق شدہ' چہ مسلم' چہ کافر' چہ بانصیب' چہ بے نصیب' چہ زندہ و چہ مردہ۔ بزبانِ گوہر فشاں مصطفیٰ ثانی و مجتبیٰ آخر زمانی فرمودہ۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: جب سے لطفِ ازلی کے باعث حقیقتِ حق کی عین نوازش سے سربلندی حاصل ہوئی ہے اور حضور فائض النور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تمام خلقت' کیا مسلم' کیا کافر' کیا بانصیب' کیا بے نصیب' کیا زندہ اور کیا مردہ سب کو ہدایت کا حکم ملا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی زبانِ گوہر فشاں سے مجھے مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی فرمایا ہے۔

مصطفیٰ اور مجتبیٰ: دونوں کے لغوی معانی چنا ہوا' انتخاب کیا ہوا' پسندیدہ اور برگزیدہ کے ہیں' لیکن یہ دونوں القاب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کیلئے خاص ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی فرمایا ہے اس سے مراد ہے کہ آخری زمانہ میں

www.sultan-ul-faqr-publications.com

جب گمراہی عام ہوگی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات روشنی کا مینار ہوں گی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو لے کر کھڑا ہونے والا کوئی فرد لوگوں کی ہدایت کا موجب بنے گا اور اس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی راہنمائی حاصل ہوگی کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تو وصال ہوئے تین سو بتیس سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اِرشاد بھی سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا آیا ہے ''جب گمراہی عام ہو جائے گی، باطل حق کو ڈھانپ لے گا، فرقوں اور گروہوں کی بھرمار ہوگی ہر فرقہ خود کو حق پر اور دوسروں کو گمراہ سمجھے گا اور گمراہ فرقوں اور گروہوں کے خلاف بات کرتے ہوئے لوگ گھبرائیں گے اور علمِ باطن کا دعویٰ کرنے والے اپنے چہروں پر ولایت کا نقاب چڑھا کر درباروں اور گدیوں پر بیٹھ کر لوگوں کو لوٹ کر اپنے خزانے اور جیبیں بھر رہے ہوں گے تو اس وقت میرے مزار سے نور کے فوارے پھوٹ پڑیں گے۔''

اس قول سے مراد بھی یہی ہے کہ گمراہی کے دور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی غلام آپ کی روحانی راہنمائی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی تعلیماتِ حق کو لے کر کھڑا ہوگا، گمراہی کو ختم کرے گا، دینِ حق کا بول بالا کرے گا اور دینِ حنیف پھر سے زندہ ہو جائے گا۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پنجابی ابیات کے ذیل کے مصرعوں میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے:

چڑھ چناں تے کر رُشنائی، ذکر کریندے تارے ھُو
گلیاں دے وِچ پھرن نمانے، لعلاندے ونجارے ھُو

مفہوم: اے میرے فقر کے چاند! تو جلد طلوع ہو اور اپنی نگاہِ کامل سے اس دنیا کو جو ظلمت و تاریکی میں ڈوب چکی ہے، نورِ الٰہی سے منوّر کر دے۔ طالبانِ مولیٰ حق تعالیٰ کی طلب میں اِس گمراہ دور میں بھٹک رہے ہیں اور تیرے جیسے ہادی کا انتظار کر رہے ہیں۔ تیرے منتظر یہ طالبانِ مولیٰ جو معرفتِ الٰہی کے غواصّ اور جوہر شناس ہیں، در بدر تیری تلاش اور جستجو میں پھر رہے ہیں (یعنی حق کی تلاش میں کسی راہنما کی پیروی کرتے ہیں تو کچھ عرصہ بعد ہی وہ دھوکہ باز اور جعل ساز نکل آتا ہے یعنی

ہے تو لومڑی لیکن شیر کی کھال پہن کر نقلی شیر بنا ہوا ہے اس لیے ہر شخص تیرے جیسے ہادی یا راہنما کا انتظار کر رہا ہے جو اُمت کی کشتی کو پار لگا دے)

چڑھ چناں تے کر رُشنائی، تارے ذکر کریندے تیرا ھُو
تیرے جیہے چن کئی سے چڑھدے، سانوں سجناں باجھ ہنیرا ھُو
جتھے چن اساڈا چڑھدا، اوتھے قدر نہیں کجھ تیرا ھُو

اے فقر کے چاند (انسانِ کامل، فقیر کامل)! تو جلد طلوع (ظاہر) ہو کر اس ظلمت کدہ کو اللہ کے نور سے منوّر کر دے۔ طالبانِ مولیٰ اور مومنین تیرا ہی انتظار کر رہے ہیں۔ سینکڑوں مصنوعی چاند تیرا روپ دھار کر طلوع ہو چکے ہیں اور اُمت کو دھوکہ دے چکے ہیں لیکن تیرے بغیر اے محبوب! دنیا ظلمت کدہ ہے۔ جہاں ہمارا چاند (محبوب) طلوع ہوگا وہاں دوسرے (مصنوعی) چاندوں کی روشنی جو اصل میں ظلمت ہے، ختم ہو جائے گی اور یہ جو دھوکہ باز راہنما بن کر اُمت کو دھوکہ دے رہے ہیں، بھاگ جائیں گے۔

دوسری شرح اِن القاب کی یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک سے لاکھوں لوگ فیض حاصل کر چکے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار سے ہر لمحہ فیضِ فقر جاری ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

تصانیف

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری علم حاصل نہیں کیا اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد 140 ہے۔ ابیاتِ باھو رحمۃ اللہ علیہ جو کہ پنجابی میں ہے، کے علاوہ تمام تصانیف فارسی زبان میں ہیں۔

'شرح ابیاتِ باھُو رحمۃ اللہ علیہ' اور 'مرآتِ سلطانی (باھُو نامہ کامل)' کے مؤلف ڈاکٹر سلطان الطاف علی جن کا تعلق خانوادہ سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سے ہے، نے دونوں کتب میں یہ عبارت تحریر کی ہے کہ اُن کو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک سے لکھا ہوا کسی کتاب کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہوا۔ صرف خلفاء اور درویشوں کے نسخہ جات ہی ملے ہیں۔ یہی بات سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے مترجم سید امیر خان نیازی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اسرار القادری کا ترجمہ کرتے ہوئے پیش لفظ میں لکھی ہے۔ لکھتے ہیں ''ایک مترجم کی حیثیت سے میرے لیے سب سے بڑی پریشانی یہی ہے کہ قلمی نسخہ جات میسّر نہیں ہو پاتے تاکہ تقابلی جائزے کے بعد صحیح فارسی متن اخذ کر کے ترجمے کا صحیح حق ادا کیا جاسکے۔ اگر سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے اپنے ہاتھ مبارک کا لکھا ہوا ایک بھی نسخہ مل جائے تو باقیوں کی ضرورت ترجمے کے لیے نہیں رہتی۔ بدقسمتی سے کسی ایک کتاب کا نسخہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود نہیں۔ وہ بھی اس طرح ضائع ہو گئے کہ خلفائے عظام نے انہیں عام کرنے کی

www.sultan-ul-faqr-publications.com

بجائے اپنے صندوقوں میں محفوظ کر دیا۔'' (صفحہ 40)

قارئین آپ پچھلے صفحات میں حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان پڑھ چکے ہیں کہ انہوں نے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ظاہری علم حاصل نہیں کیا یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرح اُمی تھے اور لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ جس طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک کی لکھی ہوئی کوئی آیت، حدیث یا تحریر دستیاب نہیں ہے اسی طرح حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک کی بھی کوئی تحریر دستیاب نہیں ہوسکتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جو کچھ مکاشفاتِ الٰہیہ سے بیان فرماتے درویش یا خلفاء اسے قلم بند کر لیتے تھے اور وہی نسخہ جات دستیاب ہیں۔ اس لیے اگر سلطان الطاف علی صاحب یا صاحبِ مناقبِ سلطانی یا کسی دوسرے صاحب کو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک سے لکھا ہوا کسی کتاب کا کوئی نسخہ نہیں ملا تو اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ جن کتب کے تراجم ہوئے ہیں اُن کے نسخہ جات خانوادہ سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے ورثہ سے ہی مترجمین تک پہنچے ہیں پھر اکثر مترجمین نے ایک ہی کتاب کے مختلف نسخہ جات کا تقابل کر کے ہی اُن کا ترجمہ کیا ہے اس لیے تقریباً دستیاب تمام تراجم میں تعلیمات کے لحاظ سے کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔

حضرت سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے ''مناقبِ سلطانی'' میں کتب کی جو فہرست دی ہے وہ بہت کم ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ''مناقبِ سلطانی'' کی تصنیف کے وقت ہی اکثر و بیشتر کتب زمانہ کی دست برد کی نذر ہو چکی تھیں یا اُن کے پاس موجود نہ تھیں۔ اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علوم اور کتب کی اشاعت کیلئے کوئی ادارہ قائم نہ ہوسکا جس کی وجہ سے ان کتب کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ممکن نہ ہوسکی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی اشاعت کے سلسلہ میں جتنی بھی کوششیں ہوئیں وہ انفرادی تھیں۔ یا پھر ان کتب کے لمبا عرصہ تک پردہ ءاخفا میں رہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ ''کیمیائے گنج'' نااہلوں سے دور رکھنا چاہتے ہوں یا پھر ان کے ظاہر ہونے کا ایک خاص وقت اور زمانہ مقرر ہو۔ اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آخری

زمانہ کی ہدایت کیلئے مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی کا لقب عطا فرمایا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب علمِ لدنی کا شاہکار ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان مبارک ہے کہ جس کو کوئی مرشد کامل اکمل نہ ملتا ہو وہ میری کتب کو وسیلہ بنائے۔ رسالہ روحی شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اگر کوئی ولی واصل عالمِ روحانی یا عالمِ قدس شہود میں رجعت کھا کر اپنے مرتبے سے گر گیا ہو تو وہ اس رسالہ کو وسیلہ بنائے تو یہ رسالہ اس کیلئے مرشدِ کامل ثابت ہوگا اگر وہ اسے وسیلہ نہ بنائے تو اسے قسم ہے اور اگر ہم اسے اس کے مرتبے پر بحال نہ کریں تو ہمیں قسم ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعلان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر کتاب میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی عبارت بہت سادہ اور سلیس ہے جسے عام اور معمولی تعلیم یافتہ آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی عبارت میں ایسی روانی اور تاثیر ہے جو دورانِ مطالعہ قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ ان کتب کو اگر باادب اور باوضو پڑھا جائے تو فیض کا ایک سمندر کتب سے قاری کے اندر منتقل ہوتا ہے۔ اگر قاری صدقِ دل سے مطالعہ جاری رکھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی روحانی وارث سروری قادری مرشد تک راہنمائی ہو جاتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں ضرورت کے مطابق آیاتِ قرآنی' احادیث مبارکہ اور احادیثِ قدسی کا استعمال فرمایا ہے۔ ان کتب میں جہاں کہیں بھی عبارت میں سے اگر ان کو نکال دیا جائے جہاں ان کا ذکر ہے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس جگہ آیاتِ قرآنی یا احادیث کو درج نہ کیا جاتا تو مطلب مکمل نہ ہوتا۔ حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ عبارت میں اشعار کا برمحل اور خوبصورت استعمال کرتے ہیں جس سے عبارت کا اثر دوچند ہو جاتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جو کتب بازار میں تراجم کی صورت میں دستیاب ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابیات سلطان باھُوؒ (پنجابی) ۲۔ دیوانِ باھُوؒ (فارسی) ۳۔ عین الفقر ۴۔ مجالستہ النبیؐ ۵۔ کلید التوحید (کلاں) ۶۔ کلید التوحید (خورد) ۷۔ شمس العارفین ۸۔ امیر الکونین ۹۔ تیغِ برہنہ ۱۰۔ رسالہ روحی شریف ۱۱۔ گنج الاسرار ۱۲۔ محک الفقر (خورد) ۱۳۔ محک الفقر (کلاں) ۱۴۔ اسرارِ قادری

۱۵۔اورنگ شاہی ۱۶۔ جامع الاسرار ۱۷۔عقلِ بیدار ۱۸۔فضل اللقاء (خورد) ۱۹۔فضل اللقاء (کلاں) ۲۰۔مفتاح العارفین ۲۱۔نورالہدیٰ (خورد) ۲۲۔نورالہدیٰ (کلاں) ۲۳۔توفیقِ ہدایت ۲۴۔قربِ دیدار ۲۵۔عین العارفین ۲۶۔کلیدِ جنت ۲۷۔محکم الفقراء ۲۸۔سُلطانُ الوھم ۲۹۔دیدارِ بخش ۳۰۔کشف الاسرار ۳۱۔محبت الاسرار ۳۲۔طرفۃ العین، حجتُ الاسرار (یہ کتاب دوناموں سے معروف ہے)

شمس العارفین دراصل سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کلید التوحید، قربِ دیدار، مجموعۃ الفضل، عقلِ بیدار، جامع الاسرار، نورالہدیٰ، عین نما، اور فضل اللقاء سے منتخب شدہ اسباق پر مشتمل ہے جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ترتیب دی تھی۔ اب سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کے نام سے مشہور ہے۔

مناقبِ سلطانی اور شمس العارفین سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند ایسی تصانیف کے نام بھی ملتے ہیں جو اب تک نایاب ہیں (۱) مجموعۃ الفضل (۲) عین نما (۳) تلمیذ الرحمٰن (۴) قطب الاقطاب (۵) شمس العاشقین (۶) دیوانِ باھُوکبیر وصغیر۔ ایک ہی دیوانِ باھُو (فارسی) دستیاب ہے یہ یا تو کبیر ہے یا صغیر۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی واحد کتاب جو پنجابی شاعری پر مشتمل ہے ابیاتِ باھُو کے نام سے مشہور اور دستیاب ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

تعلیمات

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات کو نہ تو تصوف اور نہ ہی طریقت بلکہ ''فقر'' کا نام دیا ہے اور راہِ ''فقر'' اختیار کرنے پر زور دیا ہے۔ راہِ فقر میں صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ سروری قادری کی راہبری اور راہنمائی بہت ضروری ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد بھی وہ جو پہلے دِن ہی طالبِ مولیٰ کو سنہری حروف سے اسمِ اَللّٰہُ ذات لکھ کر دے اور اس کے ذکر اور تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ کا حکم دے۔ مرشد کی توجہ، کرم اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات یا تصورِ اسمِ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے طالب پر باطن میں دو اعلیٰ ترین مقامات دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کُھلتے ہیں باطن میں ان سے اعلیٰ کوئی اور مقامات نہیں۔ یہ مقامات صرف اُن کو نصیب ہوتے ہیں جو اخلاص اور استقامت سے مرشد کی اتباع اور رضا کے مطابق راہِ فقر میں اپنا سفر جاری رکھتے ہیں۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کے تفصیلی مطالعہ کے لیے ''شمس الفقرا'' کا مطالعہ فرمائیں۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

فقہی مسلک اور سلسلہ فقر
سلطان باھُوؒ

فقہی مسلک

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اہلِ سنت والجماعت سے تھے فقہ میں امامِ اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ ''میں حضرت نعمان امامِ اعظم کوفی باصفا صوفی کے مذہب پر ہوں جو شرک، کفر اور سرود کی بدعت سے تارک اور فارغ رہے۔'' (کلید التوحید کلاں)

سلسلہ فقر

انبیاء اللہ کے اُن خاص بندوں کو کہتے ہیں جو حق تعالیٰ کی جانب سے خلق کے پاس ہدایت لے کر آتے ہیں اور حصولِ کمال کے وہ راستے بتلاتے ہیں جو اُس زمانہ کے لوگوں کے مناسب حال ہوں اِسے بھی سمجھ لینا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام دو اقسام پر منقسم ہیں۔ ایک وہ جو جدید شریعت لے کر آتے ہیں۔ دوسرے وہ جو شریعت لے کر نہیں آتے بلکہ کسی اولوالعزم کی لائی ہوئی شریعت کی

www.sultan-ul-faqr-publications.com

مطابقت میں لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں۔ جو نبی صاحبِ شریعت جدید ہوتے ہیں اور اپنی لائی ہوئی شریعت کی تبلیغ دنیا میں فرماتے ہیں رسول کے لقب سے ملقب ہوتے ہیں۔ جملہ انواع و اقسام کے لوگوں پر انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں سب سے زیادہ فضیلت اولوالعزم رسولوں کو حاصل ہے اور اولوالعزم برگزیدہ رسولوں میں سب سے زیادہ افضلیت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، خاتم الرسل ہیں، کافتہ الناس ہیں، رحمتہ للعالمین ہیں۔ آپ ﷺ کی شریعت جملہ ادیانِ سابقہ کی ناسخ ہے اور قیامت تک آپ ﷺ ہی کی شریعت قائم و برقرار رہے گی۔ جس قدر تمدنی، معاشرتی اور سیاسی پیچیدگیاں قیامت تک پیدا ہوں گی، جس قدر حجاباتِ ظلمت و غفلت خالق و مخلوق کے درمیان حائل ہوں گے، ان سب کے دفعیہ کے لیے شریعتِ محمدی ہی کافی ثابت ہوگی۔ جب رسولِ خدا محمد مصطفیٰ ﷺ جملہ مخلوقات میں برگزیدہ ٹھہرے، تو کمالِ انسانی کا انحصار بھی آپ ہی کی اتباع پر رہے گا، یا اُن مقدس ہستیوں کی اتباع پر جنہوں نے آپ ﷺ کی پیروی میں پوری صداقت اور پورے استقلال اور ثابت قدمی کا اظہار فرمایا۔ مثلاً خلفائے راشدین، آئمہ اطہار، صحابہ کرامؓ و اولیاء متقدمین و متاخرین۔ اس اتباع کی بھی دو اقسام ہیں۔ ظاہری و باطنی۔ متابعتِ ظاہری مرتبہ نبوت سے متعلق ہے اور متابعتِ باطنی مرتبہ ولایت سے۔ نبوت سے اُن احکامِ شریعت (ظاہری) کی جانب اشارہ ہے جو آنحضرت ﷺ عالمِ قدس سے بواسطۂ جبرائیل علیہ السلام حاصل فرما کر خلق کو پہنچاتے ہیں۔ ولایت وہ فیضانِ اسرارِ توحید ہے جو حضور سرورِ کائنات ﷺ مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ میں بلاوساطتِ جبرائیلؑ براہِ راست حق سبحانہٗ تعالیٰ سے اخذ فرماتے ہیں۔ عارفین کے اس قول ''ولایت نبوت سے افضل ہے'' میں اسی امر کی جانب اشارہ ہے۔ ہر نبی ولی ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر ولی نبی ہو۔ وہ ولی جو نبی نہیں ہوتا انوارِ ولایت کا استقاضہ کمالاتِ نبی سے کرتا ہے لیکن ہر نبی نورِ نبوت اور کمالاتِ نبوت کو اپنی ہی ولایت کے آفتاب سے اخذ کرتا ہے اور کسی غیر کا محتاج اور تابع نہیں ہوتا۔ نبی مثل آفتاب کے ہے جو خود بھی

روشن ہے اور دوسروں کو بھی روشنی بخشتا ہے۔ ولی مثل ماہتاب کے ہے جو آفتابِ نبوت سے نور اخذ کرتا ہے اور متابعتِ آفتاب اُس پر لازم ہوتی ہے۔ تاوقتیکہ ولایت کمال کو نہیں پہنچتی' نبوت ظاہر نہیں ہوتی۔ قوتِ نبوت حسبِ قوتِ ولایت ہوتی ہے۔ آدم علیہ السلام جنت میں ولی تھے۔ جب دنیا میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو نبوت عطا فرمائی۔ کیونکہ نبوت تشریع و تکلیف کا نام ہے اور دنیا تکلیف کا گھر ہے، برخلاف جنت کے، کہ وہ کرامت و مشاہدہ کی جگہ ہے۔

جماعتِ کثیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعتِ ظاہری سے بہرہ اندوز ہوتی ہے اور جماعتِ قلیل یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (النور: ۳۵) ترجمہ: ''اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت دیتا ہے'' کی دستگیری سے اسرارِ ولایت تک رسوخ پاتی ہے۔ اوّل الذکر کو اربابِ ظاہر اور مؤخر الذکر کو اربابِ باطن کہتے ہیں۔ نبوت کا تعلق ظاہر سے ہے اور نبوت کا باطن ولایت ہے۔ ظاہر کو باطن سے مدد ملتی ہے۔ باطن ہی سے ظاہر کی پرورش ہوتی ہے اور باطن ہی کی جانب سے ظاہر کو فیضان پہنچایا جاتا ہے۔ باطنی پہلو یہ ہے کہ اللہ سے تعلق قوی ہو اور اس میں استغراق و فنائیت حاصل کی جائے، اسی کا نام ولایت ہے۔ ظاہری پہلو یہ ہے کہ اس باطنی تعلق کی بنا پر جو کچھ عالمِ قدس سے حاصل کیا گیا ہے اُسے خلق تک بطریقِ مناسب و مفید پہنچایا جائے، یہ نبوت ہے۔ (سرِّ دلبراں)

سورہ آلِ عمران کی آیت 31 ''قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ'' (ترجمہ: کہہ دیجیے کہ اے مسلمانو! اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو حق تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے) میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا۔ اس آیتِ کریمہ میں اتباع سے مراد صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری اتباع نہیں بلکہ باطنی اتباع بھی شامل ہے۔ ظاہری اتباع سے مراد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری افعال و اعمال' حرکات و سکنات' لباس اور بود و باش کی پیروی ہے اور باطنی اتباع سے مراد

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے باطنی کمالات، مثلِ فنا فی اللہ، بقا باللہ، قُرب و معرفتِ الٰہی، انوار و برکات و تجلیات، کشف و کرامات، عشقِ الٰہی وغیرہ کا حصول ہے۔ چونکہ اسلام ساری دنیا کے لیے ہے اور قیامت تک رہے گا اس لیے حق تعالیٰ نے اسلام کی ظاہری و باطنی فیوض و برکات کا تا قیامِ قیامت سلاسلِ طریقت کی صورت میں جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ اربابِ باطن یعنی اولیاء اللہ کے وجود سے کبھی عالم خالی نہیں رہا اور نہ رہے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ پر نبوت و رسالت اختتام پذیر ہوئی اور نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا اس کے بعد آپ ﷺ کے خلفاءِ باطن کا سلسلہ چلتا ہے، بابِ علم بابِ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ جس کے امام ہیں۔ آپ کرم اللہ وجہہ نے ہی سب سے پہلے علمِ باطن کا بارگاہِ نبوت میں سوال کیا اور آپ کرم اللہ وجہہ سے مختلف سلاسلِ طریقت کا آغاز ہوا اور یہ نظام اتنا مضبوط ہے کہ اب تک سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔

غوث الاعظم سیّدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں:

''سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قربِ الٰہی کی سب سے افضل و آسان ترین راہ کی تمنّا کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وحی کا انتظار فرمایا چنانچہ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور تین مرتبہ کلمہ (کلمہ توحید) کی تلقین کی جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالکل اسی طرح دہرایا جس طرح کہ جبرائیل علیہ السلام نے ادا کیا۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو تلقین فرمائی اور پھر دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس جا کر ان سب کو تلقین فرمائی اور فرمایا ''ہم چھوٹے جہاد سے لوٹ کر بڑے جہاد کی طرف آتے ہیں۔'' یعنی جہاد بالنفس کی طرف آتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا: ''تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارا نفس ہے جو تمہارے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔'' تم اس وقت تک اللہ کی محبت نہیں جیت سکتے جب تک کہ اپنے اندرونی دشمنوں نفسِ امارہ، نفسِ لوامہ اور نفسِ ملہمہ کو زیر نہیں کر لیتے

اور تمہارا وجود اخلاقِ ذمیمہ و بہیمیہ مثلاً زیادہ کھانے پینے، زیادہ سونے اور لغویات وغیرہ کی محبت اور عاداتِ وحشیانہ مثلاً قہر و غضب، گالی گلوچ اور مار پیٹ وغیرہ اور اخلاقِ شیطانیہ مثلاً کبر و عجب و حسد و کینہ اور ان جیسی دیگر بدنی و قلبی آفات سے پاک نہیں ہو جاتا کیونکہ وجود جب ان آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے تو وہ گناہوں کی اصل سے پاک ہو جاتا ہے اور مطہرین و توابین میں شمار ہونے لگتا ہے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (بے شک اللہ تعالیٰ توابین و مطہرین سے دوستی رکھتا ہے۔ سورہ البقرہ 222) جو آدمی محض ظاہری گناہ سے توبہ کرتا ہے وہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت نہیں آتا۔ وہ تائب ہے 'تواب' نہیں ہے کہ لفظ 'تواب' مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس سے مراد خواص کی توبہ ہے۔ پس وہ بخش دیا جاتا ہے۔ جو شخص محض ظاہری گناہوں سے توبہ کرتا ہے وہ اس آدمی کی مثل ہے جو اپنی فصل سے خودرو گھاس کی محض شاخیں کاٹتا ہے اور اُسے جڑ سے نہیں اکھیڑتا جس سے گھاس لامحالہ مزید بڑھ جاتی ہے۔

اس کے برعکس تمام گناہوں اور اخلاقِ ذمیمہ سے پکی سچی توبہ کرنے والا تواب اُس شخص کی مثل ہے جو خودرو گھاس کو جڑ سے اکھیڑ دیتا ہے تو پھر وہ گھاس شاذ و نادر ہی اگتی ہے۔ اس کے بعد تلقین کا آلہ تلقین پانے والے طالب کے دِل سے ماسوی اللہ کے ہر نقش کو مٹا دیتا ہے کیونکہ جس نے کڑوا درخت نہ کاٹا اُس نے اس کی جگہ شیریں درخت نہ پایا پس اے اہلِ دیدار! اس سے عبرت حاصل کرو تا کہ تم فلاح پاؤ اور مقصود کو حاصل کرو۔'' (سِرّ الاسرار، فصل نمبر 5)

روایات میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں راہِ فقر کے حصول کے لیے تلقین کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں وہ راستہ بتایئے جو خدا تعالیٰ سے بہت قریب اور نہایت افضل اور سہل الوصول ہو۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''اے علیؓ! خلوت اور تنہائی میں اپنے اللہ کے ذکر کی مداومت کیا کر۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''ہم کس طرح ذکر کریں؟'' فرمایا ''اپنی دونوں آنکھیں بند کر لو اور مجھ سے تین مرتبہ سن اور پھر تو بھی تین مرتبہ سنا۔''

پس آنحضرت ﷺ نے اپنی آنکھیں بند کر کے بلند آواز سے تین مرتبہ کلمہ طیبہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' پڑھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے سنا۔ اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے آنکھیں بند کر کے تین مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنا۔ اس روز سے یہ ذکر صوفیہ میں جاری ہو گیا۔ (ریحان القلوب۔ شریف التواریخ)

یعنی سب سے پہلے کلمہ طیبہ کی باطنی و حقیقی تلقین آنحضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمائی اور توحید کی تعلیم دے کر مرتبہ وحدت پر پہنچایا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت شریف اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ o (الرعد۔ 7) ترجمہ: ''اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے راہِ راست دکھانے والے ہیں'' نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ میں ڈرانے والا ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ''آپ (رضی اللہ عنہ) راہ بتانے والے ہیں اور تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے۔''

ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں باطن کی اس راہ کے لیے سب سے پہلے درخواست حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پیش کی اس لیے آپ کرم اللہ وجہہ ہی راہِ معرفت اور سلاسلِ طریقت کے امام ہوئے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک وسیلہ بنے اس لیے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: انامدینۃ العلم وعلی بابھا (ترجمہ: میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔) اگرچہ تمام اکابرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روحانی فیوض و برکات اور سلسلۂ رشد و ہدایت سینہ بہ سینہ ایک عرصہ تک جاری رہا لیکن جن سلاسلِ طریقت کو حق تعالیٰ نے بقائے دوام کا درجہ عطا فرمایا ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سلاسلِ طریقت ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جو روحانی سلاسل جاری ہوئے وہ جمع ہو کر آج سلسلہ نقشبندیہ کی شکل میں ظاہر ہیں اور باقی تین بڑے سلسلے یعنی سلسلۂ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جاری ہیں۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے چار خلفاء تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ اور حضرت امام کمیل رضی اللہ عنہ۔ ان کو تصوف میں چار پیرِ ارشاد یا چار خلفاءِ طریقت کے نام سے پکارا جاتا ہے ان چار اکابرین سے چودہ بڑے سلاسل جاری ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی نعمت سینہ بہ سینہ تمام مشائخِ سلسلہ کے ذریعے آج تک اُمت میں چلی آ رہی ہے اور یوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلفاء نے سلاسلِ طریقت کا ایک ایسا مضبوط نظام قائم کیا جو اب تک بڑی مضبوطی سے قائم چلا آ رہا ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ روحانیت آئمہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے ذریعے ہر زمانے میں جاری رہا ہے یہاں تک کہ بڑے بڑے اکابرینِ صوفیاء مثل حضرت فضیل بن عیاضؒ، امام شافعیؒ، امام ابوحنیفہؒ، حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے آئمہ اہلِ بیت سے روحانی فیوض حاصل کیے اور بلند روحانی مدارج تک رسائی حاصل کی۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے بہت خلفاء تھے جن میں سے دو زیادہ مشہور ہیں۔ حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ جن کے فیضِ تربیت سے تصوف کے چودہ بڑے خانوادے (سلاسل) وجود میں آئے۔ حضرت عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ سے پانچ خانوادے اور حضرت شیخ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ سے نو خانوادے جاری ہوئے جن کی تفصیل اس طرح سے ہے:

(1) سلسلہ زیدیہ (2) سلسلہ عیاضیہ (3) سلسلہ اَدھمّیہ (4) سلسلہ ہبیریہ (5) سلسلہ چشتیہ (6) سلسلہ عجمیہ (7) سلسلہ طیفوریہ (8) سلسلہ کرخیّہ (9) سلسلہ سقطیہ (10) سلسلہ جنیدیہ (11) سلسلہ گاذرونیہ (12) سلسلہ طوسیّہ (13) سلسلہ سہروردیہ (14) سلسلہ فردوسیہ

پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی تشریف آوری سے قبل عالمِ اسلام

انتشار اور خلفشار کا شکار تھا۔ بہت سی اسلامی حکومتیں ختم ہو چکی تھیں اور جو باقی تھیں وہ اندرونی خلفشار کا شکار اور اغیار کے ظلم و ستم کا نشانہ بنی ہوئی تھیں۔ یہ تو سیاسی انتشار تھا ظاہری طور پر بھی مسلمان بہت سے فرقوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔ باطل مذہبی فرقوں معتزلہ' شیعہ، مرجیہ اور خوارج نما مختلف تحریکوں نے مسلمانوں کو ذہنی انتشار میں مبتلا کر رکھا تھا۔ مسلمان بے معنی مباحثوں اور مناظرات میں الجھے رہتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنی کتاب 'غنیۃُ الطالبین' میں تہتّر (73) فرقوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں ایک حق پر باقی سب گمراہ تھے۔ یہ تہتّر فرقے دس مسالک یا گروہوں سے وجود میں آئے تھے اور وہ دس مسالک یا گروہ یہ تھے: (1) اہلِ سنت (2) خوارج (3) شیعہ (4) معتزلہ (5) مرجیہ (6) مشبہہ (7) جہمیہ (8) ضراریہ (9) نجاریہ (10) کلابیہ۔ ان میں سے اہلِ سنت کا ایک ہی فرقہ تھا۔ خوارج کے پندرہ۔ معتزلہ کے چھ۔ مرجیہ کے بارہ۔ شیعہ کے بتّیس۔ مشبہہ کے تین۔ ضراریہ، کلابیہ، نجاریہ اور جہمیہ کا ایک ایک فرقہ تھا اس طرح کل تہتّر فرقے تھے۔

ادھر اہلِ باطن اور سلاسل کا حال اس سے بھی بُرا تھا اُن کے پاس بھی صرف ظاہر ہی رہ گیا تھا اور صرف گفتگو اور ظاہری علم کی وجہ سے اہلِ باطن بنے بیٹھے تھے اور اس طرح تلقین وارشاد کی مسندوں پر گمراہ لوگ قابض تھے اور عوام کو گمراہ کر کے دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے تھے اس سلسلہ میں بڑے بڑے گمراہ کن سلاسل رائج اور جاری ہو چکے تھے جو سب گمراہ' بدعتی اور منافقین تھے۔ آپ رضی اللہ عنہٗ نے اپنی کتاب 'سرّ الاسرار' میں ان سلاسل کا ذکر بڑی تفصیل سے کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔ ہم اس کتاب کی فصل نمبر 23 من وعن درج کر رہے ہیں:

''اہلِ تصوف ہونے کا دعویٰ کرنے والے لوگ بارہ قسم کے ہیں' پہلی قسم اُن لوگوں کی ہے جو سنی کہلاتے ہیں اور اپنے ہر قول و فعل میں شریعت و طریقت کی موافقت کرتے ہیں۔ یہ اہلِ سنت والجماعت کے لوگ ہیں۔ ان میں سے بعض تو حساب و عذاب کے بغیر جنت میں جائیں گے اور بعض سے آسان سا حساب لیا جائے گا اور انہیں تھوڑا سا عذاب دے کر جہنم سے جنت میں بھیج دیا

جائے گا۔ انہیں کافروں اور منافقوں کی طرح ہمیشہ کے لیے دوزخ میں نہیں رکھا جائے گا۔ اس کے علاوہ باقی جتنے گروہ ہیں وہ سب کے سب بدعتی ہیں، وہ یہ ہیں:

(1) خلولیہ (2) حالیہ (3) اولیائیہ (4) شمرانیہ (5) حِبّیہ (6) حوریہ (7) اباحیہ (8) متکاسلہ (9) متجاہلہ (10) وافقیہ (11) الہامیہ۔

فقہ باطن کے بارے میں اہلِ سنت والجماعت کا کہنا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی قوت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر (انوار و تجلّیات کے) انتہائی جذبات بھر دیئے تھے جو بعد میں منتشر ہو کر مشائخِ طریقت تک پہنچے اور پھر بے شمار سلسلوں میں تقسیم ہو گئے اور آہستہ آہستہ کمزور ہو کر اکثر سلاسل میں بالکل ہی ناپید ہو گئے اور بے جان مردہ جسم کی طرح محض رسمی طور پر بے معنی سلسلہِ مشائخ باقی رہ گیا جس سے اہلِ بدعت پیدا ہوتے چلے گئے۔ ان بدعتیوں میں سے بعض نے خود کو قلندریہ، بعض نے حیدریہ، بعض نے ادھمیہ اور بعض نے دوسرے سلسلوں سے منسوب کر لیا جن کی تفصیل طولانی ہے۔

اس دور میں اہلِ فقہ و اہلِ ارشاد کی تعداد قلیل سے بھی کم ہے۔ اہلِ نظر فقہاء کو اُن کے ظاہری عملِ حق سے اور اہلِ ارشاد کو اُن کے پاک باطن سے پہچانتے ہیں۔ ظواہر (اہلِ فقہ) شریعت پر ثابت قدم رہ کر اوامر و نواہی کی پابندی کرتے ہیں اور یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اور صاحبِ باطن وہ ہے جو راہِ سلوک کا مشاہدہ چشمِ بصیرت سے کرتا ہے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک کو چشمِ دل سے دیکھتا ہے۔ اس کا سلوک اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت کے درمیان واسطہ بن جاتا ہے، خواہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت محل کے لحاظ سے جسمانی ہو یا روحانی کیونکہ شیطان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل نہیں بن سکتا۔ اس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ارادت مند سالکین کے لیے ایک اشارہ ہے تاکہ وہ راہِ سلوک میں اندھے بن کے نہ چلیں۔ حق و باطل کی تمیز کے لیے یہ ایسی دقیق علامات ہیں جو ان کے اہل کے سوا کسی اور کی سمجھ میں نہیں آتیں۔'' (سرالاسرار فصل 23)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

آپ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی تحریر سے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ آپ کے ظہور کے وقت حالات کیا ہوں گے۔اس گمراہ اور پُرفتن دور میں اللہ تعالیٰ نے غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو امام الاولیاء بنا کر بھیجا جنہوں نے ان تمام گمراہ باطنی سلاسل اور ظاہری مسالک کا خاتمہ کیا اور یوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے چلے آرہے تمام سلاسل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ذاتِ مبارک میں جمع ہو گئے۔آپ رضی اللہ عنہ نے بحکمِ خدا اعلان فرما دیا:

❁ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ۔ ترجمہ: میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ سے چار سلاسل جاری ہوئے قادری، چشتی، سہروردی اور نقشبندی۔سلسلہ قادریہ آپ رضی اللہ عنہ کا اپنا سلسلہ ہے جبکہ چشتی سلسلہ کے بانی حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور سہروردی سلسلہ کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ عین حیات میں غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پیرانِ پیر کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور فیض حاصل کر کے اپنے سلاسل کی بنیاد رکھی۔نقشبندیہ سلسلہ کے بانی حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کے تقریباً سوا دو سو سال بعد پیدا ہوئے حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا سبق حاصل کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ لگاتار سولہ سال اسمِ اَللّٰہُ ذات قلب پر نقش کرتے رہے مگر کامیاب نہ ہو سکے ایک روز اس کوشش میں اتنے وارفتہ ہوئے کہ جنگل کی طرف نکل گئے وہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی حضرت خضر علیہ السلام نے پوچھا اے بہاؤالدین! کیا کر رہے ہو۔جواب دیا قلب روشن نہیں ہو رہا اس لیے بے حد پریشان ہوں انہوں نے کہا کہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کیا کرو۔عرض کی کہ سولہ سال سے اسی کوشش میں ہوں مگر کامیابی نہیں ہو رہی۔حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا جاؤ جا کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے مزار پر عرض کرو کام بن جائے گا۔چنانچہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے مزارِ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر حاضر ہو کر التجا کی:

یا دستگیرِ عالم دستم مرا بگیر دستم چناں بگیر کہ گوئندت دستگیر

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ترجمہ: اے جہان بھر کی دستگیری کرنے والے میری بھی دستگیری فرمائیں۔ اس شان سے جس شان کے آپ رضی اللہ عنہ مالک ہیں۔

اس پر حضور غوث الاعظم سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنا دایاں ہاتھ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی شکل میں مزار مبارک سے نکال کر اُن کے سامنے فرمایا:

اے نقشبندِ عالم نقشم را بہ بند　　نقشم چناں بہ بند کہ گوئندت نقشبند

ترجمہ: اے نقشبندِ عالم میرے والا نقش (اسم ذات) جما اور ایسا جما کہ رہتی دنیا تک لوگ تجھے نقشبند کے نام سے یاد کریں۔

اس کے ساتھ ہی حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے دل پر اسم ذات نقش ہو گیا۔

اس لیے حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو بھی فیض حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ سے ملا بلکہ قیامت تک فیض تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہی ملے گا لیکن ملے گا غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کے توسط سے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جب تک غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کی منظوری حاصل نہ ہو تو کوئی ولی نہیں بن سکتا اور نہ ہی کوئی تلقین وارشاد کی مسند پر فائز ہو سکتا ہے۔

غوث الاعظمؒ درمیان اولیاء　　چوں محمدؐ درمیان انبیاء

یوں تو ہر طالب کے نزدیک اس کا سلسلہ اعلیٰ واولیٰ ہوتا ہے لیکن قادری طریقہ کے منسلکین نے ہمیشہ قادری طریقہ کی برتری کا دعویٰ زیادہ شد و مد سے کیا ہے اس کی حقیقت کچھ بھی ہو لیکن دو باتوں سے انکار ممکن نہیں اوّل یہ کہ ہندوستان میں جن چار سلسلوں قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ کو قبولیتِ عام حاصل ہوئی ان میں طریقہ قادریہ کو زمانی لحاظ سے اوّلیت حاصل ہے اور یہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کا اپنا طریقہ ہے جبکہ باقی طریقوں یا سلسلوں کے بزرگوں نے اُن سے فیض حاصل کیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہٗ کے سلسلہ قادری کو ''فقر'' کی بدولت تمام سلاسل پر فضیلت حاصل ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کا فیضِ روحانی لامحدود ہے۔اس کے بارے میں آپؓ کا فرمان ہے:

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا اَبَدًا عَلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَا تَغْرُب

ترجمہ: پہلوں کے آفتاب ڈوب گئے لیکن ہمارا آفتاب بلندیوں کے آسمان پر کبھی غروب نہ ہوگا۔

آفتاب سے مراد فیضانِ ہدایت وارشاد ہے اور غروب ہونے سے مراد اس فیض کا بند ہونا ہے جو کبھی نہ ہوگا۔

بعد میں آنے والوں نے آپ ﷺ کے اس دعویٰ کی تصدیق کی ہے اور وفات کے بعد بھی آپ ﷺ کی روحانی قوت کے تصرف اور اثر کا اقرار کیا ہے۔ یہاں ہم صرف دو حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں جو شہرۂ آفاق محدّث و مفکر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے لیے گئے ہیں۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہمعات'' میں جو ایک لحاظ سے تصوف کی تاریخ ہے' یوں بیان فرمایا ہے:

❁ حضرت علی ﷺ کے بعد اولیاء کرام اور اصحابِ طریقت کا سلسلہ چلتا ہے ان میں سے سب سے زیادہ قوی الاثر بزرگ جنہوں نے راہِ جذب کو باحسنِ وجوہ طے کر کے نسبتِ اویسی کی اصل کی طرف رجوع کیا اور اس میں نہایت کامیابی سے قدم رکھا' وہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کی ذاتِ گرامی ہے۔اسی بنا پر آپ ﷺ کے متعلق کہا گیا ہے کہ موصوف اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف کرتے ہیں''۔

اسی طرح ''تفہیمات'' میں حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں اپنا کشف اس طرح بیان کرتے ہیں: اِنَّ الشَّیْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ لَہٗ شُعْبَۃٌ مِنْ سَرَیَانٍ فِی الْعَالَمِ وَ ذَالِکَ اِنَّہٗ لَمَّامَاتَ صَارَ کَھَیْئَۃِ الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَانْطَبَعَ فِیْہِ الْوُجُوْدُ السَّارِیْ فِی الْعَالَمِ کُلِّہٖ۔

ترجمہ: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سپرد جہان کو فیض پہنچانے کا شعبہ ہے۔ اسی لیے جب ان کا وصال ہوا' تو ان کی روح ملاء الاعلیٰ کی صورت اختیار کر گئی اور ان کا وجود تمام جہاں کے لیے فیض رساں بن گیا۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ کی شان بیان کرتے ہوئے

فرماتے ہیں:

❁ قادری طریقہ تیز دھار ننگی تلوار کی مانند ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ ہر طریقہ خرقہ پوش ہے لیکن قادری طریقہ محبت و معرفتِ توحیدِ الٰہی کا دریا نوش ہے، ہر طریقہ میں سجادگی ہے لیکن قادری طریقہ میں غرق فنا فی اللہ ہو کر نفس سے آزادگی ہے۔ ہر طریقہ میں قائم مقام ہے لیکن قادری طریقہ میں ہدایتِ معرفت و فقر تمام ہے۔ ہر طریقہ میں جبہ و دستار ہے لیکن قادری طریقہ میں مشاہدۂ جمالِ حضور اور شرفِ دیدار ہے۔ ہر طریقہ میں ورد و تسبیح ہے لیکن قادری طریقہ میں غرقِ وحدت و نفس ذبیح ہے، ہر طریقہ میں تقلیدی طور پر حجام کی طرح قینچی سے طالب مرید کے بال کاٹے جاتے ہیں لیکن قادری طریقہ میں توجہ دے کر بعین توحید کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے۔

ہر طریقہ مفلس و بر در سوال　　قادری صاحبِ غنایت باوصال
من قادریم، حاضریم باخدا　　طالبان را می نُمایم مصطفیٰؐ

ترجمہ: ہر طریقہ مفلس و در در کا سوالی ہے مگر قادری غنی و باوصال ہوتا ہے، میں قادری فقیر ہوں، ہر وقت بارگاہِ الٰہی میں حاضر رہتا ہوں اور طالبوں کو مجلسِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچاتا رہتا ہوں۔

فقیر نے جو کچھ کہا ہے حسد سے نہیں بلکہ حساب سے کہا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ جان لے کہ قادری طریقہ بادشاہ ہے اور دوسرے تمام طریقے اُس کی فرمانبردار و محکوم رعیت ہیں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ یاد رہے کہ دوسرے ہر طریقے میں رنجِ ریاضت کی آفات ہیں لیکن طریقہ قادری میں تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے پہلے ہی روز غرق فنا فی اللہ کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ قادری طریقہ آفتاب کی مثل ہے اور دوسرے طریقے چراغ کی مثل ہیں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

ہر طریقہ می بود مثلِ چراغ　　وز آفتابِ قادری صد طُور داغ

ترجمہ: ہر طریقہ چراغ کی مثل ہے اور قادری طریقہ آفتاب کی مثل ہے، قادری طریقہ ایسا آفتاب ہے کہ جس کے سامنے سینکڑوں طُور شرمندہ ہیں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

❁ تمام سلاسل چراغ کی مانند ہیں جسے نفسانی، شیطانی، دنیاوی آفتوں اور بلاؤں کی ہوا بجھا سکتی ہے۔لیکن سلسلہ قادریہ آفتاب کی مانند ہے کیونکہ اسے مخالف ہواؤں کا ڈر نہیں۔ چراغ کی کیا مجال کہ آفتاب کے سامنے چمکے۔(اسرارِ قادری)

سلسلہ سروری قادری

سلسلہ قادری کا ایک سِرّ ہے جو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند سیّدنا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو اور انہوں نے اپنے پوتے سیّدنا عبدالجبار بن ابوصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل فرمایا۔ یہ سِرّ لقائے الٰہی اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری والا کامل سلسلہ قادری ہے۔ ابتدا میں اس کو جباری گروہ کے نام سے پکارا گیا۔محمد حسین دہلوی اپنی کتاب ''تذکرۃ الفقراء'' جس میں انہوں نے مختلف سلاسل کے فقراء سے ملاقاتوں کا تذکرہ فرمایا ہے، میں تحریر فرماتے ہیں کہ دورانِ سیاحت اُن کی ''جباری گروہ'' کے کسی بھی فقیر سے ملاقات نہیں ہوئی'' کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا اور اہلِ دنیا، شہرت، نام و ناموس سے دور رہتے ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے براہِ راست بیعت اور سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے فیض کے بعد اسے سروری قادری کا نام دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی سلسلہ سروری قادری کو برصغیر میں عروج حاصل ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سروری قادری کو ہی کامل قادری یا اصل قادری سلسلہ تسلیم کرتے ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ قادری طریقہ بھی دو قسم کا ہے، ایک سروری قادری اور دوسرا زاہدی قادری۔ سروری قادری مرشد صاحبِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہوتا ہے اس لیے وہ جس طالبِ اللہ کو حاضراتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی تعلیم و تلقین سے نوازتا ہے تو اُسے پہلے ہی روز اپنا ہم مرتبہ بنا دیتا ہے جس سے طالبِ اللہ اتنا لایحتاج و بے نیاز مُتَوَکِّلٌ اِلَی اللّٰہ ہو جاتا ہے کہ اُس کی نظر میں مٹی و سونا برابر ہو جاتا ہے۔ زاہدی قادری طریقے کا طالب بارہ سال تک ایسی ریاضت کرتا ہے کہ اُس کے پیٹ میں طعام تک نہیں

جاتا' بارہ سال کی ریاضت کے بعد حضرت پیر صاحب (محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز) اُس کی دستگیری فرماتے ہیں اور اُسے سالک مجذوب یا مجذوب سالک بنا دیتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں سروری قادری طالب کا مرتبہ محبوبیت کا مرتبہ ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ زمان و لا مکان پر مکمل تصرف رکھنے والا طریقہ صرف قادری ہے اور قادری بھی دو قسم کے ہوتے ہیں' ایک زاہدی قادری اور دوسرے سروری قادری۔ سروری قادری طریقہ وہ ہے جو اس فقیر کو حاصل ہے کہ یہ فقیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دستِ بیعت فرمایا اور خندہ پیشانی سے فرمایا: ''خَلقِ خدا کی راہنمائی میں ہمّت کرو۔'' بعد از تلقین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس فقیر کا ہاتھ پکڑ کر حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سپرد کر دیا۔ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بھی سرفرازی بخشی اور خلقِ خدا کو تلقین کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ اُن ہی کی نظرِ کرم کا کمال ہے کہ بعد میں اس فقیر نے جب بھی کسی طالبِ اللہ کے ظاہر و باطن پر توجہ کی اُسے ذکر اذکار اور مشقت و ریاضت میں ڈالے بغیر محض تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور تصورِ اسمِ محمد ﷺ کی مدد سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں پہنچا دیا۔ پھر اُس نے جدھر بھی نظر اُٹھائی اُسے اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی نظر آیا اور اس کے سامنے کوئی حجاب باقی نہ رہا۔ سروری قادری طریقہ کم حوصلہ نہیں۔ یہ نہایت ہی فیض بخش طریقہ ہے جب کہ دیگر طریقوں میں لوگوں نے بعض طالبوں کو آتشِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے جلا کر مار ڈالا' بعض اسمِ اَللّٰہُ ذات کا بوجھ برداشت نہ کر سکے اور عاجز ہو بیٹھے اور بعض مردود و مرتد ہو گئے۔ (عین الفقر)

❁ سروری قادری کامل کی ابتدا کیا ہے؟ قادری کامل (سروری قادری) نظر سے یا تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے یا ضربِ کلمہ طیب سے یا باطنی توجہ سے طالبِ اللہ کو معرفتِ الٰہی کے نور میں غرق کر کے مجلسِ محمدی (ﷺ) کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے کہ طریقہ قادری میں یہ پہلے ہی روز کا سبق ہے۔ جو مرشد اس سبق کو نہیں جانتا اور طالبوں کو مجلسِ محمدی (ﷺ) کی حضوری میں نہیں پہنچاتا وہ قادری کامل ہرگز نہیں۔ اُس کی مستیٔ حال محض خام خیالی ہے کہ قادری کامل معرفتِ الٰہی کے نور میں

غرق ہو کر ہمیشہ غرقِ وصال رہتا ہے اور وصال بھی دو قسم کا ہے' ایک تجلیٔ الہام کا وصال اور دوسرا اُس تجلی میں دائم استغراقِ کامل کا وصال۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ یاد رہے کہ قادری طریقہ بھی دو قسم کا ہے' ایک قادری زاہدی طریقہ ہے جس میں طالب عوام کی نگاہ میں صاحبِ مجاہدہ و صاحبِ ریاضت ہوتا ہے جو ذکرِ جہر سے دل پر ضربیں لگاتا ہے' غور و فکر سے نفس کا محاسبہ کرتا ہے' ورد و وظائف میں مشغول رہتا ہے' راتیں قیام میں گزارتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے لیکن باطن کے مشاہدہ سے بے خبر قال (گفتگو) کی وجہ سے صاحبِ حال بنا رہتا ہے۔ دوسرا سروری قادری طریقہ ہے جس میں طالب قُرب و وصال اور مشاہدۂ دیدار سے مشرف ہو کر شوریدہ حال رہتا ہے اور ایک ہی نظر سے طالبِ اللہ کو معیتِ حق تعالیٰ میں پہنچا دیتا ہے اور وصالِ پروردگار سے مشرف کر کے حق الیقین کے مراتب پر پہنچا دیتا ہے۔ ایسا ہی سروری قادری فقیر قابلِ اعتبار ہے کہ وہ قاتلِ نفس ہوتا ہے اور کارزارِ حق میں پیش قدمی کرنے والا سالار ہوتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

سلسلہ سروری قادری کو سروری قادری اس لیے کہا جاتا ہے کہ سروری کا مطلب ہے سرورِ کائنات حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت ہونا اور قادری کا مطلب ہے غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اتباع کرنا یعنی اُن کے طریقہ پر چلنا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ سروری قادری اُسے کہتے ہیں جسے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دستِ بیعت فرماتے ہیں اور اس کے وجود سے بد خلقی کی خو بُو ختم ہو جاتی ہے اور اُسے شرعِ محمدی کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ ایک ان مراتب کے بھی سروری قادری ہوتے ہیں جنہیں خاتم النبیین، رسولِ ربّ العالمین، سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی مہربانی سے نواز کر باطن میں حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہُ العزیز کے سپرد کر دیں اور حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ بھی اُسے اس طرح نوازتے ہیں کہ

اُسے خود سے جدا نہیں ہونے دیتے۔ (محک الفقر کلاں)

سروری قادری طریقہ میں رنجِ ریاضت، چلہ کشی، حبسِ دم، ابتدائی سلوک اور ذکر فکر کی الجھنیں ہرگز نہیں ہیں یہ سلسلہ ظاہری درویشانہ لباس اور رنگ ڈھنگ سے پاک ہے اور ہر قسم کے مشائخانہ طور طریقوں مثلاً عصا، تسبیح، جُبّہ و دستار وغیرہ سے بے زار ہے۔ اس سلسلہ کی خصوصیت یہ ہے کہ مرشد پہلے ہی روز سلطان الاذکار کا ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور مشقِ مرقومِ وجودیہ عطا کر کے طالب کو انتہا پر پہنچا دیتا ہے۔ جبکہ دوسرے سلاسل میں یہ سب کچھ نہیں ہے اس لیے حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلسلہ سروری قادری کے طالب (مرید) کی ابتدا دوسرے سلاسل کی انتہا کے برابر ہوتی ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے دستِ بیعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر فرمایا پھر ظاہری بیعت غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے حکم سے سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تک سلسلہ سروری قادری اس طرح پہنچتا ہے:

1۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
2۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
3۔ حضرت امام خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
4۔ حضرت شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ
5۔ حضرت شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ
6۔ حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
7۔ حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ
8۔ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
9۔ حضرت شیخ جعفر ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

www.sultan-ul-faqr-publications.com

10۔ حضرت شیخ عبدالعزیز بن حرث بن اسد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

11۔ حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

12۔ حضرت شیخ محمد یوسف ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

13۔ حضرت شیخ ابوالحسن علی بن محمد قرشی ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

14۔ حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

15۔ غوث الاعظم سیّدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

16۔ حضرت شیخ تاج الدین ابوبکر سیّد عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

17۔ حضرت شیخ سیّد عبدالجبار جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

18۔ حضرت شیخ سیّد محمد صادق یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

19۔ حضرت شیخ سیّد نجم الدین برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ

20۔ حضرت شیخ سیّد عبدالفتاح رحمۃ اللہ علیہ

21۔ حضرت شیخ سیّد عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ

22۔ حضرت شیخ سیّد عبدالبقاء رحمۃ اللہ علیہ

23۔ حضرت شیخ سیّد عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ

24۔ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

25۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سلسلہ سروری قادری اس طرح سے جاری ہے:

26۔ سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

27۔ سلطان الصابرین حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ ہاشمی قریشی رحمۃ اللہ علیہ

28۔ شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ

www.sultan-ul-faqr-publications.com

29۔ سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

30۔ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ

31۔ خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

ان مشائخِ عظام کی سوانحِ حیات کے مطالعہ کے لیے ''مجتبیٰ آخر زمانی'' کا مطالعہ فرمائیں۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ازواج اوراولاد

ازواج

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں چار نکاح فرمائے۔

1۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بیوی حضرت مخدوم برہان الدین احمد[1] ساکن لنگر مخدوم والا ضلع جھنگ کے خاندان سے تھیں۔

2۔ دوسری بیوی اپنی ہم کفو یعنی قوم اعوان سے تھیں۔

3۔ تیسری بیوی بھی قریبی رشتہ دار تھیں۔

4۔ چوتھی بیوی ملتان کے ایک ہندو ساہوکار خاندان سے تھیں جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر مسلمان ہو کر آپؒ کے نکاح میں آئیں۔ اس واقعہ کو صاحبِ مناقبِ سلطانی نے یوں بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ دورانِ سفر آپ رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لے گئے اور دعوتِ قبور کیلئے حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر سوار ہوئے۔ پہلے تو قبر جنبش میں آئی لیکن فی الفور پیران پیر دستگیر محبوبِ سبحانی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے بہاؤالدین یہ ہمارا محبوب ہے اس سے الفت کرنا۔ جو کچھ یہ کہے بجالانا۔ پس حضرت بہاؤالدین رحمتہ اللہ علیہ نے مزار سے نکل کر ملاقات کی اور فرمایا جو حکم ہو فرمائیں تاکہ میں بجالاؤں۔ اس حالتِ جذبہ میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بار بار اصرار کیا گیا تو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

---

[1] حضرت مخدوم برہان الدین احمد سلسلہ سہروردیہ سے صاحبِ ارشاد تھے ایک روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور دوسری روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن کے صاحبزادے تھے۔ (تذکرہ اولیائے جھنگ)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

اپنے شہر میں سے ایک پاکیزہ (سعید) آدمی کا بازو دو۔ اتنا کہہ کر اس مستی اور جذبہ کی حالت میں مزار مبارک سے نکل کر شمال کی جانب روانہ ہوئے۔ جب ظہر کی نماز کیلئے دریا کے کنارے پر وضو کر کے نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کنواری نوجوان عورت جوتے ہاتھ میں لئے کھڑی ہے پاؤں میں آبلے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا! تو کون ہے؟ عرض کیا کہ فلاں ساہوکار کی لڑکی ہوں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کے مقبرہ مبارک میں گئے اور وہاں سے نکلے تو میں اسی وقت مسلمان ہوگئی کیونکہ حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرنے بلکہ لونڈی ہونے کا حکم دیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی جگہ نزدیکی گاؤں میں لوگوں کی موجودگی میں ان سے نکاح فرمایا۔

اولاد

مناقبِ سلطانی میں حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں کی تعداد آٹھ بیان کی گئی ہے جو اس طرح ہے:

۱۔ حضرت سلطان نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت سلطان ولی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت سلطان لطیف محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت سلطان صالح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت سلطان اسحاق محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت سلطان فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت سلطان شریف محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ حضرت سلطان حیات محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی مائی رحمت خاتون بھی تھیں[1]

---

[1] مرآتِ سلطانی (باھُو نامہ کامل)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام صاحبزادگان میں سے صرف تین صاحبزادوں حضرت سلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سلطان لطیف محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اولاد کا سلسلہ چلا جبکہ باقی صاحبزادگان لاولد فوت ہوئے اور ایک صاحبزادہ سلطان حیات محمد صاحب کا انتقال بچپن میں ہی ہوگیا تھا۔

سب سے بڑے صاحبزادے حضرت سلطان نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مزار مبارک کو چھوڑ کر دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر علاقہ گڑانگ فتح خاں لیہ چلے گئے اور وہیں رہائش اختیار کی اور سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بیس سال بعد واپس تشریف لائے اور یہیں وفات پائی اور مزارِ مبارک میں دفن ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد بستی قاضی نزد شہر لیہ میں آباد ہے۔

دوسرے صاحبزادے سلطان ولی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔ آخری سفر میں ڈیرہ غازی خان (اب رحیم یار خان) کے قریب شہر مرٹہ میں حضرت غیاث الدین تیغ ہراں عادل غازی شہید کی خانقاہ کے قریب وصال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد چاہ سمندری (پرانا دربار سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ)' موجودہ دربار شریف، احمد پور شرقیہ اور رحیم یار خان کے آس پاس آباد ہے۔ آپ کی اولاد ہی سے تمام سجادہ نشین مقرر ہوئے اور زمین اور جائیداد کے وارث ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے بعض بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر فائز ہوئے اور بعض نے سیاست کے میدان میں بھی بڑا نام کمایا۔ میرے مرشد پاک کا سلسلہ نسب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے واسطہ سے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

سلطان لطیف محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد بہت تھوڑی تعداد میں سبزل کوٹ (صادق آباد) میں آباد رہی۔ اس خانوادہ نے گمنامی اور تنگدستی میں وقت گزارا اور بالآخر ان کا سلسلہ مفقود ہو گیا۔ اب صرف دو صاحبزادوں سلطان نور محمد اور سلطان ولی محمد سے اولاد کا سلسلہ چل رہا ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

کرامات

اصطلاحِ شریعت میں کرامت وہ خلافِ عادت قوت ہے جس کا ظہور اولیاء کرام سے ہوا۔ دراصل کرامت ایک روحانی قوت ہے جو عطائے الٰہی ہوتی ہے اور اللہ پاک اپنے پاک بندوں کو یہ قوت عطا فرماتا ہے۔ کرامت اور معجزہ میں فرق یہ ہے کہ معجزہ نبی سے صادر ہوتا ہے اور کرامت نبی کی اتباع کرنے والے اولیاء اللہ سے صادر ہوتی ہے۔

کرامت دو قسم کی ہوتی ہے ایک مادی یا ظاہری دوسری روحانی یا باطنی ۔ مادی یا ظاہری کرامت عوام الناس کیلئے ہوتی ہے کیونکہ ظاہر بین ظاہری کرامت کو مانتے ہیں۔ روحانی یا باطنی کرامت خواص کیلئے ہوتی ہے اور اس کرامت کو خواص ہی جانتے ہیں۔ مادی یا ظاہری کرامت میں شیطانی استدراج بھی ہوسکتا ہے اور یہ کافر جوگیوں اور مشرکوں سے بھی ظاہر ہوسکتی ہے مثلاً پانی پر چلنا' ہوا میں اڑنا' کسی بیمار کو اچھا کر دینا' کسی تندرست کو بیمار کر دینا' دیوانہ بنا دینا' غیب کی باتیں بتا دینا وغیرہ۔ عارف اِن کرامتوں کو تسلیم نہیں کرتے اور انہیں راہِ فقر میں حیض و نفاس کا درجہ دیتے ہیں۔ روحانی اور باطنی کرامت یہ ہے کہ کسی کے قلب کو بدل دینا' ذکرِ اَللّٰہُ سے قلب کو جاری کر دینا' ایک ہی نگاہ سے واصل باللہ کر دینا' کسی جاہل کو عالم بنا دینا' کسی شخص کو ایسا علم عطا کر دینا جو اسے پہلے حاصل نہ ہو' فنا فی الشیخ' فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مرتبہ پر پہنچا دینا' دنیا دار کو ایک ہی نگاہ سے عارف بنا دینا' بے رنج و ریاضت اور چلہ کشی کے مشاہدۂ حق تعالیٰ اور دیدارِ الٰہی میں غرق کر دینا۔ یہ عارفین کی کرامتیں خواص کیلئے ہیں اور ان میں شیطانی استدراج نہیں ہوتا۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار ظاہری و باطنی کرامات ہیں جن کو مختصراً بیان کیا جارہا ہے:

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت جس کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے، بہت مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے ہی جس کافر پر نگاہ ڈالتے وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجاتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت آخر عمر تک جاری وساری رہی۔

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری کرامت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اُمّی تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی مدرسہ سے تعلیم حاصل نہیں کی اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت کی مروجہ زبان فارسی میں 140 کتب تصنیف فرمائیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا اعجاز ہے اور میرا مشاہدہ بھی ہے کہ ایک دفعہ باوضو، صدق، اخلاص اور ادب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو قلب روشنی سے منور ہونے لگتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سراسر الفاظِ نوری اور کلماتِ حضوری پر مشتمل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعلان آپ کی ہر کتاب میں موجود ہے ''اگر کسی کو تلاش کے باوجود مرشدِ کامل نہ ملتا ہو وہ ہماری کسی بھی کتاب کو مرشد اور وسیلہ بنائے تو ہمیں قسم ہے کہ اگر ہم اسے اس کی منزل تک نہ پہنچائیں۔'' اس خادم کا یہ مشاہدہ ہے کہ صدقِ دل سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ کرنے والا اپنی طلب کے مطابق مرشدِ کامل اکمل تک پہنچ جاتا ہے۔پھر دِل کے اندھوں کیلئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فرمان بھی ہے ''ہماری کتاب معرفت سے ازلی محروم اور کورچشم شُوم کو ہرگز پسند نہیں آئے گی۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا یہ اعجاز بھی ہے کہ عارفین کیلئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب خواہ وہ عارف ابتدائی مقام پر ہو یا متوسط یا انتہائی مقام پر وحدت میں غرق ہو، ہر ایک کیلئے علیحدہ علیحدہ اسرار کا خزانہ رکھتی ہیں وہ جس مقام پر ہوگا اسی مقام کے مطابق ان کتب سے راہنمائی پائے گا۔

❁ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ شورکوٹ میں کاشتکاری کرتے تھے تو افلاس اور ناداری سے تنگ ایک سفید پوش عیال دار سیّد صاحب بزرگوں اور فقیروں کی تلاش میں مارے مارے پھرا کرتے تھے کہ کہیں سے کوئی اللہ کا بندہ مل جائے اور اس کی دعا سے میری غربت اور تنگدستی دور ہوجائے۔اسی طلب

میں وہ ایک فقیر کی خدمت میں رہنے لگا اور اس کی جان توڑ خدمت کی۔ ایک دن فقیر کو اس کے حال پر رحم آیا اور پوچھا تیری مراد اور حاجت کیا ہے؟ اس سیّد نے عرض کی کہ میرا بڑا بھاری کنبہ ہے اور قرض بہت ہو گیا ہے جوان لڑکیاں اور لڑکے ہیں افلاس اور تنگدستی کی وجہ سے ان کی شادی بھی نہیں کر سکتا۔ ظاہری اسباب ختم ہو چکے ہیں اب تو غیبی مدد کے سوا میری تنگدستی کا علاج ناممکن ہے؟ تب اس فقیر نے کہا کہ میں تجھے ایک مردِ کامل کا پتہ بتا دیتا ہوں سوائے اس کے تیرا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔ تو حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شورکوٹ (جھنگ) چلا جا اور ان کی بارگاہ میں عرض پیش کر۔ وہ پریشان حال سیّد صاحب حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گئے لیکن ان کی مایوسی کی کوئی حد نہیں رہی جب دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کھیتوں میں ہل چلا رہے ہیں اور پھر انہیں اردگرد سے پتہ چل چکا تھا کہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فقیر کی حیثیت سے نہیں یہاں تو کسان کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر مایوس ہو کر واپس مڑنے ہی والے تھے کہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے، جو کہ ان کی قلبی کیفیت سے آگاہ ہو چکے تھے، ان کو آواز دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سن کر ان سیّد صاحب کی کچھ ڈھارس بندھی اور دل میں کہنے لگے کہ اب خود بلایا ہے تو عرض پیش کرنے میں کیا حرج ہے؟ سیّد صاحب نے قریب آ کر سلام کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلام کا جواب دے کر پوچھا کہ کس ارادے سے یہاں آئے ہو۔ سیّد صاحب نے اپنی ساری سرگزشت سنا دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شاہ صاحب! مجھے پیشاب کی حاجت ہے آپ میرا ہل پکڑ کر رکھیں میں پیشاب سے فارغ ہو لوں۔ غرض آپؒ نے پیشاب کیا اور مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد وہ ڈھیلا ہاتھ میں لیے سیّد صاحب سے مخاطب ہوئے "شاہ صاحب! آپ نے مفت تکلیف اٹھائی میں تو ایک جٹ آدمی ہوں"۔ سیّد صاحب کا دل پہلے ہی سفر کی محنت اور مایوسی سے جلا ہوا تھا طیش میں آ کر بولے کہ ہاں یہ میری سزا ہے کہ سیّد ہو کر آج ایک جٹ کے سامنے سائل کی حیثیت سے کھڑا ہوں۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو جلال آیا اور اپنی زبانِ مبارک سے یہ شعر پڑھتے ہوئے وہ پیشاب والا ڈھیلا زمین پر دے مارا:

نظر جنہاں دی کیمیا، سونا کردے وٹ　　قوم اُتے موقوف نہیں کیا سیّد کیا جٹ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیشاب والا ڈھیلا اسی جُتی ہوئی زمین پر دور تک لڑھکتا چلا گیا اور زمین کے جن جن مٹی کے ڈھیلوں سے لگتا گیا وہ سونے کے بنتے چلے گئے۔ سیّد صاحب یہ حالت دیکھ کر دم بخود رہ گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر کر رونے لگے اور معافیاں مانگنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شاہ صاحب یہ وقت رونے کا نہیں یہ ڈھیلے چپکے سے اُٹھا لو اور چلتے بنو ورنہ لوگوں کو پتہ لگ گیا تو نہ تیری خیر ہے اور نہ میری۔ چنانچہ اس سیّد صاحب نے ان سونے کے ڈھیلوں کو جلدی سے اپنی چادر میں لپیٹ لیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں چومتے ہوئے وہاں سے چل دیئے۔ (مناقبِ سلطانی)

❁ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مشرقی ریگستان کے علاقہ تھل میں چند طالبوں اور درویشوں کے ساتھ محوِ سفر تھے۔ راستہ میں کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ اکسیر نظر کسے کہتے ہیں؟ اس وقت پاس ہی ایک شخص لکڑیوں کا ایک گٹھا جمع کر کے اسے اٹھانے کو ہی تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف نگاہ ڈالی تو وہ شخص آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کرنے والے سے کہا جس وقت واپس آ کر ہم اس جگہ آئیں جہاں وہ لکڑیاں اُٹھانے والا ہمیں ملا تھا تو تمہارے سوال کا جواب وہی شخص دے گا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سفر سے لوٹے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر اسی جگہ سے دوبارہ ہوا جہاں وہ لکڑیاں اٹھانے والا آدمی ملا تھا تو ایک طالب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس سوال کے جواب کی یاد دلا کر عرض کی کہ جناب ہم واپس اسی جگہ پر آ گئے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ مہربانی فرما کر ہمیں اس سوال کا جواب دیں کہ اکسیرِ نظر کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام طالبوں، درویشوں اور مریدوں کو اس آدمی کے پاس لے گئے تو اس کو اسی حالت میں پایا جس حالت میں چھوڑ گئے تھے کہ لکڑیوں کا گٹھا اس کے سامنے پڑا ہوا ہے اور وہ آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہمراہ طالبوں سے کہا کہ اس آدمی سے اپنے سوال کا جواب پوچھو۔ جب انہوں نے اس آدمی کو بلایا تو وہ بت کی طرح ساکت کھڑا رہا اور کوئی جواب نہ دیا اور بار بار بلانے پر بھی کوئی توجہ نہ دی تو انہوں نے عرض کی حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ خود بلائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس روز ہم یہاں سے

www.sultan-ul-faqr-publications.com

گزرے تھے تم نے اس شخص کو کس طرح دیکھا تھا۔ انہوں نے عرض کی حضور یہ شخص لکڑیوں کا گٹھا اُٹھانے کو تھا اور جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نظر فرمائی تو یہ آسمان کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شخص اس روز سے اسی حالت میں کھڑا ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری دفعہ اس کی طرف توجہ کی تو وہ ہوش میں آ گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر کر زار و قطار رونے لگا اور فریاد کرنے لگا کہ خدا کیلئے مجھے پھر اسی حالت میں پہنچا دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو اپنی حالت بتاؤ۔ اس نے عرض کی کہ حضور جس روز آپ رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے گزر رہے تھے میں یہ لکڑیوں کا گٹھا اُٹھانے کو ہی تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف باطنی نگاہ ڈالی اور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اسی ایک نگاہ سے اللہ تعالیٰ کے دیدار میں غرق ہو گیا اور آج تک میں اسی لذتِ دیدار میں محو اور مدہوش رہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار پھر مجھے اس حالت سے نکال لیا ہے۔ مجھے صبر اور قرار نہیں آ رہا مجھے پھر اسی حالت میں پہنچا دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درویشوں اور طالبوں سے فرمایا یہ اکسیرِ نظر کی ادنیٰ سی مثال ہے جو تم نے دیکھی ہے۔ تب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے فرمایا جا اپنے لکڑیوں کے گٹھے کو اٹھا لے پہلے تو مجذوب ابن الوقت تھا اب تو سالک ابوالوقت ہو گا۔ اب یہ تیرے اختیار میں ہے کہ جب چاہے اس حالت میں چلا جایا کر اور جب چاہے واپس آ جایا کر۔ (مناقبِ سلطانی)

❁ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے محل پاک (مزار پاک) کے دروازے کے سامنے بیر کا ایک درخت ہوا کرتا تھا۔ یہ درخت دروازے کے وسط میں تھا اس لئے جو لوگ زیارت کرنے جاتے انہیں بڑی تکلیف ہوتی اور پھر دروازے کے سامنے ہونے کی وجہ سے درمیان میں پردہ سا حائل رہا کرتا۔ خلفاء اور مجاور ادب کے سبب بیر کے اس درخت کا کاٹنا جائز خیال نہ کرتے تھے۔ ایک روز ایک نابینا شخص زیارت کے لئے محل پاک کے اندر داخل ہونے لگا کہ اس کی پیشانی درخت کے ایک مضبوط تنے سے ٹکرا گئی جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا اور پیشانی سے خون بہنے لگا۔ خلفاء اور مجاوروں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ کل نمازِ فجر کے بعد اس درخت کو کاٹ دیا جائے۔ اسی زمانہ میں ایک

فقیر حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ ڈیرہ اسماعیل خاں سے آکر دربار پاک پر معتکف ہوئے تھے بڑے صاحبِ حال فقیر تھے وہ بھی اس مشاورت میں شامل تھے۔ چنانچہ رات کو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا ''ہماری بیری کے درخت کو کیوں کاٹتے ہو وہ خود بخود یہاں سے دور جا کھڑا ہوگا۔'' صبح دیکھا گیا کہ واقعی وہ درخت اپنے اصلی مقام سے دس قدم کے فاصلہ پر کھڑا ہے۔ یہ مبارک درخت دہلیز کے وسط سے عین شمال کی طرف یعنی زیارت کرنیوالوں کے دائیں ہاتھ خود بخود جا کھڑا ہوا۔ اس روز سے اس درخت کا نام حضوری بیر ہے۔ اس کا میوہ زیارت کرنیوالے ہزار ہا کوس تک بطور تبرک لے جاتے ہیں۔ اسے بیماروں کی شفا، حصولِ اولاد اور تبرک کیلئے کھاتے ہیں اگر پھل میسر نہ ہو تو اس کے پتے ہی تبرک کیلئے لے جاتے ہیں۔ اس کرامت سے خواب میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کو مطلع فرمایا تھا اس لیے ان خلیفہ موصوف کا لقب ''بیر والا صاحب'' اور مخدوم صاحب بیر والا'' پڑ گیا اور ان کے مرید اِن کو اسی نام سے پکارتے تھے۔ (مناقبِ سلطانی)

❁ ایک دفعہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ چند درویشوں کے ہمراہ ڈیرہ غازی خان کے علاقہ میں سفر فرما رہے تھے راستہ میں چبری نامی گاؤں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہی درویشوں نے عرض کی کہ حضور (رحمۃ اللہ علیہ) اگر اجازت مرحمت فرمائیں دوپہر کا وقت قریب ہے یہیں روٹیاں پکا لیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت عطا فرما دی۔ اس گاؤں میں ایک عورت درویشوں کی خدمت کیا کرتی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہی درویش اس عورت کے ساتھ مل کر کھانا پکانے میں مصروف ہوئے۔ اس عورت کی ایک شیر خوار بچی پنگوڑے میں سوئی ہوئی تھی کہ جاگ کر رونے لگی وہ عورت حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی ''اے درویش! ذرا اس پنگوڑے کو ہلا دے تا کہ یہ چپ ہو جائے'' حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ پنگوڑے کو ہلانے لگے اور ساتھ ہی توجہ فرما کر بچی کا قلب اسمِ اَللّٰہُ ذات سے روشن کر دیا پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''اے عورت! اس بچی کے پنگوڑے کو ہم نے ایسی جنبش

دی ہے کہ تا قیامت یہ جنبش ترقی پذیر ہوگی۔" اس بچی کا نام حضرت فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا ہے یہ قوم بلوچ مستوئی سے تھیں اوران کا مزار ڈیرہ غازی خان کے علاقہ "وھوآ" کے مقام پر فتح خان کے نام سے مشہور دیہات کے علاقہ "کاتکر" میں ہے اس مزار پاک پر لاکھوں زائرین اور سینکڑوں طالبِ اللہ فیض حاصل کرنے کیلئے جاتے ہیں۔

❁ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ وادی سون سکیسر کی سیاحت کو نکلے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ سلطان نورنگ کھیتران آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے۔ وہاں کلر کہار کی ایک خوبصورت پہاڑی کے پاس رکے (یہاں آج کل حکومت نے ایک تفریح گاہ بنا دی ہے اور لوگ پکنک منانے یہاں آتے ہیں۔) اس پہاڑی کے غار میں رمضان شریف کی پہلی تاریخ کو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ مراقب ہو گئے اور دیدارِ الٰہی میں غرق ہو گئے۔ جب شام کا وقت آ گیا تو حضرت سلطان نورنگ صاحب کو فکر دامن گیر ہوئی کہ خدا جانے حضور کب تک حالتِ استغراق میں رہیں گے اور یہاں اس جنگل میں ہمارے کھانے پینے کا بندوبست کیا ہوگا۔ چنانچہ شام کو جب افطار کا وقت ہوا تو ایک غیبی موکل ہرن کی صورت میں پہاڑ سے اتر کر حضرت سلطان نورنگ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آ کھڑا ہوا اس کے سینگوں پر کھانا اور پانی موجود تھا اس نے اپنا سر جھکا دیا اسی وقت حضرت سلطان نورنگ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد کی آواز آئی:

برات عاشقاں برشاخ آہو[1]

("سچے عشق کی کوئی جزا نہیں"، یعنی یہ کھانا تیرے عشق کا بدلہ نہیں بلکہ صرف تیری ضرورت پوری کرنے کے لیے ہے) چنانچہ حضرت نورنگ سلطان صاحب نے اس کھانے کے ساتھ روزہ افطار کیا اور برتن اور دستر خوان اس غیبی ہرن کے سینگوں کے ساتھ باندھ کر رخصت کر دیا۔ اسی طرح تمام ماہِ رمضان حضرت نورنگ سلطان صاحب کو سحری اور افطاری کے وقت وہ رزق پہنچتا رہا۔

غرض حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ تمام ماہِ رمضان حالتِ استغراق میں رہے۔ عید کی رات جب

---

[1] فارسی ضرب المثل

چاند نظر آیا اور آس پاس کی آبادیوں میں عید کی خوشی میں ڈھول اور نکارے بجنے لگے تو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ سے باہر آئے اور نورنگ سلطان سے پوچھا کہ یہ کیسا شور ہے؟ عرض کی کہ حضور عید کا چاند نظر آ گیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''نورنگ! کیا سارا رمضان گزر گیا؟ اور ہمارے روزوں، نمازوں اور تراویح کا کیا بنا؟'' عرض کی کہ حضورؒ بہتر جانتے ہیں۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود اس قدر استغراقِ اللہ کے تمام نمازوں، روزوں اور تراویح کو قضا کر کے ادا کیا اور جب غیبی ہرن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حاضر ہوا تو اس کی التجا پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہ فرمائی جس کو وہ برداشت نہ کر سکا اور واصل بحق ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت وہاں ایک اور درویش[1] بھی موجود تھا اس نے عرض کی کہ میں ایک عرصہ سے خدمت میں موجود ہوں مگر مجھ پر ایسی توجہ نہ کی گئی حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر توجہ فرمائی تو وہ بھی جانبر نہ ہو سکا اور واصل بحق ہوا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دونوں کے مزارات ساتھ ساتھ بنا دیئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت کی وجہ سے وہ جگہ ''آہو باھُوؒ'' کے نام سے مشہور ہو گئی اور بہت مشہور زیارت گاہ بن گئی۔ اس خادم[2] نے کئی بار اس جگہ کی زیارت کی ہے اور حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ کی بھی زیارت کی ہے کیونکہ میرے مرشد پاک ہر سال گرمیوں میں وادی سون سکیسر (اوچھالی) تشریف لے جایا کرتے تھے اور اس خادم کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کیلئے موٹروے کے راستہ سے کلر کہار سے گزر کر اوچھالی جانا پڑتا تھا اس لئے ہر سال بارہ پندرہ بار اس جگہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہا ہے۔

---

[1] میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد اور والد حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت فرمائی ہے کہ اس درویش کا نام فقیر غلام محمد تھا جو نور پور سیتھی ضلع چکوال کا رہائشی تھا۔

[2] اس عاجز نے بیعت سے قبل بھی مارچ 1994 میں ایک سفرِ زیارت کے دوران اِن مزارات کی زیارت کی تھی۔ اس وقت موٹر وے کی تعمیر کے لیے ابھی کھدائی ہو رہی تھی اس وقت یہ مزارات ''آہو باھُوؒ'' ہی کے نام سے معروف تھے۔ فقیر نور محمد کلاچوی کے فرزند فقیر عبدالحمید ''حیاتِ سروری'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ اُن کے والد فقیر نور محمد کلاچوی رمضان کے مہینہ میں اکثر سون سکیسر کی پہاڑیوں پر بھی جاتے رہے وہاں آہو باھُو کی یادگار قبر پر بھی جایا کرتے تھے۔ خود فقیر نور محمد کلاچوی نے مخزن الاسرار میں مزاراتِ آہو باھُو کا ذکر فرمایا ہے۔

2001ء تک تو یہ جگہ ''دربار آہو باھوؒ'' کے نام سے ہی مشہور تھی لیکن 2002ء میں جب میرا گزر وہاں سے ہوا تو معلوم ہوا کہ اس جگہ کا نام تبدیل ہو چکا ہے اور ''آھو باھوؒ'' کو ''ہو بہو'' میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور کسی نے ان مزارات کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سیّد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں سیّد شیخ محمد یعقوب شہید اور حضرت شیخ سیّد محمد اسحاق شہید کے نام سے موسوم کر کے اپنے حلقہ میں لے لیا ہے اور تاریخ کا رخ ہی بدل دیا ہے۔

❁ اس جگہ کی ایک کرامت اور مشہور ہے کہ اس جگہ میٹھا پانی نہیں تھا اس لئے کلر کہار کے رہنے والوں کو بہت دور دراز سے پینے کیلئے میٹھا پانی لانا پڑتا تھا ایک دفعہ کچھ عورتیں پانی بھر کر لا رہی تھیں کہ اللہ کے ایک ولی (حضرت شیخ فریدالدین[1] گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ) کا گزر ہوا اور انہوں نے ان سے پینے کیلئے پانی مانگا تو عورتوں نے جواب دیا کہ بابا جی پانی تو کڑوا ہے تو اس اللہ کے بندے نے فرمایا اچھا کڑوا ہے تو کڑوا ہی سہی؟ ان عورتوں نے گھر جا کر جب گھڑوں میں پانی دیکھا تو وہ کڑوا نکلا۔ لوگ اس چشمے پر گئے جہاں سے پانی بھر کر لاتے تھے وہ بھی کڑوا ہو چکا تھا۔ تمام کلر کہار کے لوگ ان بزرگ کی تلاش میں نکلے اور ان کے پاس جا کر عرض کی کہ عورتوں سے غلطی ہوگئی وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پہچان نہ سکیں اس لئے معاف فرما دیں اور پانی کی یہ چھوٹی سی جگہ ہی ہمارا سہارا ہے تو انہوں نے کہا کہ کڑوا تو ہو چکا اب ہم اسے میٹھا نہیں کر سکتے لیکن ایک وقت یہاں سے عارفین کا سلطان (رحمۃ اللہ علیہ) گزرے گا اس سے عرض کرنا کڑوی چیزوں کو میٹھا اور ناکارہ کو کارآمد بنانا اسی کی صفت ہے۔

جب حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ ہرن کو دفن کر چکے تو آبادی کے لوگوں کو پتہ چلا کہ ایک مردِ حق یہاں پر ایک ماہ سے موجود ہے اور ویران پہاڑی پر ایک ماہ سے مصروفِ عبادت ہے۔ وہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پانی کے مسئلہ کے متعلق عرض کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ گاہ میں بیٹھے بیٹھے ایک پتھر اُٹھا کر پہاڑی کے دامن میں زور سے دے مارا تو وہاں سے پانی کا چشمہ پھوٹ

---

[1] مرآتِ سلطانی (باھونامہ کامل)

نکلا۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یہ چشمہ قیامت تک جاری رہے گا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جاری کردہ یہی چشمہ کلر کہار کے لوگوں کیلئے زندگی کا سبب ہے اور پانی کی تمام ضروریات یہی اکیلا چشمہ پوری کرتا ہے۔اس پانی کی وجہ سے ایک قدرتی جھیل کلر کہار میں بن چکی ہے اور اب تو یہ جگہ بہت بڑی تفریح گاہ بن گئی ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

منتقلی امانتِ الٰہیہ
اور
سلسلہ سروری قادری

امانتِ الٰہیہ

❁ امانتِ الٰہیہ کے بارے میں قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''ہم نے بارِ امانت (امانتِ الٰہیہ) کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا سب نے اس کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اٹھالیا''۔ (الاحزاب 72)

فقراء کاملین کے نزدیک اس امانت سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی وراثت اسمِ اَللّٰہُ ذات یعنی امانتِ فقر (امانتِ الٰہیہ) ہے۔

❁ جس انسان میں امانتِ الٰہیہ یا امانتِ فقر منتقل ہونا ہوتی ہے وہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ (ترجمہ: جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہوتا ہے۔) کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔

جب طالب یا سالک فقر کی انتہا بقا باللہ پر پہنچ جاتا ہے تو جملہ صفاتِ الٰہی سے متصف ہو کر ''انسانِ کامل'' کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اور وہی امانتِ الٰہیہ کا حامل ہوتا ہے۔ اس کائنات کے کامل ترین انسان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے مظہرِ اُتم ہیں۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جناب رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام انسانِ کامل ہیں اور

باقی لوگ حسبِ مراتب تقریب رکھتے ہیں"۔ (عین الفقر)

❁ انسانِ کامل ہی امانتِ الٰہیہ کا حامل اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے "جمعیت جو کہ لطفِ رحمٰن ہے انسانِ کامل کے نصیب ہوتی ہے کامل انسان صرف انبیاء اور فقراء ہیں۔" (فضل اللقاء)

❁ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ○ (الفرقان 59)

ترجمہ: وہ رحمٰن ہے سو پوچھ اس کے بارے میں اُس سے جو اس کی خبر رکھتا ہے۔

انسانِ کامل اللہ تعالیٰ کا مظہر اور مکمل آئینہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوارِ ذات وصفات واسماء و افعال کا اپنے اندر انعکاس کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جمیع صفات سے متصف اور اس کے جملہ اخلاق سے متخلق ہو جاتا ہے۔

❁ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنی کتاب "مرآۃ العارفین" میں فرماتے ہیں:

"پورا قرآنِ مجید اُم الکتاب (سورہ فاتحہ) میں ہے اور سورہ فاتحہ بسم اللہ میں اور اسمِ اَللّٰہُ انسانِ کامل کے دل میں جلوہ گر ہے۔ اس لئے انسانِ کامل تمام صفات وذات کیلئے مجمل اور مفصّل ہے"۔

❁ فقر کی اسی منزل پر جب حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اور منزلِ فقر میں بارگاہِ کبریا سے حکم ہوا کہ تو ہمارا عاشق ہے۔ اس فقیر نے عرض کی کہ عاجز کو حضرتِ کبریا کے عشق کی توفیق نہیں، پھر حکم ہوا کہ تو ہمارا معشوق ہے اس پر یہ عاجز خاموش ہو گیا تو حضرتِ کبریا کے انوارِ تجلّی کے فیض نے بندے کو ذرے کی طرح استغراق کے سمندروں میں غرق کر دیا اور فرمایا کہ تو ہماری ذات کی "عین" ہے اور ہم تمہاری "عین" ہیں حقیقت میں تو ہماری "حقیقت" ہے اور معرفت میں تو ہمارا یار ہے اور "ھُو" میں "سِرِّ یاھُو" ہے"۔ (رسالہ روحی شریف)

یہاں ھُو سے مراد ذاتِ حق تعالیٰ ہے اور یاھُو سے مراد "حقیقتِ محمدیہ" ہے اور "سِرّ" سے مراد تکمیلِ باطن، وصالِ الٰہی ہے یعنی مقامِ فنا فی اللہ بقا باللہ ہے جہاں پر انسان کامل ہو کر

www.sultan-ul-faqr-publications.com

''امانتِ الٰہیہ'' کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔

❁ عقلِ بیدار میں انسانِ کامل کے بارے میں حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''چونکہ اللہ تعالیٰ کے نورِ مبارک سے جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک ظاہر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے تمام مخلوق کا ظہور ہوا اس لئے انسان کی اصل نور ہے اور عمل کے مطابق جب نفس، قلب اور روح تینوں نور بن جاتے ہیں اس کو انسانِ کامل کہتے ہیں۔''

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نور الہدیٰ میں فرماتے ہیں: ''انسانِ کامل کا وجود طلسماتِ اسم و مسمّٰی کا گنج و معمّہ ہے۔''

یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انسانِ کامل کے وجود کو طلسمات فرمایا ہے۔ انسانِ کامل ''اسم (اَللّٰہُ) اور مسمّٰی'' (ذاتِ الٰہی) کو پالینے کا راز جانتا ہے یہ ایک خزانہ (گنج) ہے اور جس طرح کسی خزانہ تک معمہ کو حل کر کے پہنچا جا سکتا ہے اسی طرح انسانِ کامل کو جاننا بھی ایک معمہ ہے اور جو اس معمہ کو حل کر لیتا ہے وہی انسانِ کامل کی حقیقت تک پہنچتا ہے۔

❁ علامہ ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ انسانِ کامل کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

''چونکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات جامع جمیع صفات و منبع جمیع کمالات ہے لہٰذا وہ اصل تجلیات و ربّ الارباب کہلاتا ہے اور اسکا مظہر جو عین ثانیہ ہوگا وہ عبداللہ عین الاعیان ہوگا۔ ہر زمانے میں ایک شخص قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رہتا ہے جو اپنے زمانے کا عبداللہ ہوتا ہے اس کو قطب الاقطاب یا غوث کہتے ہیں جو عبداللہ یا محمدی المشرب ہوتا ہے وہ بالکل بے ارادہ تحتِ امر و قربِ فرائض میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ کو جو کچھ کرنا ہوتا ہے اس کے توسط سے کرتا ہے۔''[1]

❁ جیسا کہ قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (یٰسٓ 12)

---

[1] فصوص الحکم، صفحہ نمبر 232 ترجمہ: مولانا عبدالقدیر صدیقی ناشر نذیر سنز لاہور

ترجمہ: اور ہر امر (چیز) کو جمع کر رکھا ہے ہم نے امامِ مبین میں۔

اس آیت میں امامِ مبین سے مراد ''انسانِ کامل'' ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر امر، حکم اور اپنی پیدا کردہ کل کائنات کو ایک لوحِ محفوظ جو کہ انسانِ کامل کا دل ہے، میں محفوظ کر رکھا ہے۔ انسانِ کامل کا دل وہ جگہ ہے جہاں انوارِ ذات نازل ہوتے ہیں اور اس کی وسعت کا بیان و اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

❁ لوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب — گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب (اقبالؒ)

حضرت شیخ موید الدین جندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

❁ ''اسمِ اعظم جس کا ذکر مشہور ہو چکا ہے اور جس کی خبر چار سو پھیل گئی ہے وہ حقیقتاً و معناً عالمِ حقائق اور معنی سے ہے اور سورۃً و لفظاً عالمِ صورت و الفاظ سے ہے۔ جمیع حقائقِ کمالیہ سب کی سب احادیث کا نام حقیقت ہے اور اس کے معنی وہ انسانِ کامل ہے جو ہر زمانہ میں ہوتا ہے یعنی وہ قطب الاقطاب اور امانتِ الٰہیہ کا حامل اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے اور اسمِ اعظم کی صورت ولیٔ کامل (انسانِ کامل) کی ظاہری صورت کا نام ہے۔'' (صفحہ 41، جلد اوّل) [1]

حضرت سیّد عبدالکریم بن ابراہیم الجیلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف 'انسانِ کامل' میں فرماتے ہیں:

❁ ''وجودِ تعینات میں جس کمال میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متعین ہوئے ہیں کوئی شخص متعین نہیں ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق، احوال، افعال اور اقوال اس امر کے شاہد ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کمالات میں منفرد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانِ کامل ہیں اور باقی انبیاء و اولیاء اکمل صلوٰۃ اللہ علیہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے ملحق ہیں جیسے کامل اکمل سے ملحق ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وہ نسبت رکھتے ہیں جو فاضل کو افضل سے ہوتی ہے لیکن مطلق اکمل انسان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک ہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالاتفاق انسانِ کامل ہیں۔'' (صفحہ 379)

---

[1] تفسیر روح البیان، ترجمہ مولانا محمد فیض احمد اویسی ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

www.sultan-ul-faqr-publications.com

❁ مزید فرماتے ہیں ''انسانِ کامل وہ ہے جو بمقتضائے حکمِ ذاتی بطور ملک واصالت اسماءِ ذاتی وصفاتِ الٰہی کا مستحق ہو۔ حق کیلئے اس (انسانِ کامل) کی مثال آئینے کی سی ہے کہ سوائے آئینہ کے کوئی شخص اپنی صورت نہیں دیکھ سکتا اور نہ انسان کیلئے ممکن ہے کہ سوائے اسمِ اَللّٰہُ کے آئینہ کے، کہ وہ اس کا آئینہ ہے، اپنے نفس کی صورت دیکھ سکے اور انسانِ کامل بھی حق کا آئینہ ہے اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ سوائے انسانِ کامل کے اپنے اسماء وصفات کو کسی اور چیز میں نہ دیکھے۔'' (صفحہ 391)

آپ رحمۃ اللہ علیہ انسانِ کامل کی مزید تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ ''حقیقتِ محمدیہ ہر زمانہ میں اس زمانہ کے اکمل کی صورت میں اس زمانہ کی شان کے مطابق ظاہر ہوتی ہے یہ انسانِ کامل اپنے زمانہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خلیفہ ہوتا ہے۔

❁ انسانِ کامل وہ قطب ہے جس پر اوّل سے آخر تک وجود کے فلک گردش کرتے ہیں اور وہ جب وجود کی ابتدا ہوئی، اس وقت سے لے کر ابدالآباد تک ایک ہی شے ہے۔ پھر اس کے لیے رنگا رنگ لباس ہیں اور باعتبارِ لباس اس کا ایک نام رکھا جاتا ہے کہ دوسرے لباس کے اعتبار سے اس کا وہ نام نہیں رکھا جاتا۔ اس کا اصلی نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اس کی کنیت ابوالقاسم اور اس کا وصف عبداللہ اور اس کا لقب شمس الدین ہے۔ پھر باعتبار دوسرے لباسوں کے اس کے نام ہیں۔ پھر ہر زمانہ میں اس کا ایک نام ہے جو اس زمانہ کے لباس کے لائق ہوتا ہے۔'' (صفحہ 388)[1]

❁ اس حقیقت کو مزید وضاحت سے حضرت علامہ ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ 'فصوص الحکم' میں بیان کرتے ہیں:

''ہر زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ازل سے لے کر ابد تک اپنا لباس بدلتے رہتے ہیں اور اکمل افراد کی صورت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی جلوہ نما ہوتے ہیں''۔[2]

''پس ازل سے ابد تک انسانِ کامل ایک ہی ہے اور وہ ذات صاحبِ لولاک سرورِ کونین

---

[1] ترجمہ فضل میراں ناشر نفیس اکیڈمی کراچی [2] شرح فصوص الحکم والایقان

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک ہے جو آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک کے تمام رسولوں، نبیوں، خلیفوں کی صورت میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور ختمِ نبوت کے بعد غوث، قطب، ابدال، اولیاء اللہ کی صورت میں اعلیٰ قدر مراتب ظاہر ہوتی رہے گی۔"[1]

❁ حضرت شاہ سیّد محمد ذوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "انسانِ کامل تمام موجودات کا خلاصہ ہے باعتبار اپنی عقل اور روح کے اُمّ الکِتاب ہے، باعتبار قلب کے لوحِ محفوظ ہے، باعتبار اپنے نفس کے محو و اثبات کی کتاب ہے۔ انسانِ کامل ہی صحفِ مکرمہ اور یہی وہ کتابِ مطہر ہے جس سے کوئی چیز نہیں چھوٹی۔ اس کے اسرار و معانی کو سوائے ان لوگوں کے جو حجاباتِ ظلماتی سے پاک ہوں کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔[2]

❁ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جس طرح خزانے ویرانوں میں ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی "امانت" (امانتِ الٰہیہ) بھی ایسے شخص کے دل میں ودیعت کرتا ہے جس کی زیادہ شہرت نہ ہو۔" (مثنوی مولانا روم دفتر سوم)

ہر دور میں ایک ایسا انسان موجود ہوتا ہے جو امانتِ الٰہیہ کا حامل یا امانتِ فقر کا وارث ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خزانہ فقر کے مالک اور مختارِ کل ہیں اس لئے انہی سے یہ امانت اور خزانہ فقر منتقل ہوتا رہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِذن کے بغیر کسی انسان کو امانتِ الٰہیہ منتقل نہیں ہو سکتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خزانہ فقر خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو منتقل ہوا اور آپ رضی اللہ عنہا اُمتِ محمدیہ میں فقر کی پہلی سلطان (سلطان الفقر اوّل) ہیں۔ یہی خزانۂ فقر بابِ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو منتقل ہوا جن سے تمام سلاسل کا آغاز ہوا اور فقر اُمت کو منتقل ہوا اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں خزانۂ فقر حسین کریمین رضی اللہ عنہم کو منتقل ہوا۔ پھر یہ منتقل در منتقل ہوتا ہوا شہسوارِ فقر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تک پہنچا پھر خزانۂ فقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا۔ اب جب بھی امانتِ الٰہیہ منتقل ہوتی ہے تو آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس انسان کو غوث الاعظم حضرت شیخ

---

[1] شرح فصوص الحکم والایقان [2] سِرِّ دلبراں، ناشر الفیصل تاجران کتب لاہور

عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حوالہ کرتے ہیں اور پھر وہاں سے اُسے امانتِ الٰہیہ یا خزانہ فقر کیلئے حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔اب قیامت تک یہ خزانہ، خزانۂ فقر کے مختارِ کل صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت اور مہر سے اسی در سے منتقل ہوگا۔

امانتِ الٰہیہ کا حامل، جسے صاحبِ مسمّٰی مرشد کہا جاتا ہے، ہی مرشدِ کامل اکمل نورالہدیٰ ہوتا ہے۔اگر طالب کو ایسا مرشد مل جائے تو فقر کی انتہا پر پہنچنا کوئی مشکل مرحلہ نہیں ہے۔اس کی شان یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ پہلے دِن ہی طالب کو سلطان الاذکار اسمِ اعظم ''ھُو'' عطا کر دیتا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات تصور کے لیے عطا فرماتا ہے۔اگر ایسا مرشد مل جائے تو فوراً دامن پکڑ لے لیکن اس کو تلاش کرنا مشکل ہے کیونکہ یہ غیر معروف ہوتا ہے۔سینہ بہ سینہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا لیکن اس مرشد تک صرف وہی طالب پہنچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی پہچان، دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری کی طلب لے کر گھر سے نکلتے ہیں۔

یہی انسانِ کامل صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل اکمل نورالہدیٰ، حاملِ امانتِ الٰہیہ اور خزانہ فقر کا مالک اور نائبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوتا ہے اس کی تلاش اور غلامی فقراء نے فرض قرار دی ہے اس لیے طالبِ مولیٰ پر اس کی تلاش فرض ہے۔

منتقلی امانتِ الٰہیہ اور سلسلہ سروری قادری

❁ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ منتقلی امانتِ الٰہیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

دل دا محرم کوئی نہ ملیا، جو ملیا سو غرضی ھُو

ترجمہ: مجھے کوئی ایسا طالبِ مولیٰ زندگی میں نہیں ملا جو میرے پاس صرف طلبِ مولیٰ لیکر آیا ہو بلکہ میرے پاس تو جو بھی آیا وہ کسی نہ کسی نفسانی، دنیاوی اور ذاتی خواہش کی تکمیل کے لیے آیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں تیس سال تک اس طالبِ حق کی تلاش میں رہا جس کو وہاں پہنچاؤں جہاں میں ہوں (یعنی امانتِ الٰہیہ منتقل کرسکوں) لیکن مجھے کوئی ایسا طالبِ حق نہ مل سکا۔ (امیر الکونین)

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

1 ہم طالبم مطلوب ہم مرشد تمام ہر یکے را واقفم از ہر مقام

2 درطلب طالب بہ طلبم سالہا کس نہ یابم طالبے لائق لقا

ترجمہ: (1) میں ایسے ہی طالبِ مولیٰ کا خواہش مند ہوں اور ایک کامل مرشد کی حیثیت سے طالبی اور مرشدی کے تمام مقامات سے واقف ہوں۔ (2) میں سالہا سال سے ایسے طالب کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں جو دیدارِ الٰہی کے لائق ہو لیکن افسوس مجھے ایسا طالب نہیں ملا۔ (نور الہدیٰ کلاں)

نور الہدیٰ کلاں میں فرماتے ہیں:

❁ سالہا سال سے میں طالبانِ مولیٰ کی تلاش میں ہوں لیکن ابھی تک مجھے وسیع حوصلے اور ہمت والا لائقِ تلقین طالبِ صادق نہیں ملا جسے معرفت وتوحیدِ الٰہی کے ظاہری و باطنی خزانوں کی نعمت اور دولت (ورثہ فقر۔ امانتِ الٰہیہ) کا نصاب بے حساب عطا کر کے تبرکاتِ الٰہی کی زکوٰۃ کے فرض سے سبکدوش ہو کر اللہ تعالیٰ کے حق سے اپنی گردن چھڑا لوں۔ (باب شرح فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اقبال! کوئی محرم اپنا نہیں جہاں میں معلوم کیا کسی کو دردِ نہاں ہمارا

اوپر حوالوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی زندگی میں کوئی ایسا طالب نہ ملا جس کو امانتِ الٰہیہ منتقل کی جا سکتی اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ امانتِ الٰہیہ اور سلسلہ منتقل کیے بغیر ہی وصال فرما گئے۔

اس امانت اور سلسلہ کو بعد از وصال آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طالبِ حق سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل کیا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے چوراسی سال بعد مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے ایک سو انتالیس سال بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر آ کر امانتِ الٰہیہ اور سلسلہ فقر حاصل کیا اور سلسلہ سروری قادری جہاں پر رکا تھا وہیں سے شروع ہو گیا۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

سلطان التارکین

حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ

مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سے امانتِ الٰہیہ اور سلسلہ فقر سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوا اور سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سلسلہ سروری قادری کے شیخِ کامل ہیں۔

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ 29۔رمضان المبارک 1186ھ (24 دسمبر 1772ء) جمعۃ المبارک کی شب مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ذریعے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے:

سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ بن سیّد عبدالرحیمؒ بن سیّد عبدالعزیزؒ بن سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلویؒ بن سیّد عبدالقادر بن سیّد شرف الدین بن سیّد احمد بن سیّد علاؤ الدین ثانی بن سیّد شہاب الدین ثانی بن سیّد شرف الدین قاسم بن سیّد محی الدین یحییٰ بن سیّد بدرالدین حسین بن علاؤ الدین بن شمس الدین بن سیف الدین یحییٰ بن ظہیر الدین مسعود بن ابی نصر محمد بن ابو صالح نصر بن سیّدنا عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن غوث الاعظم سیّدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔

والدہ کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب امام سیّد محمد تقی رضی اللہ عنہ کے توسط سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے:

سیّدہ مومنہ بنتِ سیّد محمد زکی الدین بن سیّد عبداللہ بن سیّد محمد مبین بن سیّد امیر اخوند بن سیّد امام

www.sultan-ul-faqr-publications.com

الدین بن سیّد حیدر بن سیّد محمد بن سیّد فیروز بن سیّد قطب الدین بن سیّد امام الدین بن سیّد فخر الدین بن سیّد کمال الدین بن سیّد بدرالدین بن سیّد تاج الدین بن سیّد یحییٰ بن سیّد عبدالعزیز بن سیّد ابراہیم بن سیّد محمود بن سیّد زید شہوار بن سیّد عبداللہ زربخش بن سیّد یعقوب بن سیّد احمد بن سیّد محمد اعرج بن سیّد احمد بن سیّد محمد موسیٰ المبرقعؒ بن امام سیّد محمد تقیؒ بن امام سیّد علی رضاؒ بن حضرت سیّد امام موسیٰ کاظمؒ بن سیّد امام جعفر صادقؒ بن سیّد امام محمد باقرؒ بن سیّد امام زین العابدین علی بن حسینؓ بن سیّد الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پردادا ہیں۔ سیّد محمد عبداللہ شاہؒ کے دادا سیّد عبدالعزیز 1107ھ (1696ء) میں دہلی سے بغداد تشریف لے گئے پھر 1109ھ (1698ء) میں مدینہ منتقل ہو گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی بچپن سے ہی نورِ حق سے درخشاں تھی، جو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دیوانہ ہو جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن سے ہی عباداتِ الٰہی سے خصوصی شغف تھا۔ بارہ سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک حفظ کر لیا۔ دنیا اور دنیاوی معاملات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قطعاً دلچسپی نہ تھی۔ صرف عباداتِ الٰہی ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سکون کا باعث تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نانا سیّد محمد زکی الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اکثر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کے لیے لے جاتے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ وقت کے لیے سکون میسر آتا ورنہ عشقِ حقیقی کی تپش آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی طرح چین نہ لینے دیتی۔ کئی بار دیوانگی کے عالم میں دوڑتے دوڑتے مدینہ منورہ سے کئی میل دور نکل جاتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں لہولہان ہو جاتے۔

والدین کی وفات کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل دنیا سے بالکل اچاٹ ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گھر بار چھوڑ کر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام وقت عبادات اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مصروف رہتے۔ عرصہ چھ سال کی خدمت اور غلامی کے بعد حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے دیدار کی نعمت عطا کی اور پوچھا ''تو اس خدمت کے بدلے کیا چاہتا ہے''؟ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانتے ہیں کہ یہ غلام فقر چاہتا ہے'' اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''فقر کے لیے تجھے سلطان العارفین سلطان باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس ہند جانا ہوگا''۔ جب سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہوئے تو بہت حیران اور پریشان ہوئے کہ رشد و ہدایت کا منبع تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود ہیں پھر مجھے سلطان باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس کیوں بھیجا جا رہا ہے؟ لہٰذا دوبارہ خدمت اور غلامی کا سلسلہ شروع فرما دیا۔ مزید چھ سال کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیدار سے مشرف فرمایا اور پوچھا ''اس خدمت کے بدلہ میں کیا چاہتے ہو؟'' تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر عرض کیا ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانتے ہیں کہ یہ غلام فقر چاہتا ہے''۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تجھے فقر سخی سلطان باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) سے ہی ملے گا۔'' اس مرتبہ سیّد محمد عبداللہ شاہؒ نے عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں تو اس علاقے کی زبان اور رسم و رواج، رہن سہن اور کھانے پینے تک سے ناواقف ہوں۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''ہم تمہیں اپنے محبوب شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کرتے ہیں تمہاری رہنمائی کرنا اور وہاں تک پہنچانا اب ان کی ذمہ داری ہے۔''

خواب سے بیدار ہوتے ہی سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ حکم کے مطابق بغداد شریف حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر پہنچے اور وہاں سے اُن کی باطنی رہنمائی میں تمام سروری قادری مشائخ کے مزارات سے ترتیب وار فیض حاصل کرتے ہوئے جھنگ ہندوستان (موجودہ پاکستان) حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر 1241ھ (1825ء) میں پہنچے۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے باطنی طور پر انہیں امانتِ فقر اور سلسلہ منتقل فرمایا۔ حضرت سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مزار حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ پر ہی رہائش اختیار کر لی جہاں چھ ماہ تک حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی باطنی تربیت فرمائی اور پھر حکم دیا کہ ریاست بہاولپور کے شہر احمد پور شرقیہ میں رہائش اختیار کر کے طالبانِ مولیٰ کی راہِ فقر پر راہنمائی کریں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حکم پر

عمل کیا اور تمام زندگی احمد پور شرقیہ میں گزار دی۔

احمد پور شرقیہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ہزاروں لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں میں ریاست بہاولپور کے نواب بہاول خان سوئم بھی شامل تھے۔

لقب

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ''سُلطان التارکین'' ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہِ نبوی سے عطا ہوا کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن اولیاء اللہ میں سے تھے جن کے بارے میں حدیثِ قدسی ہے ''میرے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو میری قبا کے نیچے ہیں اور جن کو میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

ملفوظات پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت آزاد طبع عارف کامل مکمل اکمل اولیاء اللہ الاتقیاء الاخفیا بموجب حدیثِ قدسی تھے۔ شہرۂ عالم سے بے نیاز ہر وقت خلوت نشینی میں متوجہ الی اللہ مراقبہ میں بحالتِ استغراق رہتے تھے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو ریاست سے، دربار سے اور شہرت سے دور رکھتے تھے۔ کبھی چل کر نہ تو کسی نواب کی محفل میں گئے اور نہ ہی کسی سردار کے پاس۔ ہمیشہ اپنی خانقاہ میں قیام پذیر رہے اور جو طالبانِ صادق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لاتے اُن کو فیضانِ الٰہی، تلقینِ باطنی سے مشرف فرماتے اور اُن کا تزکیۂ نفس اور تصفیہ قلب فرماتے۔

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ باطنی طور پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''شاہ صاحب'' کے نام سے مخاطب فرمایا کرتے تھے اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ اس لقب سے بھی مشہور ہوئے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سے منسلک ہونے کی وجہ سے ''سخی سلطان'' اور جیلانی نسب کی وجہ سے ''جیلانی'' اور مدینہ منورہ میں ولادت کی وجہ سے ''مدنی'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا حصہ بنا۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

حلیہ اور لباس

ملفوظات پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ''آپ رحمۃ اللہ علیہ بالکل سادہ مزاج تھے اور سادہ لباس زیبِ تن فرمایا کرتے تھے۔ پیراہن وکلاہ پاجامہ شرعی اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سبز، نیلی اور سفید دستار استعمال فرمائی ہے۔ سفید دستار کا دو تین ہاتھ شملہ اوپر نکلا ہوتا تھا۔''

خوشی یا عید وغیرہ کے موقع پر تہمد اور کرتہ زیبِ تن فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی حسین اور حسن و جمال میں بے نظیر تھے بلکہ احسن الصورت، چہرہ فراخ، نورانی اور درخشاں معلوم ہوتا تھا اور کشادہ پیشانی تھے چشمان مبارک بہت موٹی تھیں۔ اکثر مراقبہ میں مشغول رہتے تھے اور کمالِ استغراق کی وجہ سے آنکھوں میں سرخی معلوم ہوتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بینی (ناک) مبارک بلند تھا۔ سر کے بال کانوں تک رکھتے تھے۔ ریش مبارک بالکل سفید، منور، گھنی، طول و عرض میں نہایت خوشنما تھی، قد درمیانہ تھا۔ جو لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں خواہ کسی غرض سے حاضر ہوتے تھے وہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دیدار مبارک میں ایسے بے خود ہو جاتے تھے کہ اُن کو گھر بار اور سب کام بھول جاتا تھا۔ حتیٰ کہ جولڑکے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں اگر کسی وقت حاضر ہو جاتے تھے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دیدار میں محو ہو جاتے تھے اور اُن کو کھیلنا کودنا بھول جاتا تھا۔ پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں ''ظاہری صورت میں حسین اور حسن و جمال میں بے مثال اپنے پیر صاحب حضرت پیر سیّد عبداللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے برابر ہم نے اپنی تمام عمر میں کوئی آدمی نہیں دیکھا اور ان کی خوش اخلاقی کمال درجہ کی تھی۔''

www.sultan-ul-faqr-publications.com

فقہی مسلک

حضرت سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ حنفی مسلک اور اہلِ سنت والجماعت سے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر سروری قادری ہے اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ سروری قادری کے شیخ ہیں:

ملفوظات میں ہے:

''حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقۂ سلوک سروری قادری تھا۔ طالبان کو اسی طریق میں داخل فرما کر ہدایت و تلقین فرماتے تھے۔ مشائخ سے طریقہ قادری دو طرح سے جاری اور معروف چلا آ رہا ہے، ایک زاہدی قادری دوسرا سروری قادری۔ سروری قادری طریق میں بغیر ریاضت' محنت و مشقت اور مجاہدہ کے طالبانِ خدا فی الفور محض نظرِ فیضِ اثر سے اور تلقینِ حقیقی خاص، توجہِ شیخِ کامل سے واصل بالمقصود ہو جاتے ہیں اور طریق زاہدی قادری میں محنت و ریاضت مجاہدہ و مشقت کثیر سے مدت دراز کے بعد مکاشفہ و کشائشِ رازِ حقیقت ہوتی ہے۔ جناب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طریق سروری قادری تھا کہ بغیر از ریاضت' مجاہدہ' محنت و مشقت طالبانِ خدا پر اُن کا فیضان جاری ہو جاتا تھا اور محض نظرِ فیض اثر سے کشائشِ کمال ہو جاتی تھی اور گاہے خاص تلقین بھی طالبانِ حق کو فرما دیا کرتے تھے۔''

اولاد

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ نرینہ نہیں تھی اولادِ مادینہ میں دو صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادی نور بی بی کا وصال سات سال کی عمر میں ہو گیا تھا اور دوسری صاحبزادی صالحہ بی بی پاک دامن کے نام

سے معروف تھیں۔ ولیہ کاملہ اور صاحبِ نگاہ خاتون تھیں ان کا وصال سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ہوا۔ ان کا مزار مڈر جبانہ گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں سلطان الصابرین حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب ہے۔ اُن سے اولاد کا سلسلہ نہیں چلا۔

وصال

29۔ رمضان المبارک 1276ھ (20۔ اپریل 1860ء) بروز جمعۃ المبارک بوقتِ عصر احمد پور شرقیہ بہاولپور میں اپنی خانقاہ میں وصال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔

مزار مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک فتانی چوک احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور (پنجاب) پاکستان میں ہے۔

سیّد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحِ حیات کے تفصیلی مطالعہ کے لیے ''مجتبیٰ آخر زمانی'' کے باب دوم کا مطالعہ فرمائیں۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

خلافت

راہِ فقر میں خلافت سے مراد مرشد کامل نور الہدیٰ (انسانِ کامل) کا مختلف سالکین کی تربیت فرما کر اور انہیں اپنی کسی ایک صفت یا چند صفات سے متصف فرما کر خلقِ خدا کو تلقین کے لیے مختلف جگہوں یا علاقوں میں متعین کرنا ہے۔ ان کو خلیفہ، جس کی جمع خلفاء ہے، کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ہم فقر کی اصطلاح میں اس کو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ امانتِ فقر جہاں منتقل ہوتی ہے وہ ذاتِ شیخ میں کامل فنا ہوتا ہے یعنی اپنے شیخ کی ذات مع مکمل صفات کا مظہر ہوتا ہے اور اس کے لباس میں شیخ ہی ملتبس ہوتا ہے اصطلاحِ تصوف میں اِسے خلیفہ اکبر کہتے ہیں اور یہ ایک ہی ہوتا ہے جبکہ خلیفہ اپنے شیخ کی کسی نہ کسی صفت میں فنا ہوتا ہے اور اپنے شیخ کی کسی نہ کسی صفت کا مظہر ہوتا ہے۔ اصطلاحِ تصوف میں اِسے خلیفہ اصغر یا خلفاء اصغر کہا جاتا ہے اِن کی تعداد معین نہیں ہے۔ اصل ہدایت کا منبع تو امانتِ الٰہیہ کا حامل ''انسانِ کامل'' ہی ہوتا ہے۔ یہ ان کے نمائندوں کے طور پر کام کرتے ہیں اور مخلوقِ خدا کی راہبری کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ خلافت کے لیے ضروری نہیں ہے کہ سالک فنا فی اللہ یا بقا باللہ ہی کے مقام پر فائز ہو بلکہ ضرورت کے مطابق اس کی تربیت کر کے اسے اس کی ڈیوٹی پر متعین کر دیا جاتا ہے۔ انسانِ کامل اور اس کے خلفاء کو ہم ایک مثال کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ فرض کریں ایک بجلی گھر پورے شہر کو بجلی سپلائی کرتا ہے لیکن شہر کے ہر علاقے کا ایک ٹرانسفارمر ہوتا ہے، اصل کرنٹ اور بجلی تو بجلی گھر سے آ رہی ہوتی ہے لیکن ٹرانسفارمر اپنی اپنی

استطاعت کے مطابق اسے اپنے اپنے علاقوں میں سپلائی کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح اصل باطنی قوت تو مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ کی ہوتی ہے جو خلفاء کے قلوب سے منعکس ہو کر سالکین تک پہنچتی ہے۔ خلافت میں کسی غلطی پر باطنی قوت سلب کر لی جاتی ہے۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ کے قلب سے جو نور خلیفہ کے قلب میں آ رہا ہوتا ہے وہ بند ہو جاتا ہے یا کسی غلطی سے رجعت ہو جاتی ہے لیکن انسانِ کامل چونکہ خلافتِ الٰہیہ کا حامل اور محبوبیت کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اس لیے اس کی قوت سلب نہیں ہوتی یا اسے رجعت نہیں ہوتی۔ سلسلہ سروری قادری میں خلافت بہت کم عطا کی جاتی ہے۔ اس میں مرشد کامل اکمل چونکہ انسانِ کامل کے مرتبہ پر فائز اور امانتِ الٰہیہ یعنی تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا حامل ہوتا ہے اس لیے طالب کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کے لیے اس کی محفل میں رہ کر ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کا تصور کرنا ضروری ہے کیونکہ خلفاء سے وہ چیز عطا نہیں ہو سکتی جو اسے یہاں سے بلاواسطہ عطا ہو جائے گی۔ البتہ مرشد کامل نور الہدیٰ کے ظاہری وصال کے بعد خلفاء کی باطنی قوت کئی گنا تک بڑھ جاتی ہے کیونکہ عام طور پر انسانِ کامل ایک ہی جگہ دو بار ظاہر نہیں ہوتا اور پھر سالکین کو اس کی پہچان نئی جگہ پر کافی دیر کے بعد ہوتی ہے۔

اسی طرح سجادہ نشینی یا گدی نشینی کی اصطلاح آج کل عام ہو گئی ہے اور عام طور پر لوگ اسی کو اہلِ مزار کا روحانی اور باطنی جانشین یا نائب سمجھتے ہیں جو گدی پر بیٹھا ہو۔ انگریزوں کے دور سے قبل تک تو یہ بات بالکل درست تھی کہ سجادہ نشین یا گدی نشین اہلِ مزار کا عام طور پر روحانی اور باطنی نائب یا جانشین ہی ہوا کرتا تھا لیکن انگریزوں نے مسلمانوں کے اس عظیم خانقاہی نظام کو تباہ کرنے کے لیے اس کو وراثت میں شامل کر دیا۔ اب قانونِ وراثت کے تحت دوسری جائیداد کی طرح بطور وراثت گدی یا سجادہ نشینی ملتی ہے خواہ وہ اس کے اہل ہوں یا نہ ہوں۔ اگر اہلِ مزار اپنے وصال سے قبل اپنے دل کے محرم یا روحانی یا باطنی جانشین کو گدی نشین مقرر کر دے تو عدالت کے ذریعہ چند ماہ کے اندر اندر اسے بے دخل کر دیا جائے گا اور گدی یا سجادہ نشینی اولاد کو بطور وراثت منتقل ہو جائے گی۔ عدالتوں کے اندر گدی یا سجادہ نشینی کی جنگ اکثر لوگوں نے دیکھی ہو گی یا اخبارات میں پڑھی

ہوگی بلکہ اب تو اس کے حصول کے لیے قتل و غارت گری تک نوبت آ گئی ہے کیونکہ گدی کے ساتھ جائیداد اور مزار کی آمدن منسلک ہوتی ہے اور اب تو گدی کی وجہ سے سیاست میں بھی اعلیٰ مقام حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے چند مشہور خلفاء

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک سے لاکھوں لوگوں نے فیض پایا اور صاحبِ حال ہوئے لیکن ہم اِس ضمن میں صرف اُن خلفاء کا ذکر کریں گے جنہوں نے براہِ راست آپ رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی۔

حضرت سلطان نور رنگ کھیتران رحمۃ اللہ علیہ

ایک مرتبہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سیاحت کی غرض سے پنجاب میں دامانِ کوہ مغربی جبلِ اسود تشریف لے گئے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چھوٹے سے بچے کو گائے چراتے ہوئے دیکھا۔ اس بچہ کے فیضِ ازلی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کو جنبش دی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی نگاہ سے اسے مجذوب الی اللہ کر دیا۔ نور نے بچے کے جسمِ مطہرہ کو منور کر دیا اور پھر وہ بچہ پروانہ وار حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے گرد فدا ہونے لگا۔ اس بچہ کا نام سلطان نور رنگ کھیتران رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک اپنے مرشد حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اس کے بعد شرفِ خلافت سے مشرف ہو کر رخصت ہوئے۔ ان کا مزار مبارک جبلِ اسود کے دامن میں ڈیرہ غازی خان کے نزدیک قصبہ ''وھوآ'' میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے اور آپ کے دربار کو ''سلطان صاحب کا دربار'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ حضرت نور رنگ سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد کے فیض کو عام کرنے کیلئے ہزاروں لوگوں کو تلقین و ارشاد سے مشرف فرمایا اور آج بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے فیضِ روحانی جاری ہے۔

حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ ایک بار سیر وسیاحت کرنے اور فیضِ روحانی کو عام کرتے ہوئے علاقہ سنگھڑ کے قصبہ جنگ میں تشریف لے گئے اور ایک مسجد میں قیام فرمایا۔ اتفاقاً ایک بچہ جس کا نام لعل شاہ تھا اور عمر سات آٹھ سال تھی مسجد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں کے سامنے سے گزرا۔ اس بچے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ مبارک کا ایسا اثر ہوا کہ اس میں جذبہء عشقِ الٰہی پیدا ہو گیا اور وہ ساری رات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا رہا نہ گھر گیا اور نہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے جدا ہوا۔ اس بچے کے وارث جب تلاش کرتے ہوئے صبح مسجد آئے تو اُسے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پایا انہوں نے بہت کوشش کی کہ بچے کو گھر لے جائیں مگر وہ بچہ کسی طرح بھی گھر جانے پر راضی نہ ہوا۔ لوگوں نے جا کر لعل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد بڈھن شاہ صاحب کو آگاہ کیا تو بڈھن شاہ اپنے مریدوں اور دیگر معزز دوستوں کے ہمراہ حضرت سلطان العارفینؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی ”حضرت اس بچے کو اجازت دیں کہ یہ اپنے گھر چلا جائے اس کی ماں بہت پریشان ہے“۔ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ بڈھن شاہ سے فرمایا کہ یہ بچہ تمہاری ملکیت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیض اور نصیبہ میرے سپرد فرمایا ہے لہٰذا اس بچے کی روحانی تربیت اب میری ذمہ داری ہے۔ یہ سن کر بڈھن شاہ پر لرزہ طاری ہو گیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا یا حضرت! لعل شاہ اب آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے سپرد ہے۔ شیخ بڈھن شاہ امیر کبیر پیروں کے خاندان سے تھا اس نے دوسری شادی کی ہوئی تھی اور لعل شاہ صاحب اور پہلی بیوی (لعل شاہ صاحب کی والدہ) کو لاوارثوں کی طرح رکھا ہوا تھا اور ان ماں بیٹے کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ جب لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو معلوم ہوا تو اس پاک باز عورت نے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیغام بھیجا کہ لعل شاہ میرا صرف ایک ہی بیٹا ہے اور اسی کی امید پر جی رہی ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اجازت فرمائیں باپردہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں اور اپنے بیٹے کے ہمراہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ہی

رہوں ۔ شیخ بڈھن شاہ نے بھی اپنی پہلی بیوی کو پردہ میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت دیدی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا وہ باپردہ خاتون گھر میں ہی بیٹھی رہے اور بے پردہ ہوکر باہر نہ آئے۔ اس عورت نے جب یہ سنا تو زاروقطار رونے لگی اور عرض کرنے لگی کہ یا حضرت مجھے کیوں فیض اور نعمتِ ازلی سے محروم رکھتے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے سخی اور فیاض کے فیض سے میں کیوں محروم رہوں ۔ یہ سن کر حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں بیٹھے بیٹھے توجہ کی اور اسے گھر بیٹھے بیٹھے نواز دیا ۔ یہ مائی صاحبہ اتنی صاحبِ حال ہوگئیں کہ کسی دنیاوی کام میں مشغول نہ ہوتی تھیں اگر کبھی روٹی پکانی پڑ جاتی تو توے پر روٹی ڈال کر سکر و مستی میں چلی جاتیں اور روٹی توے پر جل جاتی۔

حضرت سلطان العارفین لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہمراہ لے گئے اور اسی وقت اپنے خادم، جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہتا تھا، سے فرمایا کہ میرا وضو کا لوٹا' جائے نماز اور مسواک لعل شاہ کے حوالے کردو۔ لعل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد تیس سال تک حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ رہے اور اس ساری مدت میں ان کی کُل متاع ایک سیاہ کمبل تھا جو آدھا نیچے بچھا لیتے اور آدھا اوڑھ لیتے ۔ جب تیس سال کے بعد حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت عطا کر کے رخصت فرمایا اور گھر تشریف لے گئے تو بدستور اسی سیاہ کمبل کا لباس زیبِ تن فرمائے رکھا صرف سوتی کپڑے کی ایک پگڑی کا اضافہ فرمالیا۔ اپنے وطن سنگھڑ میں قیام فرما کر تلقین وارشاد کا سلسلہ جاری فرمایا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہیں وصال فرمایا اور یہیں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔

حضرت سلطان طیب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ ایک بار بھکر تشریف لے گئے وہاں حضرت شعلی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید اور خلیفہ حضرت سلطان طیب رحمۃ اللہ علیہ رہائش پذیر تھے ان کے ہاں اولادِ نرینہ نہ تھی ۔ سلطان طیب کو جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کا پتہ چلا تو خدمت میں حاضر ہو

www.sultan-ul-faqr-publications.com

کر دعا کے طالب ہوئے۔ اس وقت حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دو سیب پڑے تھے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں سیب سلطان طیب کو دے دیئے اور ارشاد فرمایا اپنی بیوی کو کھانے کیلئے دیدو انشاء اللہ اللہ تعالیٰ تمہیں دو فرزند عطا فرمائے گا ان میں سے ایک تو تمہارے کام کا ہوگا اور ایک ہمارے کام کا۔ پس اللہ تعالیٰ نے سلطان طیب رحمۃ اللہ علیہ کو دو فرزند عطا کیے۔ ایک کا نام انہوں نے سلطان عبد اور دوسرے کا سلطان سوہارا رکھا۔ سلطان عبد پیدائشی مجذوب تھے۔ جب حضرت سلطان طیب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ اُن کے خلیفہ نے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہو کر اپنی حاجات عرض کی ہیں تو انہیں اپنے مرید پر سخت رنج اور غصہ آیا اور اپنے خلیفہ کا سارا فیض اور باطنی نعمت سلب کر لی اور سلطان طیب گونگے لنگڑے ہو کر گھر میں پڑ رہے۔ جب حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی طور پر سلطان طیب رحمۃ اللہ علیہ کا حال معلوم ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت ناراض ہوئے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی۔ اس پر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید سلطان طیب کو پہلے سے ساٹھ گنا زیادہ فیض اور نعمت عطا فرمائیں۔

حضرت سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ

سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے اہم خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ عشقِ مرشد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام بہت اونچا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی بہت کم معلوم ہیں۔ ''مناقبِ سلطانیؒ'' سے صرف اتنا معلوم ہے کہ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بھکر تشریف لے گئے اور بھکر کے نواح میں سیر کیلئے نکلے۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ میدان چول میں ایک ویران ٹیلے پر پہنچے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹھنے کا ارادہ کیا تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا ''حمید! اس ٹیلے سے جلدی نیچے اُترو یہ کسی ظالم کا مکان ہے''۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک اور جگہ ریت کے میدان میں سوئے اور اپنا سر مبارک سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کے زانو پر رکھا اور ایک گھڑی آرام کیا جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بدن مبارک خاک آلود ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت دیکھ کر سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کا دل بہت رنجیدہ ہوا اور سوچنے لگے کاش میرے پاس دنیا کی دولت ہوتی تو آج میں بھی اپنے مرشد اور ہادی کا بستر ریشم اور مخمل کا بنواتا۔ میری غربت کی وجہ سے میرے مرشد کا جسم خاک آلود ہوا ہے۔ اتنے میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر مبارک اس کے زانو سے اٹھایا اور فرمایا حمید! تو نے کیا خیال کیا؟

انہوں نے عرض کر دیا۔

فرمایا! آنکھیں بند کرو۔ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھیں بند کیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک باغ ہے جس میں ایک خوبصورت مجلس آراستہ ہے اور اس میں ایک خوبصورت عورت جڑاؤ زیور اور ریشمی کپڑے پہنے سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ سے رغبت کرتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھ سے نکاح کر لو۔ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اشارے اور نرم زبان سے اپنے سے دور رہنے کو کہا اور کہا کہ یہ ادب کا مقام ہے میں اپنے ہادی اور مرشد کی خدمت میں حاضر ہوں۔

اسی اثنا میں مراقبہ سے سر اٹھایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا حمید تو نے کیا دیکھا؟ انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا عرض کر دیا۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو جو دنیاوی مال کے نہ ہونے کی اپنے دل میں شکایت اور غم کر رہا تھا' یہ ہی دنیا تھی کیوں اسے قبول نہ کیا؟ اگر اس کو قبول کر لیتے تو مال و دولت کبھی تمہارے گھر سے ختم نہ ہوتا۔ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا! حضور میں اللہ تعالیٰ سے اس کی ذات کا نور چاہتا ہوں میں مال و دولت نہیں چاہتا۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''فقرِ محمدی کا اثر تیرے خاندان سے نہیں جائے گا'' اور یہ بات سچ ثابت ہوئی۔ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بھکر کے شمال کی طرف دامن چول پر میاں عثمان کے قبرستان میں ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

حضرت سیّد موسیٰ شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اصل نام سیّد محمد موسیٰ شاہ ہے لیکن موسن شاہ کے لقب سے مشہور و معروف ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب سیّد عبدالجبار رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب اس طرح سے ہے:

سیّد موسیٰ شاہؒ بن سیّد عابدؒ بن سیّد عبدالجلیلؒ بن سیّد کمال الدین شاہ بن سیّد مبارک شاہ بغدادی عادل پوری بن سیّد حسین دہلوی بن سیّد محمد مکی العربی بن سیّد یونس بن سیّد احمد بن سیّد جعفر بن سیّد عبدالقادر ثانی بن سیّد ابونعمان بن سیّد حمید الدین بن سیّد عبدالجلیلؒ بن سیّد عبدالجبارؒ بن غوث الاعظم محی الدین سیّد عبدالقادر جیلانیؒ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ گھوٹکی کے رہائشی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد سیّد عابد رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کم عمری میں ہی وفات پا چکے تھے۔ ایک کمہار سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی غرض سے پنجاب گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کمہار کے ہمراہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے حصولِ علم کی تلقین کی اور ان کی والدہ محترمہ کو نصیحت بھیجی کہ اس کمسن بچے کو پہلے ظاہری علوم کی تکمیل کرائیں اور پھر میرے پاس بھیج دیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لے گئے اور حصولِ علم کے بعد دوبارہ اسی درویش کے ہمراہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اور زیارت کو آئے لیکن اس وقت حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما چکے تھے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے ایک روز قبل اپنی انگشت مبارک سے ''اسمِ اَللّٰہُ'' لکھا اور اپنے فرزندوں کے حوالے کیا اور وصیت فرمائی کہ جنوب کی طرف سے موسن شاہ آرہے ہیں اُن کو دے دیں۔ موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جیسے ہی اس ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کو دیکھا کامل و مکمل ہوگئے۔ اس کے بعد انہوں نے اس کو پانی میں حل کیا اور پی لیا۔ ایک اندازہ کے مطابق سیّد موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سندھ میں تقریباً ایک لاکھ لوگوں کو فیض سے نوازا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی

تعلیمات اور فیض کی بدولت سندھ سے بہت سی بدعات کا خاتمہ ہوا۔ صوبہ سندھ میں روہڑی اور گھوٹکی کے درمیان لوصاحبان کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرکز بنایا اور 1148ھ (1735ء) میں یہاں ایک شاندار مسجد تعمیر کروائی اب یہ علاقہ ''لوموسن شاہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کا وصال 8۔ذوالحجہ 1173ھ 21 جولائی 1760ء بروز سوموار ہوا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار آپؒ کی تعمیر کردہ مسجد کے قریب ہی مرجع خلائق ہے۔

سیّد احمد و سیّد محمود شاہ رحمتہ اللہ علیہم

اِن دونوں بھائیوں کے مزارات خوشاب میں ''دربارِ شاہاں'' کے نام سے مشہور ہیں اور اِن کے بارے میں زیادہ تفصیلات دستیاب نہیں ہیں بس اتنا معلوم ہے کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ایک روایت کے مطابق دونوں بھائی عالمگیر کے لشکر میں تھے۔ عالمگیر اور داراشکوہ کے درمیان جب خوشاب میں جنگ ہوئی اور جنگ کے دوران داراشکوہ کا پلہ بھاری نظر آنے لگا تو اُس موقعہ پر عالمگیر نے دونوں بھائیوں سے دعا کی التجا کی دونوں بھائیوں کی دعا سے عالمگیر کو فتح حاصل ہوئی مگر اس واقعہ کے بعد دونوں بھائی لشکر میں نہ رہ سکے اور خوشاب میں ہی رہائش اختیار کر لی اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

خلیفہ مُلّا معالی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ قندھار بلوچستان کے علاقہ ڈھاڈر سے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے آئے اور بیعت اور تلقین حاصل کر کے خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی صوبہ بلوچستان میں تلقین وارشاد کا آغاز کر دیا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بلوچستان میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے

خلیفہ تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار سبّی شہر کے قریب کُرک میں ہے اور اخوند معالی کی زیارت کے نام سے معروف ہے۔

عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی مُلّا معالی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو تشریف لائے اور فیض حاصل کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک قندھار (بلوچستان) کے نواح میں ہے۔

مُلّا مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی مُلّا معالی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو تشریف لے گئے اور فیض حاصل کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بلوچستان کے شہر ڈھاڈر میں ہے۔

شیخ جنید قریشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ ملتان کے نواح میں دریائے راوی کے مشرقی گاؤں سردار پور کے رہنے والے تھے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ سفر کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں سردار پور پہنچے تو وہاں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی شیخ جنید قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاز میں دعوت کی۔شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے جنڈ کے درخت کا پھل جسے عرفِ عام میں سنگری کہتے ہیں اور جو باریک اور لمبا ہوتا ہے اس کا گودا سخت اور سویوں کی طرح ہوتا ہے، یہ پھل پکانے کے لیے درویشوں کے حوالے کیا جب وہ پک گیا تو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے تصرّف سے سویوں میں تبدیل ہو گیا جب یہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لائی گئیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پاک مٹی اور پاک پانی طلب کیا اور اِن سویوں پر ڈال دیا تو وہ خاک اور پانی چینی اور گھی میں تبدیل ہو گئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کو فیض سے نوازا۔اُن کا مزار مبارک اسی گاؤں سردار پور میں واقع ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

شیخ کالو رحمۃ اللہ علیہ

شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ طلبِ حق لے کر سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو آئے تو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ سے ''ھُو'' کی آواز سنی۔ بڑے شوق اور اشتیاق سے حجرہ میں داخل ہوئے تو وہاں کسی کو موجود نہ پایا پھر حجرہ سے باہر ''ھُو'' کی آواز سنی تو فوراً دوڑ کر باہر نکلے تو وہاں بھی کوئی نہ تھا پھر سے حجرہ کے اندر سے ''ھُو'' کی آواز آئی پھر دوڑتے ہوئے حجرہ کے اندر گئے مگر وہی پہلے والی کیفیت تھی۔ حجرہ خالی تھا اسی طرح وہ کئی بار حجرہ کے اندر اور باہر آتے جاتے رہے۔ آخر کار شوقِ دیدار انتہا کو پہنچ گیا' بے قراری میں بے خود ہو گئے تو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیدار کی نعمت عطا فرمائی۔ بیعت فرمایا بعد میں خلافت بھی عطا فرمائی۔ اُن کا مزار اپنے والد شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ واقع ہے۔

حضرت لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے عقب میں ہے آپؒ شریف شاہ ہمدانی دندا شاہ بہاول کے فرزند ہیں۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر ایک دفعہ آئے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے مہربانی فرمائی تو وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ساری زندگی مزار شریف پر ہی گزار دی وہیں محبوب کے قدموں میں 1328ھ کو جان دی اور وہیں دفن ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں میرے مرشد پاک سلطان الفقر سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا:

''تو میرا معشوق ہے میں زندگی بھر مزار سے تجھے دیکھتا رہوں گا اور مرنے کے بعد قبر بھی اپنے پاس بنواؤں گا اور قبر میں بھی تا قیامت تجھے دیکھتا رہوں گا۔'' (سبحان اللہ)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

وصال

وصال

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے تریسٹھ برس کی عمر پائی اور یکم جمادی الثانی 1102ھ (بمطابق یکم مارچ 1691ء) بروز جمعرات بوقتِ عصر وصال فرمایا۔

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت اور وصال کی تاریخ، ماہ اور سال پر تحقیق:

چند متفق امور

❁ اس بات پر تقریباً تمام سوانح نگاروں کا اتفاق ہے کہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ہجری سال کے مطابق تریسٹھ برس تھی۔

❁ سلطان محمد نواز فرماتے ہیں:

شصت وسہ سال کرد در دنیا رُسول　　نور محمد باھُوؒ را شُد ایں حصول

ترجمہ: دنیا میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے 63 سال گزارے سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے اتنی ہی عمر حاصل رہی۔

❁ میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اور وصال پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع میں تریسٹھ سال تھی نہ ایک دِن کم نہ ایک دِن زیادہ۔ اور

www.sultan-ul-faqr-publications.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخِ ولادت اور تاریخِ وصال اور دِن ایک ہی ہے۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف سوانح نگاروں کی تحقیق

1۔ سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے 'مناقبِ سلطانی' میں سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی تاریخِ ولادت کوتو درج نہیں فرمایا البتہ وصال کے بارے میں فرماتے ہیں کہ شبِ جمعہ اوّل جمادی الثانی 1102ھ کو ہوا۔

2۔ سیّد احمد سعید ہمدانی ''حضرت سلطان باھُو حیات وتعلیمات'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شاہجہان کے دور میں پیدا ہوئے۔ شاہجہان 1628ء کو تخت نشین ہوا اور سلطان العارفینؒ کی ولادت اس سے کچھ دیر پہلے یا بعد میں ہوئی۔ لیکن تاریخِ وصال 1690ء درج کی گئی ہے۔ اپنی کتاب ''شمع جمال'' میں سالِ ولادت 1627ء اور 1631ء کے درمیان اور سالِ وصال 1690ء جبکہ ''احوال ومقامات سلطان باھُوؒ'' میں سالِ ولادت 1631ء اور سالِ وصال 1691ء (1102ھ) تحریر کرتے ہیں۔

3۔ فقیر نور محمد کلاچوی نے 'مخزن الاسرار' میں سالِ ولادت 1039ھ اور وصال یکم جمادی الثانی 1102ھ تحریر کیا ہے۔ 'نور الہدیٰ کلاں' کے ترجمہ میں بھی حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر مضمون میں سالِ ولادت 1039ھ اور وصال کی تاریخ یکم جمادی الثانی 1102ھ شبِ جمعہ درج کی ہے۔

4۔ سید امیر خان نیازی' جو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے مترجم ہیں، نے اپنے تراجم محک الفقر کلاں، شمس العارفین، عین الفقر، کلید التوحید کلاں، نور الہدیٰ کلاں میں کتب کے آغاز میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح کے مضمون میں سالِ ولادت 1039ھ اور وصال کی تاریخ یکم جمادی الثانی 1102ھ درج فرمائی ہے۔

5۔ طارق اسماعیل ساگر نے ''صاحبِ لولاک'' میں سالِ ولادت 1631ء اور سالِ وصال

1691ء درج کیا ہے۔

6۔ ڈاکٹر سلطان الطاف علی ''مرآتِ سلطانی (باھُوؒ نامہ کامل)'' میں سالِ ولادت 1039ھ درج فرما کر ماہِ ولادت کے متعلق لکھتے ہیں ''شعبان المعظم کے اواخر میں یقیناً اسی سال مذکورہ میں ولادت ہوئی کیونکہ شیر خوارگی میں رمضان المبارک کے ایام میں والدہ کا دودھ پینے سے اجتناب فرماتے تھے۔'' اگر ان کی اس بات کو درست مان بھی لیا جائے تو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تریسٹھ برس کی بجائے باسٹھ برس سات ماہ اور پانچ دِن نکلتی ہے جو بالکل حقائق کے برعکس ہے اور پھر رمضان المبارک میں دودھ نہ پینا شعبان میں ولادت کی کوئی مؤثر دلیل نہیں بنتی۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ شعبان سے قبل کسی ماہ میں پیدا ہوئے ہوں تو پھر بھی رمضان میں دودھ نہیں پئیں گے۔ اگر اُن کی اس بات کو مان لیا جائے تو انہوں نے ایک متفق علیہ مسئلہ کو کہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی، متنازعہ بنا دیا ہے۔ اس لیے ان کی اس بات سے قطعاً اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ وصال کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال یکم جمادی الثانی 1102ھ بروز جمعرات بوقتِ عصر ہوا۔

❁ اس بات پر تمام سوانح نگاروں کا اتفاق ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی نہ ایک دِن کم اور نہ ایک دِن زیادہ۔ اور تمام سوانح نگار سالِ ولادت 1039ھ پر متفق ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال یکم جمادی الثانی 1102ھ کو ہوا، اگر 1102ھ میں سے 63 کو منفی کریں تو سالِ ولادت 1039ھ ہی نکلتا ہے۔ اب مسئلہ رہ گیا تاریخِ ولادت اور وقتِ ولادت کا۔ سیدھی سی بات ہے کہ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت یکم جمادی الثانی 1039ھ کو ہوئی ہوگی تو تب ہی عمر مبارک سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق تریسٹھ برس مکمل ہوتی ہے۔ اس لیے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مبارک یکم جمادی الثانی 1039ھ جمعرات ہوئی اور وصال مبارک یکم جمادی الثانی 1102ھ بروز جمعرات ہوا اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اتباع میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اور وصال کا دِن اور تاریخ ایک ہی ہے اور عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

مزارِ انور

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شورکوٹ میں دریائے چناب کے مغربی کنارہ پر واقع قلعہ قہرگان میں دفن کیا گیا یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک 78 سال 1102ھ تا 1180ھ (1691ء۔1767ء) تک رہا۔ جب جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ نے لاہور پر قبضہ کیا تو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک پنجاب کے مختلف اطراف میں ہجرت کرگئی چند ایک فقیر اور خلفاء مزارِ مقدس میں رہتے تھے۔ 1180ھ (1767ء) میں دریا قلعے تک آپہنچا اور اسے گرادیا اور پھر قبروں تک جا پہنچا۔ فقیروں اور خلفاء نے باقی مزاروں کو نکال لیا اور صندوقوں میں رکھ لیا۔ حضرت سلطان العارفینؒ کا مزار بدستور رہا کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق نہ مل سکا۔ فقیر اور خلفاء ناامید ہوکر رونے لگے۔ فقیروں اور خلفاء کو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ ہم ضرور باہر نکلیں گے مگر جو شخص ہمارے جسم کو چھونے کے لائق اور قابل ہوگا وہ کل صبح سویرے سورج نکلنے کے قریب یہاں آئے گا۔ وہ ہمارا صندوق نکالے گا اور اس وقت تک دریا غلبہ نہیں کرے گا۔ درویشوں کو اس اشارے سے تسلی ہوئی اور حکمتِ غیبی کے ظہور کا انتظار کرنے لگے۔ جب مقررہ وقت آیا تو ایک سبز نقاب پوش شخص ظاہر ہوا۔ اس نے چہرہ پر سے نقاب نہ اٹھائی اور آتے ہی بلا تامل اس مٹی میں سے جو فقیروں اور خلفاء نے کھود رکھی تھی حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق نکالا۔ ہزاروں لوگ جمع ہوگئے۔ انہوں نے زیارت کی۔ دیکھا تو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ بدستور سوئے ہوئے تھے اور ریش مبارک سے غسل کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ جب صندوق کھولا گیا تو میلوں تک خوشبو

www.sultan-ul-faqr-publications.com

پھیل گئی اکثر حاضرین کو جذبہ اور وجد ہو گیا۔ میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مجھ سے منتقلی مزار کے متعلق گفتگو فرماتے ہوئے فرمایا! جانتے ہو وہ نقاب پوش کون تھا؟ میں نے عرض کیا ''حضور بہتر جانتے ہیں'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''وہ خود حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ تھے''۔

دریائے چناب کے قریب بستی سمندری میں پیپل کے کنوئیں پر ایک بڑی حویلی کی چار دیواری بنی ہوئی تھی۔ جو شخص اس حویلی میں قدم رکھتا بے ہوش ہو جاتا۔ یہاں تک کہ مال مویشی بھی اس میں داخل نہ ہو سکتے تھے۔ لوگ خوفزدہ ہو کر اس کنوئیں کو ویران کر کے چلے گئے تھے۔ وہ مکان اور حویلی پاک اور منزّہ تھی۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے حکم ہوا کہ ہمارا مزار اب پیپل والے کنوئیں کی حویلی میں، جو ہمارے مقام سے نزدیک ہے، بنایا جائے کیونکہ یہی جگہ ہمارے لئے مقرر اور معین ہے۔ پس درویشوں نے حویلی کے وسط میں جو مذکورہ بالا کنوئیں کے مغرب کی طرف تھی، آپؒ کا مزار بنایا۔ صندوق مبارک زمین کے اندر دفن نہ کیا گیا بلکہ زمین کے اوپر رکھ کر مزار مبارک بنایا گیا۔ اس جگہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار 157 برس (1180 تا 1336ھ 1767ء۔1917ء) تک رہا۔ حسبِ پیشگوئی حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ دریا پھر دربارِ مقدس و معلّٰی کے قریب آ پہنچا۔ یہ واقعہ 1336ھ کا ہے۔ اس دریا بردی کے وقت سلطان حاجی نور احمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین تھے۔ جب دربار شریف کے فقیر حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز کا صندوق مبارک محل شریف سے نکالنے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ پاک کے جتنے مزارات تھے سب کے صندوق مبارک ملتے چلے گئے مگر حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ انور سے صندوق مبارک بصد کوشش اور بعد از کمال جستجو کے ایک بار پھر نہ مل سکا جس سے تمام حاضرین کو سخت پریشانی ہوئی۔

مگر چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے مخلوقِ خدا کی راہنمائی کیلئے پیدا فرمایا ہے اور ہر ایک کافر اور مومن بے نصیب اور با نصیب زندہ اور مردہ کیلئے فیضِ زماں بنا کر بھیجا ہے، اس نازک دور میں دینی

خدمات سرانجام دینے اور مخلوقِ خدا کی راہنمائی کیلئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خلیفہ اور صحیح جانشین مقرر فرمایا ہے اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لازمی ظہور فرمانا تھا اس وقت کی پوشیدگی میں کوئی مصلحت تھی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں حضرت سلطان دوست محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی زیارت سے مشرف فرما کر اس بے چینی کو دور کر دیا اور اسی مقام سے زمین کو کھودنے کا حکم فرمایا۔ دوسرے روز اسی مقام سے علی الصبح زمین کھودنے پر صندوق کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ تھوڑی سی مٹی ہٹائی گئی تو خوشبو کے حلے آنے شروع ہو گئے۔ اس خوشبو کی مثال دنیا میں نہیں ملتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق تو مل گیا مگر کثرتِ خوشبو کے سبب اب وہاں ٹھہرنا محال ہو چکا تھا۔ قبر شریف کے اندر کوئی شخص پورے پندرہ منٹ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ بمشکل صندوق باہر نکالنے کا کام سرانجام دیا گیا۔ اس خوشبو کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ اس کام میں شریک ہونے والے لوگوں کے لباس پھٹتے پھٹ گئے مگر خوشبو ان میں جوں کی توں باقی رہی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق مبارک 1336ھ (اکتوبر 1917ء) کو دس محرم سے پہلے پہلے نکال کر محفوظ کر لیا گیا۔ اس دربار شریف سے شمال مغربی گوشہ میں ایک میل کے فاصلہ پر موجودہ محل شریف کی تعمیر شروع کی گئی اور چھ ماہ کے عرصہ میں محل شریف، مسجد شریف اور اردگرد کے جو متعدد حجرات موجود ہیں، تیار ہو گئے۔ اس محل شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق مبارک اپریل 1918ء بروز جمعہ دفن کیا گیا۔

موجودہ دربار شریف ایسی جگہ واقع ہے جس کے چاروں طرف اچھی خاصی آبادی ہے۔ یہاں سے دو میل کے فاصلہ پر شہر گڑھ مہاراجہ ہے، جنوب کی طرف احمد پور سیال، مشرق کی طرف دریائے جہلم اور چناب کو عبور کر کے شہر شورکوٹ اور مغرب کی طرف ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر مظفر گڑھ روڈ گزرتی ہے۔ آج کل دربار شریف جانے والے زائرین کو بڑی سہولت ہے کیونکہ دربار شریف تک پختہ سڑک بنی ہوئی ہے اور اب احمد پور سیال اور گڑھ مہاراجہ دونوں طرف سے آنے والے زائرین رات دن میں جب چاہیں دربار شریف پہنچ سکتے ہیں۔ مزار مبارک سے لاکھوں طالبانِ

حق فیض پاتے ہیں ۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک کی یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ دربار پاک کے اندر داخل ہوتے ہی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں ۔ اس مزار مبارک سے جہاں بھر کو فیض پہنچتا ہے ۔ ہزار ہا زیارت کرنے والے اور سائل اپنی مرادیں پاتے ہیں اور ہزاروں عاشقانِ الٰہی حاضری دیتے اور فیض پاتے ہیں ۔ ہزاروں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک سے صاحبِ احوال اور صاحبِ تلقین وارشاد ہوئے ہیں ۔ اس مزار پاک کی لاکھوں کرامات محفوظ ہیں ۔

یہ دربار پاک ہر قسم کی بدعت والی رسوم سے بھی پاک اور محفوظ ہے ۔ سینکڑوں صاحبِ حال فقیر اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ اور دیدار کیلئے معتکف رہتے ہیں ۔ مزار پاک کے اندر داخل ہونے کے بعد باہر نکلنے کو دل نہیں چاہتا اور جو اس دربار پر طلبِ حق کا سوال کرتا ہے اسے تو کبھی خالی لوٹایا ہی نہیں جاتا ۔

نام فقیر تنہاں دا باھُوؒ، قبر جنہاں دی جیوے ھُو

دربار کا موجودہ پتہ: موضع سلطان باھُو، براستہ گڑھ مہاراجہ، تحصیل احمد پور سیال، ضلع جھنگ، پاکستان

www.sultan-ul-faqr-publications.com

سجادہ نشین دربارِ عالیہ
حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ پہلے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

سجادہ نشینوں کی ترتیب اس طرح سے ہے:

1۔ سلطان ولی محمد صاحب (1102ھ-1161ھ)(1691ء۔1748ء)

۲۔ سلطان محمد حسین صاحب(1161ھ-1200ھ)(1748ء۔1785ء)

3۔ سلطان حافظ محمد صاحب (1200ھ-1222ھ)(1785ء۔1807ء)

4۔ سلطان غلام باھُو صاحب(1222ھ-1263ھ)(1807ء۔1847ء)

5۔ سلطان حافظ صالح محمد صاحب (1263ھ-1319ھ)(1847ء۔1901ء)

6۔ سلطان حاجی نور احمد صاحب (1319ھ-1338ھ)(1901ء۔1920ء)

7۔ محمد امیر سلطان صاحب (1338ھ-1350ھ)(1920ء۔1931ء)

8۔ محمد حبیب سلطان صاحب(1350ھ-1390ھ)(1931ء۔1970ء)

9۔ سلطان غلام جیلانی صاحب (1390-1422ھ)(1970ء۔2001ء)

10۔ محمد منیب سلطان صاحب: آپ کو آپ کے والد سلطان غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین نہم نے 26 رمضان المبارک 1413ھ (22 مارچ 1993ء) میں تمام خاندان کی موجودگی میں

www.sultanul-faqr-publications.com

اپنا جانشین اور سجادہ نشین دربارِ عالیہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ مقرر فرمایا تھا۔

لیکن 20۔دسمبر 2001 (4۔شوال 1422ھ) کو سلطان غلام جیلانی صاحب کی وفات کے بعد خاندانی اختلافات کی وجہ سے سجادہ نشینی کے بہت سے دعویدار کھڑے ہوگئے۔اس کی دو وجوہات تھیں ایک تو محمد منیب سلطان صاحب کم سن تھے اور سلطان غلام جیلانی صاحب کے منجھلے بیٹے تھے اور دوسرے آپ کی والدہ برادری کے باہر سے تھیں۔معاملات اتنے بگڑ گئے کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو مداخلت کرنا پڑی اور معاملہ ہائی کورٹ تک پہنچ گیا۔لاہور ہائی کورٹ نے ایک حکمنامہ کے ذریعے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جھنگ کو ایک کمیٹی کے ذریعے دربارِ عالیہ کا انتظام سنبھالنے کا حکم دیا۔ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نے شورکوٹ کے سول جج کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جو دربار کا نظام چلاتی ہے اور سجادہ نشینی کے دعویٰ کی تمام درخواستیں فیصلہ کے لیے سول کورٹ شورکوٹ کو منتقل کردیں۔ابھی تک دربارِ عالیہ کا انتظام عدالتی کمیٹی چلا رہی ہے اور سجادہ نشینی کی تمام درخواستیں عدالت میں زیرِ سماعت ہیں اور سجادہ نشین کا فیصلہ تا حال نہیں ہوسکا۔البتہ 22 ستمبر 2015 کے حکم نامے کے مطابق سپریم کورٹ نے سیشن جج کی سربراہی میں مزار شریف کے انتظامی امور کو سنبھالنے کے لیے نئی پانچ رکنی کمیٹی تشکیل دی جس میں منیب سلطان، نجیب سلطان اور صاحبزادہ سلطان حمید کو بھی شامل کردیا گیا ہے۔(بمطابق روزنامہ سٹی 42، صفحہ 8، اشاعت 23 ستمبر 2015)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

عرس

❁ ہر سال جمادی الثانی کی پہلی جمعرات کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس منایا جاتا ہے جس میں دور دراز سے لوگ شرکت کرتے ہیں۔

❁ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اہلِ بیتؓ کی محبت میں غرق تھے اور ہر سال یکم محرم سے دس محرم تک شہدائے کربلا کا عرس منایا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ آج تک تین سو سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود جاری ہے۔ عاشورہ محرم کے دس دنوں کے اندر زائرین کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔ ہزاروں آرہے ہیں تو ہزاروں زیارت کر کے واپس جارہے ہوتے ہیں۔ عاشورہ کے آخری تین ایام میں تو تعداد لاکھوں سے تجاوز کر جاتی ہے۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر ہر سال دو بڑے اجتماعات ہوتے ہیں لاکھوں لوگ حاضری دیتے اور فیض پاتے ہیں۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

استفادہ کتب

1۔قرآن مجید

2۔تفسیر روح البیان از شیخ محمد اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ ترجمہ وتفسیر مولانا فیض احمد اویسی مرحوم

3۔کتب احادیث

1. کتب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار	نام کتب	مترجم	سال اشاعت	ناشر/ادارہ
1.	نورالہدیٰ کلاں	1۔سید امیر خان نیازی (مع فارسی متن)	2001ء	انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھو سلطان دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باھُو جھنگ
		2۔کے۔بی۔نسیم (مع فارسی متن)	2000ء	حق باھُو منزل گلشن راوی لاہور
		3. فقیر میر محمد فارسی۔اردو	مئی 2007ء	بمقام سمندری شریف، تلہ گنگ ضلع چکوال
		4. فقیر نور محمد کلاچوی	بارنہم 2000ء	عرفان منزل کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان
		5. محمد شکیل مصطفیٰ اعوان	2007ء	شبیر برادرز لاہور
		6. فقیر الطاف حسین	درج نہیں	شبیر برادرز لاہور
2.	نورالہدیٰ خورد	1. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
		2. حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری (اردو ترجمہ مع فارسی متن)	2016ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
		3. کے۔بی۔نسیم (مع فارسی متن)		حق باھُو منزل لاہور

www.sultan-ul-faqr-publications.com

3.	شمس العارفین	1. مخطوطہ (فارسی)		بقلم شہبازِ عارفاں پیر سیّد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ
		2. حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری (اردو ترجمہ مع فارسی متن)	2015ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
		3. سید امیر خان نیازی مع فارسی متن	2002ء	انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھو سلطان دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باھُو جھنگ
		4. محمد علی چراغ	1998ء	نذیر سنز پبلیشرز لاہور
		5. حافظ محمد رمضان (مرحوم)	درج نہیں	حافظ محمد رمضان مرحوم خطیب دربار حضرت سلطان باھُو جھنگ
		6. عبدالرشید شاہد القادری	درج نہیں	مکتبہ سلطانیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ
		7. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
4.	محکم الفقرا	1. کے بی نسیم (مع فارسی متن)	1997ء	حق باھو منزل گلشن راوی لاہور
		2. فقیر میر محمد (اردو۔فارسی)	2006ء	فقیر میر محمد اعوان بمقام سمندری شریف تلہ گنگ ضلع چکوال
5.	مجالستہ النبی	1. سید امیر خان نیازی (مع فارسی متن)	باراوّل 1996ء	انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھو سلطان دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باھُو جھنگ
		2. فقیر میر محمد (فارسی۔اردو)		فقیر میر محمد اعوان بمقام سمندری شریف تلہ گنگ ضلع چکوال
6.	کلید التوحید خورد	1. بشیر احمد عارفی (مع فارسی متن)	باراوّل 1996ء	انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھو سلطان دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باھُو جھنگ
		2. فقیر الطاف حسین	باراوّل 1989ء	شبیر برادرز لاہور

www.sultan-ul-faqr-publications.com

7. محک الفقر کلاں	1. سید امیر خان نیازی (مع فارسی متن)	2006ء	العارفین پبلیکیشنز لاہور
	2. فقیر میر محمد		فقیر میر محمد اعوان بمقام سمندری شریف تلہ گنگ ضلع چکوال
	3. کے بی نسیم (مع فارسی متن)	1996ء	حق باھو منزل گلشن راوی لاہور
	4. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
	5. محمد شکیل مصطفیٰ اعوان	2007ء	شبیر برادرز لاہور
8. کلید التوحید کلاں	1. سید امیر خان نیازی (مع فارسی متن)	2002ء	انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھو سلطان دربارِ عالیہ حضرت سخی سلطان باھوؒ جھنگ
	2. فقیر میر محمد فارسی۔اردو		فقیر میر محمد اعوان بمقام سمندری شریف تلہ گنگ ضلع چکوال
	3. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
9. محک الفقر خورد	1. کے بی نسیم (مع فارسی متن)	2000ء	حق باھو منزل گلشن راوی لاہور
10. عین الفقر	1. فقیر الطاف حسین	1998ء	شبیر برادرز لاہور
	2. سید امیر خان نیازی (مع فارسی متن)	دسمبر 2004ء	العارفین پبلیکیشنز 4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
	3. کے۔بی نسیم (مع فارسی متن)	2001ء	حق باھو منزل گلشن راوی لاہور
	4. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
11. سلطان الوھم	1. حماد الرحمٰن سروری قادری	اگست 2011	سلطان الفقر پبلیکیشنز 14/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
	2. فقیر میر محمد فارسی۔اردو	1999ء	ڈھلی شریف تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال
12. اسرارِ قادری	1. اللہ والے کی قومی دکان	1952ء	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
	2. فقیر الطاف حسین	1996ء	شبیر برادرز لاہور

www.sultan-ul-faqr-publications.com

	3. محمد شریف عارف نوری	1994ء	پروگریسو بکس اردو بازار لاہور
	4. سید امیر خاں نیازی (مع فارسی متن)	2010ء	العارفین پبلیکیشنز لاہور
13. تیغِ برہنہ	1. محسن فقری	2004ء	شبیر برادرز لاہور
	2. کے بی نسیم (مع فارسی متن)	1998ء	حق باھُو منزل گلشن راوی لاہور
14. قربِ دیدار	محسن فقری	2005ء	شبیر برادرز لاہور
15. کشف الاسرار	1. فقیر الطاف حسین (مع فارسی متن)	درج نہیں	شبیر برادرز لاہور
	2. حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری (اردو ترجمہ مع فارسی متن)	2014ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
16. دیدار بخش خورد	1. فقیر الطاف حسین (مع فارسی متن)	درج نہیں	شبیر برادرز اردو بازار لاہور
	2. کے بی نسیم (مع فارسی متن)	2000ء	حق باھُوؒ منزل گلشن راوی لاہور
17. امیر الکونین	1. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
	2. سید امیر خان نیازی (مع فارسی متن)		العارفین پبلیکیشنز لاہور
	3. محمد عبدالرشید شاہد القادری	1425ھ	مکتبہ سلطانیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ
	4. محمد شکیل مصطفیٰ اعوان	2007ء	شبیر برادرز لاہور
18. رسالہ اورنگ شاہی	1. فقیر الطاف حسین	جون 1995ء	شبیر برادرز لاہور
	2. کے بی نسیم (مع فارسی متن)	1998ء	حق باھُو منزل گلشن راوی لاہور
	3. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
	4. ڈاکٹر الطاف حسین (مع فارسی متن)		باھُو پبلیکیشنز کوئٹہ

www.sultan-ul-faqr-publications.com

19.	فضل اللقاء	محمد شریف عارف نوری	یکم ستمبر 1994ء	پروگریسو بکس لاہور
20.	عقلِ بیدار	1. شاہد القادری	نامعلوم	مکتبہ سلطانیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ
		2. کے بی نسیم (مع فارسی متن)	2003ء	حق باھُو منزل گلشن راوی لاہور
		3. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
21.	کلیدِ جنت	کے بی نسیم (مع فارسی متن)	1996ء	سلطان باھو اکیڈمی حق باھُو منزل گلشن راوی لاہور
22.	مفتاح العارفین	محمد شریف عارف	1994ء	پروگریسو بکس لاہور
23.	توفیق الہدایت	محمد شریف عارف	1993ء	پروگریسو بکس لاہور
24.	محبت الاسرار	1. محمد شریف عارف	1993ء	پروگریسو بکس لاہور
		2. کے بی نسیم (مع فارسی متن)	2001ء	حق باھُو منزل گلشن راوی لاہور
25.	جامع الاسرار	کے بی نسیم (مع فارسی متن)	2003ء	حق باھُو منزل گلشن راوی لاہور
26.	گنج الاسرار	1. فقیر الطاف حسین	درج نہیں	شبیر بردارز لاہور
		2. حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری (اردو ترجمہ مع فارسی متن)	2015ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
27.	طرفۃ العین	فقیر الطاف حسین	فروری 1996ء	شبیر بردارز لاہور
28.	نقشِ باھُوؒ	منظوم ترجمہ فارسی دیوان مسعود قریشی	1996ء	لوک ورثہ اسلام آباد
29.	رسالہ روحی شریف (مع فارسی متن)	1. سلطان محمد نجیب الرحمٰن	اپریل 2003ء	مکتبہ العارفین 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
		2. شاہد القادری	درج نہیں	مکتبہ سلطانیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ

www.sultan-ul-faqr-publications.com

	3. سید امیر خان نیازی	درج نہیں	انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھو سلطان دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باھُو جھنگ
	4. ڈاکٹر سلطان الطاف علی	درج نہیں	غلام دستگیر اکیڈمی دربار حضرت سخی سلطان باھُو جھنگ
	5. پروفیسر احمد سعید ہمدانی	درج نہیں	غلام دستگیر اکیڈمی دربار حضرت سخی سلطان باھُو جھنگ
	6. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
30.	ابیاتِ باھُوؒ کامل	سلطان محمد نجیب الرحمٰن	2015ء سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
31.	ابیاتِ باھو (ترجمہ وشرح)	ڈاکٹر سلطان الطاف علی	مارچ 1995ء ناشاد پبلیشرز ریگل پلازہ کوئٹہ
32.	سی حرفی ابیاتِ باھُو (شرح وترجمہ)	1. احمد سعید ہمدانی	12 اپریل 2001ء العارفین پبلیکیشنز جوہر آباد ضلع خوشاب

2. تصانیف غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

نمبر شمار	نام کتب	مترجم	سال اشاعت	ناشر/ادارہ
1.	غنیۃ الطالبین	1. مولانا محمد صدیق ہزاروی سعیدی	1988ء	فرید بک سٹال لاہور
		2. مولانا محمد عبدالاحد قادری	فروری 2005ء	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
2.	سرّ الاسرار	1. مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری	بارِاوّل 12 ربیع الاول 1423ھ	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
		2. احسن علی سروری قادری (مع عربی متن)	2014ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور

www.sultan-ul-faqr-publications.com

		2. سید امیر خان نیازی (مع عربی متن)	ستمبر 2003ء	مکتبہ العارفین 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
3.	(i) الرسالۃ الغوثیہ مع عربی متن	سلطان العصر حضرت غلام دستگیر القادری ناشادؒ	مارچ 1998ء	غلام دستگیر اکیڈمی دربار سلطان باھُو جھنگ
	(ii) تذکرہ قادریہ (مع رسالۃ الغوثیہ)	سیّد علاؤالدین گیلانی البغدادی	بارِ پنجم 2006ء	دربارِ غوثیہ شاہراہ الگیلانی کوئٹہ
4.	فتوح الغیب	1. سیّد فاروق قادری	اکتوبر 2002ء	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
		2. سیّد محمد فاروق القادری ایم اے	1998ء	تصوف فاؤنڈیشن لاہور
5.	الفتح الربانی	1. مولانا عبدالاحد قادری (فیوض غوث یزدانی)	2003ء	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
		2. نفیس اکیڈمی کراچی (مع عربی متن)	درج نہیں	نفیس اکیڈمی کراچی
		3. مولانا عاشق الٰہی (مع عربی متن)	دسمبر 2008ء	العارفین پبلیکیشنز لاہور

3. تصانیفِ شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار	نام کتب	مترجم	سال اشاعت	ناشر/ادارہ
1.	فصوص الحکم	1. شرح مولانا عبدالقدیر صدیقی	درج نہیں	نذیر سنز لاہور
		2. محمد ریاض قادری (شرح فصوص الحکم والایقان)	2006ء	علم وعرفان پبلیشرز لاہور
2.	فتوحاتِ مکیہ (تین جلدیں)	صائم چشتی	1986ء	علی برادران تاجران کتب فیصل آباد
3.	شجرۃ الکون	علامہ صوفی محمد صدیق بیگ قادری	1985ء	علی برادران تاجران کتب فیصل آباد

www.sultan-ul-faqr-publications.com

4. دیگر کتب

نمبر شمار	نام کتب	مترجم	سال اشاعت	ناشر/ادارہ
.1	شمس الفقرا	سلطان محمد نجیب الرحمٰن	2012ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4/A۔ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
.2	مجتبیٰ آخر زمانی	سلطان محمد نجیب الرحمٰن	2012ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4/A۔ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
.3	کلام مشائخ سروری قادری	سلطان محمد نجیب الرحمٰن	2015ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4/A۔ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
.4	مرقاۃ السالکین شرح مرآۃ العارفین	1. تصنیف سیّد الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ترجمہ وشرح محمد فیض احمد اویسی	2007ء	زاویہ پبلیشرز لاہور
	مرآۃ العارفین ترجمہ وشرح	2. عنبرین مغیث سروری قادری	2012ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4/A۔ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
.5	کشف المحجوب	حضرت علی ہجویری داتا گنج بخشؒ/مترجم مولانا میاں رمضان علی	1970ء 2007ء	فضل نور اکیڈمی چک سادہ شریف ضلع گجرات
.6	کیمیائے سعادت	حضرت ابوحامد امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ مترجم محمد شریف نقشبندی	1993ء	شبیر برادرز لاہور
.7	انسانِ کامل	سید عبدالکریم الجیلیؒ	طبع چہارم 1980ء	نفیس اکیڈمی کراچی
.8	سِرِّ دلبراں	حضرت شاہ سیّد محمد ذوقی	1995ء	الفیصل ناشران تاجران کتب لاہور
.9	عرفان (جلد اوّل)	فقیر نور محمد کلاچوی	1999ء	عرفان منزل کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان

www.sultan-ul-faqr-publications.com

10. مخزن الاسرار	نور محمد کلاچوی	1999ء	عرفان منزل کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان
11. حیاتِ سروری	فقیر عبدالحمید	2000ء	عرفان منزل کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان
12. مناقبِ سلطانی	1. سلطان حامد علیؒ مترجم ارشد القادری	درج نہیں	مکتبہ سلطانیہ گکھڑ منڈی گوجرانوالہ
	2. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور
13. احوال ومقامات سلطان باھوؒ	احمد سعید ہمدانی	بارِ چہارم 1995ء	حضرت غلام دستگیر اکیڈمی دربار حضرت سلطان باھوؒ جھنگ
14. سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ (حیات وتعلیمات)	احمد سعید ہمدانی	مارچ 1995ء	غلام سلطان باھوؒ اکیڈمی لاہور
15. مرآتِ سلطانی (باھوؒ نامہ کامل)	ڈاکٹر سلطان الطاف علی	2006ء	باھو پبلیکیشنز کوئٹہ لاہور، جھنگ
16. تاریخِ جھنگ	بلال زبیری	2002ء	جھنگ ادبی اکیڈمی جھنگ صدر
17. تذکرہ اولیائے جھنگ	بلال زبیری	جنوری 2000ء	جھنگ ادبی اکیڈمی جھنگ صدر
18. وادی سون سکیسر (تاریخ، تہذیب، ثقافت)	محمد سرور خان اعوان	2002ء	الفیصل ناشران تاجران کتب لاہور
19. اشرافِ عرب	سیّد محمد نجم الحسن فضلی	1999ء	مملوکہ مسعود جھنڈیر لائبریری میلسی
20. تواریخ آئینہ تصوف	شاہ محمد حسن صابری چشتی رام پوری	بارِ سوم 1424ھ	مکتبہ صابریہ قصور
21. تاریخ مشائخ قادریہ رزاقیہ (بحوالہ برصغیر پاک وہند)	پروفیسر محمد حسین آزاد القادری	2008ء	ورسٹائل پرنٹرز لاہور
22. تاریخ مشائخِ قادریہ (تین جلدیں)	ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم	2001ء	کتب خانہ امجدیہ انڈیا

www.sultan-ul-faqr-publications.com

23. راہ نمائے مزاراتِ دہلی	محمد عاصم القادری سنبھلی	2007ء	محمدی بک ڈپو پرانی دہلی انڈیا
24. مزاراتِ اولیاء دہلی	محمد عالم شاہ فریدی	1927ء	فرید بک ڈپو دہلی انڈیا
	اضافہ وترمیم ڈاکٹر محمد حفیظ الرحمٰن صدیقی	2006ء	فرید بک ڈپو دہلی انڈیا
25. واقعات دارالحکومت دہلی جلد دوم	بشیر الدین احمد	1337ھ طبع دہلی	مملوکہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور
26. دہلی زیارات وآثارات	سردار احمد علی	1337ھ طبع دہلی	مملوکہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور
27. مزارات اولیائے دہلی	مولوی محمد عالم شاہ	1330ھ طبع دہلی	مملوکہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور
28. اولیائے ملتان	اولاد علی گیلانی	طبع لاہور	مملوکہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور
29. راہنمائے مقاماتِ مقدس دارالحکومت دہلی	مرزا آفتاب بیگ عرف نواب مرزا بیگ دہلوی	طبع لاہور	مملوکہ قمیصیہ لائبریری درگاہ شریف ساڈھورا ہریانہ انڈیا
30. آثارِ دہلی		طبع دہلی	مملوکہ قمیصیہ لائبریری درگاہ شریف ساڈھورا ہریانہ انڈیا
31. باغِ سادات	سیّد تجمل حسین شاہ نقوی بخاری	طبع لاہور بارِ سوم 1947ء	مملوکہ نسخہ غلام محمد ولد منظور احمد اوچ شریف بہاولپور
32. تاریخ بزرگانِ دہلی	کلیم مختار احمد سبزواری	1972ء دہلی	مملوکہ قمیصیہ لائبریری درگاہ شریف ساڈھورا ہریانہ انڈیا
33. حقیقت اسمِ اَللّٰہُ ذات	سلطان محمد نجیب الرحمٰن	بارِ اوّل 2001ء	مکتبہ العارفین 14/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
		بارِ دوم 2002ء	//
		بارِ سوم 2003ء	//
		بارِ چہارم اگست 2004ء	//
حقیقت اسمِ اَللّٰہُ ذات	سلطان محمد نجیب الرحمٰن	بارِ پنجم جولائی 2005ء	سلسلہ سروری قادری المرتضیٰ۔20 ہدایت اللہ بلاک مصطفیٰ ٹاؤن لاہور

www.sultan-ul-faqr-publications.com

			بارِ ششم مئی 2006ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز المرتضیٰ۔20 ہدایت اللہ بلاک مصطفیٰ ٹاؤن لاہور
34.	مرشد کامل اکمل	سلطان محمد نجیب الرحمٰن	بارِ اوّل ستمبر 2005ء	سلسلہ سروری قادری المرتضیٰ 20 ہدایت اللہ بلاک مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
			بارِ سوم ستمبر 2007ء	ایضاً
35.	پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں	ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی	2000ء	سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور
36.	سِرّ الحبیب	شاہ حبیب اللہ قادریؒ، مترجم غلام رسول	درج نہیں	آستانہ عالیہ بغداد شریف تحصیل خانیوال ضلع ملتان
37.	سوانح عمری حضرت خواجہ عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ	مرتب پیر محمد یوسفؒ	---	دربار پیر محمد عبدالغفور شاہؒ جھنگ
38.	ملفوظات پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ	مرتبہ پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ	---	مملوکہ پیر محبوب الحق جھنگ
39.	سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (مخطوطہ)	مرتب سیّد سلیم الزماں ہاشمی (انڈیا)		مملوکہ محمد اسد خان لاہور مجیب الرحمٰن انڈیا

English Books

No.	Name of Books	Writer/Translator	Year	Publisher
1	Sultan Bahoo-The Life and Teachings	Sultan Mohammad Najib-ur-Rehman translated by Mrs. Yasmin Khurshid Malik Sarwari Qadri, Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri and Neyn Tara Sarwari Qadri	2014	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan

www.sultan-ul-faqr-publications.com

2	The Spiritual Guides of Sarwari Qadri Order	Sultan Mohammad Najib-ur-Rehman translated by Mrs. Yasmin Khurshid Malik Sarwari Qadri, Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri and Neyn Tara Sarwari Qadri	2015	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
3	Kashf-ul-Asrar	Written by Sultan Bahoo and translated by Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri	2015	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
4	Ganj-ul-Asrar	Written by Sultan Bahoo and translatedby Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri	2015	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
5	Shams-ul-Arifeen	Written by Sultan Bahoo and translated by Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri	2016	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
6	Hazrat Sultan Bahoo Life and Work	Syed Ahmad Saeed Hamdani	2001	Na'shad Publishers, Regal plaza, Quetta

www.sultan-ul-faqr-publications.com